آثار الصنادید

(طبع ثانی ۱۸۵۴ء)

سر سید احمد

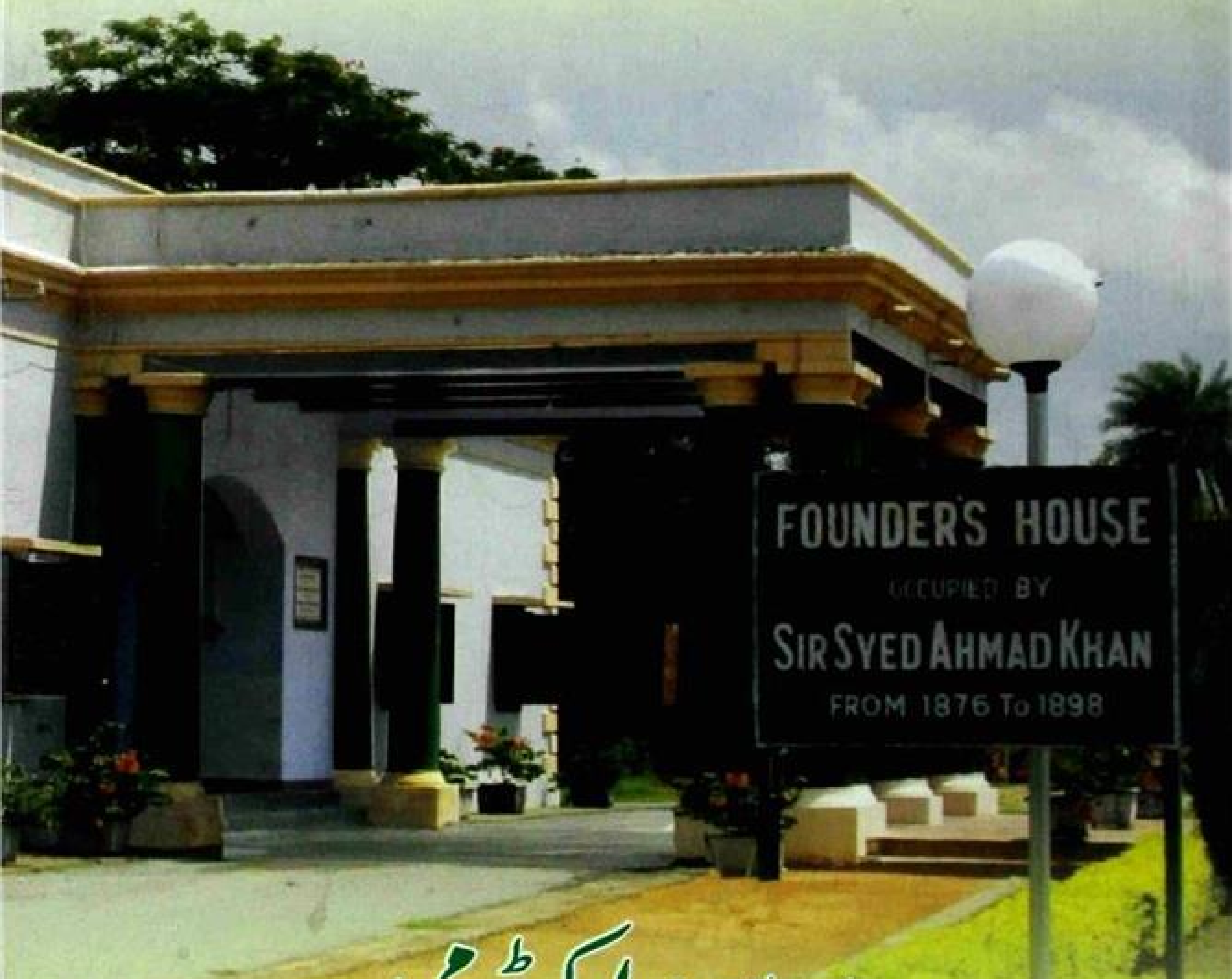

سر سید اکیڈمی
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ
۲۰۰۷ء

آثار الصنادید

(طبع ثانی ۱۸۵۴ء)

سر سید احمد

سر سید اکیڈمی

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

۲۰۰۷ء

© Sir Syed Academy
Aligarh Muslim University
Aligarh

Year : 2007

No. of Copies 250

Price : Rs. 250/-

Available for Sale

1. Sir Syed Academy
   Aligarh Muslim University
   Aligarh

2. University Publications Division
   Aligarh Muslim University

Printed at :
Litho Offset Printers
Achal Tal, G.T.Road
Aligarh

فہرست عنوانات

آثار الصنادید طبع دوم ۱۸۵۴ء

پیش لفظ: نسیم احمد، وائس چانسلر، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

شروع کی بات: اصغر عباس ڈائریکٹر سرسید اکیڈمی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

	صفحہ
دیباچہ سرسید	۲_۶
پہلا باب	
دلی کی عمارتوں کے مختصر حالات	۲_۶
فہرست فرمانروایان دارالحکومت اندرپت و دہلی	
ازابتدائے راجہ جدہشٹر لغایت ۱۸۵۲ء ـ ۱۲۶۸ھ	۴۳_۴۷
دوسرا باب	
فہرست دوسرے باب آثار الصنادید کی جس میں دہلی	
میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کا بیان	۴۶_۴۸
دوسرا باب	
دلی میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کا بیان	۲_۶
اندرپت	۶
دہلی	۷_۸
پرانا قلعہ	۹_۱۰
دیں پناہ	۱۰_۱۱

قلعہ رائے پتھورا	۱۲_۱۳
غزنیں دروازہ	۱۳
قصرِ سفید	۱۳_۱۴
کوشک لال	۱۴_۱۵
قلعہ مرزغن	۱۵_۱۶
کیلوکہری یا قصر معزی	۱۶
کوشک لال یا نیا شہر	۱۶
کوشک سبز	۱۷
دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سیری	۱۷_۱۸
قصر ہزار ستون	۱۸_۱۹
تغلق آباد	۱۹_۲۰
عادل آباد	۲۰_۲۱
جہاں پناہ	۲۲
کوشک بجے منڈل یا بدیع منزل	۲۲_۲۳
کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ	۲۳_۲۴
مبارک آباد	۲۶
دہلی شیر شاہ	۲۷
کابلی دروازہ دلی شیر شاہ	۲۷
سلیم گڑھ یا نور گڑھ	۲۷_۲۸
قلعہ شاہجہاں	۲۸_۲۹
دلی دروازہ ولاہوری دروازہ قلعہ	۲۹_۳۰

چھتہ لاہوری دروازہ ۳۰
نقار خانہ یا ہتھیا پول ۳۱
دیوان خاص ۳۱
نشیمن ظل الٰہی یا سنگین تخت ۳۱_۳۳
دالان دربار ۳۳
گلال باڑی ۳۳_۳۴
خاص محل یا چھوٹا رنگ محل ۳۴
امتیاز محل یا بڑا رنگ محل ۳۵_۳۷
چھوٹی بیٹھک ۳۷_۳۸
خوابگاہ بڑی بیٹھک ۳۸
کتبہ محراب جنوبی ۳۸_۳۹
کتبہ محراب شمالی ۳۹
ابیات جو دیوار پر سونے کے پانی سے لکھے ہیں ۳۹_۴۱
برج طلایا مثمن برج ۴۱
شاہ محل یا دیوان خانہ ۴۱_۴۲
تسبیح خانہ ۴۳
عقب حمام ۴۳
حمام ۴۳_۴۴
موتی محل ۴۴_۴۵
نہرِ بہشت ۴۵
باغ حیات بخش ۴۵_۴۶

حوض اور نہر ۴۶
بھادوں ۴۶_۴۷
ساون ۴۷_۴۸
شاہ برج ۴۸_۴۹
مہتاب باغ ۴۹
شہر شاہجہاں آباد ۴۹_۵۰
برج اکبر شاہ ۵۰_۵۱
کلکتہ دروازہ ۱۸۵۲ء ۵۱
کھڑکیوں کے نام ۵۱
اردو بازار اور چاندنی چوک ۵۱_۵۲
فیض بازار ۵۲
آراستگی بازار اور شہر ۵۲_۵۳
فیض نہر ۵۳
فہرست تیسرے باب کی جس میں بادشاہوں اور امیروں
کی متفرق بنوائی ہوئی عمارتوں کا ذکر ہے ۱_۱۰

تیسرا باب

لوہے کی لاٹھ ۲_۴
لاٹھ اشوکا یا مینار زریں یا لاٹھ فیروز شاہ ۴_۸
لاٹھ دوئم اشوکا یا منارہ کوشک شکار ۸_۹
انیک پور ۹_۱۰

انیک تال	۱۰_۱۱
سورج کنڈ	۱۱
بتخانہ راجہ پتھورا	۱۱_۱۳
تعمیر سلطان معزالدین	۱۳_۱۴
تعمیر سلطان شمس الدین التمش	۱۴_۱۵
قطب صاحب کی لاٹھ یا مندر یا ماذنہ	۱۵_۲۰
تعمیر سلطان علاء الدین لاٹھ کے پاس کا دروازہ	۲۰_۲۱
ادھ بنی لاٹھ	۲۲_۲۳
حوض شمسی یا قطب صاحب کا تالاب	۲۳
مقبرۂ سلطان غازی	۲۳_۲۴
مقبرۂ سلطان شمس الدین التمش	۲۴_۲۵
درگاہ شاہ ترکمان	۲۵
مقبرۂ رکن الدین فیروز شاہ	۲۵
مقبرۂ رضیہ سلطان بیگم	۲۵_۲۵
مقبرۂ معزالدین بہرام شاہ	۲۶
مقبرۂ سلطان غیاث الدین بلبن	۲۶
حوض علائی یا حوض خاص	۲۷
مقبرہ سلطان علاء الدین خلجی	۲۷_۲۸
باؤلی حضرت نظام الدین	۲۸
مقبرۂ تغلق شاہ	۲۹_۳۰
درگاہ حضرت نظام الدین اولیا	۳۰_۳۱

ست پلہ	۳۱_۳۲
درگاہ شیخ صلاح الدین	۳۲_۳۳
مسجد درگاہ حضرت نظام الدین	۳۳
مسجد جامع فیروزی	۳۴
کوشک انور یا مہندیاں	۳۴_۳۵
بولی بھٹیاری کا محل	۳۵_۳۶
کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین	۳۶
درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی	۳۶_۳۷
قدم شریف یا مقبرہ فتح خاں	۳۷_۳۸
مسجد چوراہا قدم شریف	۳۸
درگاہ حضرت سید محمود بحار	۳۸_۳۹
کالی مسجد یا کلاں مسجد	۳۹
مسجد بیگم پور	۳۹
مسجد کالو سرائے	۳۹_۴۰
مسجد کھڑکی	۴۰
مقبرہٗ فیروز شاہ	۴۰_۴۱
خضر گنبٹی	۴۱
مبارک پور کوٹلہ	۴۱_۴۲
مقبرہٗ محمد شاہ	۴۲
مقبرہٗ سلطان بہلول لودی	۴۲_۴۳
پنج بُرجہ زمرد پور	۴۳

بستی باوڑی	۴۳_۴۴
موٹھ کی مسجد	۴۴
مقبرہ لشکر خاں	۴۵
تبرجہ	۴۵
راجوں کی بائن	۴۵_۴۶
مقبرہ سکندر بہلول	۴۶
درگاہ شیخ یوسف قتال	۴۶_۴۷
درگاہ مولانا جمالی	۴۷
مسجد درگاہ مولانا جمالی	۴۷
نیلی چھتری	۴۸
درگاہ امام ضامن یعنی مقبرہ سید حسن مینار	۴۸_۴۹
درگاہ حضرت قطب صاحبؒ	۴۹_۵۰
مسجد قلعہ کہنہ	۵۰_۵۱
شیر منڈل	۵۱_۵۲
مسجد مقبرہ خیر پور	۵۲
کھاری باؤلی	۵۲_۵۳
مقبرہ عیسیٰ خاں	۵۳
مسجد عیسیٰ خاں	۵۳
مسجد درگاہ حضرت قطب صاحبؒ	۵۳_۵۴
عرب سرا	۵۴
خیر المنازل	۵۴

بھول بھلیاں	۵۴_۵۵
مقبرہ ٔ ہمایوں	۵۵_۵۶
نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خاں	۵۶_۵۷
مقبرہ ٔ تکہ خاں	۵۷
درگاہ حضرت باقی باللہؒ	۵۷_۵۸
درگاہ حضرت امیر خسرو	۵۸
جیلخانہ یا سرائے فرید خاں	۵۸_۵۹
بارہ پُلہ	۵۹
منڈی	۵۹_۶۰
کوس منارہ	۶۰
پل سلیم گڑھ	۶۰_۶۱
مقبرہ ٔ شیخ فرید	۶۱
نیلہ بُرج یا مقبرہ فہیم	۶۱_۶۲
چونسٹھ کھمبا	۶۲
مقبرہ ٔ خانخاناں	۶۲_۶۳
مقبرہ ٔ سید عابد	۶۳
خاص محل	۶۳_۶۴
مسجد جہاں نما یا مسجد جامع	۶۴_۶۷
دروازہ جنوبی مسجد جامع	۶۷
دروازہ شمالی مسجد جامع	۶۸
دروازہ شرقی مسجد جامع	۶۸_۶۹

دارالشفا یا دارالبقا	۶۹
بیگم کا باغ یا صاحب آباد	۶۹۔۷۰
مسجد فتحپوری	۷۰
مسجد اکبرآبادی	۷۰۔۷۱
مسجد سرہندی	۷۱
باغ شالامار	۷۱۔۷۲
باغ روشن آرا	۷۲
باغ سرہندی	۷۲۔۷۳
موتی مسجد	۷۳
مجر جہاں آرا بیگم	۷۳۔۷۴
مقبرۂ سرنالہ	۷۴
درگاہ حضرت سید رسول نما	۷۴۔۷۵
جھرنہ	۷۶۔۷۷
مسجد اورنگ آبادی	۷۷
مقبرۂ زیب النسا	۷۷
موتی مسجد	۷۷۔۷۸
زینت المساجد	۷۸
مقبرۂ غازی الدین خاں	۷۸۔۷۹
مجر شاہ عالم بہادر شاہ	۷۹۔۸۰
سنہری مسجد کوتوالی	۸۰۔۸۱
مسجد و مدرسہ شرف الدولہ	۸۱

جنتر منتر	۸۱_۸۲
اول جے پرکاش	۸۲
دوم رام جنتر	۸۲_۸۳
سوم سمراٹھ جنتر	۸۳
کرہٗ مقعر	۸۳_۸۷
شاہ مرداں	۸۷_۸۸
فخر المساجد	۸۸_۸۹
باغ محلدار خاں	۸۹
گھاٹ نگمبود	۸۹_۹۰
مسجد روشن الدولہ	۹۰
باغ ناظر	۹۱
مجر محمد شاہ بادشاہ	۹۱_۹۲
قدسیہ باغ	۹۲
چوبی مسجد	۹۲
سنہری مسجد	۹۲_۹۳
مقبرہ منصور یا صفدر جنگ	۹۳_۹۴
کالکا	۹۴_۹۶
لال بنگلہ	۹۶_۹۷
مقبرہٗ نجف خاں	۹۷
جینیوں کا بڑا مندر	۹۷_۹۸
گرجا گھر	۹۸

جوگ بابا	۹۸_۹۹
جینیوں کا چھوٹا مندر	۹۹_۱۰۰
کوٹھی جہاں نما	۱۰۰
مجر میرزا جہانگیر	۱۰۰_۱۰۱
ظفر محل یا جل محل	۱۰۱
ہیرا محل	۱۰۱
کوٹھی دلکشا	۱۰۲
باؤلی درگاہ حضرت قطب صاحبؒ	۱۰۲
آہنی پُل ہنڈن	۱۰۲_۱۰۳
لال ڈِگی	۱۰۳
پُل جدید نگمبود	۱۰۳_۱۰۴
اُردو زبان کے بیان میں	۱۰۴_۱۰۷
پہیلیاں	۱۰۷_۱۰۸
کتبہ ہا	۲_۶۲

پیش لفظ

مسلمانوں کی تعلیمی اور تہذیبی ترقی کے سفر میں علی گڑھ تحریک کو ایک ممتاز سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے اس کے میر کارواں سرسید نے ہزاروں موانع کے باوجود اس سفر کو جاری رکھا اور اپنے ہم سفروں اور ہمنواؤں کے لئے منزل تک پہونچنے کے لئے ایک خوش آئند راہ عمل چھوڑ گئے۔

سرسید کے افکار و خیالات سے آج نئی نسل کی واقفیت کم ہوتی جارہی ہے اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ان کی تحریریں کمیاب ہوگئی ہیں اور ان سے استفادہ کی راہیں مسدود ہوتی جارہی ہیں اس خلا کو پر کرنے کے لئے سرسید اکیڈمی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے کئی منصوبے مرتب کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ سرسید کی تحریروں کو شائع کیا جائے، سرسید کے آثار و اقدار پر مختلف زبانوں میں کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے اور سرسید اکیڈمی کے ذخیرہ مخطوطات میں جو اہم دستاویزات محفوظ ہیں انھیں منظر عام پر لایا جائے اور انھیں مناسب قیمت پر تشنگان علم کو فراہم کیا جائے۔

زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے امید ہے کہ اس کتاب کو قبول عام حاصل ہوگا اور اس طرح علی گڑھ تحریک کی تفہیم کی راہیں استوار ہوں گی۔

۱۰ر مارچ ۲۰۰۷ء

نسیم احمد

وائس چانسلر

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

شروع کی بات

ہندوستانی تاریخ و تہذیب سے دلچسپی سرسید کی موروثی روایت تھی۔ اپنی ملازمت کے دوران جب وہ آگرہ اور دہلی میں مامور ہوئے تو اُن کے علمی روابط دانایان فرنگ سے گہرے ہوگئے اور انھوں نے تاریخ سے بڑھ کر آثاریات کے میدان میں قدم رکھا، دہلی کی آرکیالوجیکل سوسائیٹی کے تین ہندوستانی ممبران میں سے وہ ایک تھے۔ سوسائٹی کے جلسوں میں انھوں نے آثار عتیق پر کئی مقالے پڑھے جن میں قدیم ہستناپور کی اینٹوں کے علاوہ قطب مینار میں واقع ماذنہ پر اُن کے مضامین کا حوالہ ملتا ہے۔

۱۸۴۷ء میں سرسید نے اردو میں ایک بالکل نئے موضوع پر اپنی معرکتہ الآرا تصنیف آثارالصنادید شائع کی اسے غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی اس میں دہلی کی اہم عمارتوں کی تاریخ، ان کی پیمائش، اُن کی آرائشی تفصیلات کے علاوہ عمارتوں کے کتبات کے چربے موجود ہیں یہ کتاب سرسید کی ہمت، محنت اور بصیرت کا نادر نمونہ ہے۔ حالؔی نے ان کی تحقیق و تفحص سے عشق کی داد عربی شاعر ابوتمام کے اس شعر سے دی ہے کہ وہ اس شوق سے اوپر چڑھ رہا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسے آسمان پر کچھ کام ہے۔ دہلی کی پرعظمت عمارتوں کی تحقیق کے دوران قطب مینار پر کندہ عبارتوں کا چربہ اتارنے کے لئے رسیوں سے بندھے چھینکے میں بیٹھ کر سرسید قطب مینار کی آخری منزلوں تک جا پہنچتے تھے۔

دہلی کے کلکٹر اور مجسٹریٹ آرتھر آسٹن رابرٹس آثارالصنادید طبع اول کو اپنے ساتھ ولایت

لے گئے جہاں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کورٹ آف ڈائریکٹرز کے ممبر کرنل سیکسن نے کتاب کو بہ نظر تحسین دیکھا اور اسکے انگریزی ترجمے کی ضرورت کا اظہار کیا انگلینڈ سے واپسی کے بعد علم مسکوکات کے ماہر اور The Chronicals of Pathan Kings of Delhi کے مصنف ایڈورڈ ٹامس اور آرتھر آسٹن رابرٹس کی ایما پر سرسید نے آثار طبع اول پر نظر ثانی کی اور آخر الذکر کی اعانت سے اس کا انگریزی ترجمہ شروع ہوا جس کے چند صفحے پیش نظر آثار الصنادید طبع ثانی میں شامل ہیں یہ صفحات انڈین اسٹینڈرڈ پریس سے ۱۸۵۴ء میں طبع ہوئے تھے۔

آثار الصنادید طبع ثانی کے تین باب مطبع احمدی دہلی سے اور کتاب کا سرورق اور اس کا دیباچہ مطبع سلطانی واقع قلعہ معلیٰ دہلی سے ۱۸۵۴ء میں شائع ہوئے۔ اس کے پہلے باب میں دہلی کی قدیم وجدید عملداریوں کے مختصر حالات بطور جدول شامل ہیں۔ یہ باب سلسلۃ الملوک مطبوعہ ۱۸۵۲ء کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن ہے جسے آثار کے پہلے باب کے طور پر شامل کیا گیا ہے یہ ۴۳ صفحات کو محیط ہے۔ سرسید لکھتے ہیں کہ ''اس کتاب کا پہلا باب جس میں مختصراً ہندوستان کی آبادی اور پرانی اور نئی عملداریوں کا ذکر ہے جو پہلی کتاب (آثار طبع اول) میں نہ تھا''۔ آثار طبع ثانی کا دوسرا باب دلی میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کے بیان میں ہے یہ باب ۵۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ سرسید لکھتے ہیں کہ ''پہلی کتاب کے دوسرے باب میں صرف شاہ جہاں آباد کے قلعے کا ذکر تھا اس کتاب (آثار طبع ثانی) کے دوسرے باب میں اُس قلعہ کا بھی پہلی کتاب سے بہتر بیان ہے اور علاوہ اس کے ابتدائے آبادی سے آج تک جس قدر قلعے بنے اور شہر بسے اُن کا بھی ذکر ہے''۔ آثار طبع ثانی کا تیسرا باب بادشاہوں اور امیروں کی بنائی ہوئی عمارتوں کے بیان میں ہے یہ باب ۱۰۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے سرسید لکھتے ہیں کہ ''پہلی کتاب کے پہلے اور تیسرے باب میں جس قدر مطالب تھے وہ سب اس کتاب کے تیسرے باب میں اکٹھے ہیں بلکہ بعضے پرانے

مکانات کا اور حال جو دریافت ہوا ہے اور زیادہ ہے'' وہ یہ بھی لکھتے ہیں '' کہ پہلی کتاب میں عمارت کا بیان متفرق اور غیر منظم تھا اب کی دفعہ عمارات کا حال بہ ترتیب سال بنا انتظام سے لکھا گیا'' اس کے علاوہ چھ صفحے کا سر سید کا دیباچہ ہے اور ۶۲ صفحات عمارتوں کے کتبات اور نقشوں کے ہیں۔

آثار طبع ثانی میں سر سید کی وہ فارسی مثنوی بھی شامل نہیں ہے جو دہلی کے کمشنر تھیا فلس مٹکاف کے سلسلے میں سر سید کی تصنیف تھی یہی نہیں سر سید کے گہرے دوست نواب ضیاء الدین احمد خاں نواب لوہارو، امام بخش صہبائی، مفتی صدر الدین آزردہ اور مرزا غالب کی تقاریظ جو طبع اول میں تھیں وہ بھی طبع ثانی میں حذف کردی گئی ہیں۔ آثار کے طبع اول میں تاریخی حقائق کے بیان میں جہاں قصے اور کہانیاں در آئی تھیں جیسے سید رفائی کا قصہ یا قطب مینار میں واقع لاٹ کو آغوش میں لینے کا لطیفہ یا بے ثباتی عالم کا جابجا ذکر یا تحریر کے درمیان اشعار کی افراط ان سب کو نظر ثانی شدہ ایڈیشن میں خارج کردیا گیا ہے آثار کے طبع ثانی میں جگہ جگہ جملے بدلے ہوئے ہیں عبارتیں بدلی ہوئی ہیں اور لفظ بدلے ہوئے ہیں اور اسی لئے دونوں کے مطالب اور مشتملات میں اچھا خاصا فرق ہے حالی لکھتے ہیں کہ بڑی خوبی اس نئے ایڈیشن میں یہ ہے کہ اسکی عبارت میں بہ نسبت پہلے ایڈیشن کے نہایت سادگی ہے اور اس کا بیان ایشیائی مبالغوں اور تکلفات باردہ سے بالکل پاک ہے۔ یہاں آثار کے دونوں ایڈیشنوں سے فیض نہر کا بیان درج کیا جا رہا ہے جس سے دونوں کے اسلوبِ بیان کے فرق کا کچھ اندازہ ہو جائے گا۔

حال فیض نہر کا آثار طبع اول سے: '' یہ ایک نہر ہے فیروز شاہ بن سالار رجب کی بنائی ہوئی جس نے دلی میں قلعہ فیروز آباد اور کوٹلہ اور جہاں نما یعنی بدیع منزل عرف بجے منڈل بنایا تھا یہ بادشاہ بہت نیک نیت تھا اور پل اور بند بنانے پر بہت ہمت مصروف رکھتا تھا چنانچہ اس بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت میں دریائے جمن سے ایک نہر کاٹی اور نواحی پرگنہ خضر آباد سے

اُس کا مبدا شروع کیا۔ کہتے ہیں کہ جس مقام سے اس بادشاہ نے نہر کاٹنی شروع کی ہے وہاں ایک بہت مرتفع مربع عمارت نہایت مستحکم بنائی ہے اور اُس میں بہ تفاوت درجات دروازے اور دریچے رکھے ہیں کہ جتنا پانی منظور ہوتا ہے اُتنا لیتے ہیں۔ غرضیکہ فیروز شاہ کے عہد میں یہ نہر خضر آباد سے پرگنہ سفیدون تک آتی ہے جہاں فیروز شاہ کی شکار گاہ تھی جبکہ سلطان فیروز شاہ مرگیا اور اس پر ایک زمانہ گذرا یہ نہر خراب ہوگئی اور بہنے سے رُک گئی۔ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے عہد میں شہاب الدین احمد خاں صوبہ دار دہلی نے اپنی جاگیر کی آبادی اور افزونی زراعت کو اس نہر کی مرمت کی اور خضر آباد سے سفیدون تک پھر جاری کی اور نہر شہاب نام رکھا۔ جب اس پر بھی ایک زمانہ گزر گیا اور کسی نے اس کی مرمت اور خبر گیری نہ کی پھر یہ نہر بند ہوگئی اور بہنے سے رُک گئی۔ جس زمانے میں شہاب الدین محمد شاہ جہاں بادشاہ نے قلعہ بنایا اور شاہ جہاں آباد آباد کیا اُس زمانے میں حکم دیا کہ اس نہر کی پھر مرمت کی جاوے اور خضر آباد سے سفیدوں تک بدستور پھر جاری ہووے اور سفیدون سے قلعہ معلیٰ اور ارک اعلیٰ تک کہ تیس کوس کا فاصلہ ہے ایک نئی نہر کھودی جاوے اور قلعہ معلیٰ اور شہر امت بھر میں جاری ہووے۔ چنانچہ پندرہویں جمادی الاول ۱۲ سنہ جلوس تک چار مہینہ بارہ روز عزت خاں برادر زادہ عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ نے اس نہر کی مرمت میں ہمت مصروف کی جب کہ عزت خاں ٹھٹھ کی صوبیداری پر مقرر ہوا اہتمام نہر وغیرہ کا اللہ بردی خاں کو مفوض ہوا اور اُس نے یکم جمادی الثانی ۱۵ سنہ جلوس تک دو برس ایک مہینہ پندرہ دن اس کام میں سعی کی اور بعد اُس کے یہ خدمت مکرمت خان میر سامان و خان سامان کو سپرد ہوئی کہ اُس کے اہتمام میں سال بستم جلوس میں قلعہ اور نہر مرتب ہوگئی قلعہ میں کوئی مکان ایسا باقی نہ رہا کہ جہاں نہر نہ پھری ہو اور شہر میں کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جہاں نہر نہ آئی ہو حتیٰ کہ باورچی خانوں میں بھی نہریں جاری تھیں اور پانی کی محتاجی نہ رہی تھی۔ بعد گزرنے مدت دراز کے قریب عہد عالمگیر ثانی کے پھر اس نہر کا حال تباہ ہوگیا اور جا

بجاسے ٹوٹ گئی اور مٹی بھر گئی کہ پانی بہنے سے رُک گیا اور نہر میں تر و تازگی اور وہ دلچسپی اور دلرُبائی نہ رہی۔ جبکہ سرکار دولتمدار انگریزی نے ان بلاد کو فتح کیا اور عالم خزاں رسیدہ نے اُن کے حکم اور عدل سے رونق بہار حاصل کی حکام والا مقام انگریزی اس نہر کی مرمت اور ترتیب میں مصروف ہوئے اور اگلے زمانے سے بہتر اُس کی درستی کی اب شہر میں بدستور سابق یہ نہر جاری ہے اور ہر ہر مکان میں بہتی ہے اور علاوہ اس کے حکام والا مقام انگریزی نے افزدنی زراعت اور آبادانی ملک کے لئے بھی وہ ہمت مصروف کی کہ اس نہر کے سبب محصول دیہات مضاعف ہوگیا کوئی پرگنہ باقی نہیں کہ جہاں سے یہ نہر نہ گذرتی ہو اور اُس کے ہر ہر ضلع میں نہ گئی ہو۔ جہاں سے کہ یہ نہر کٹی ہے وہاں سے چل کر اس نہر کے دو شعبے ہوگئے ہیں ایک شعبہ مایل بجانب غرب گیا ہے کہ ملک سرسہ اور حصار وغیرہ کو اُس سے رونق حاصل ہے مگر یہ شعبہ بہ سبب ریگستان کے آگے نہ چلا اور وہیں غائب ہوگیا اور دوسرا شعبہ اُس کا مائل بہ جنوب انبالہ اور کرنال اور پانی پت ہوتا ہوا شہر شاہ جہاں آباد میں آیا ہے اور اُس کے بازاروں میں ہوتا ہوا قلعہ معلیٰ میں داخل ہوا ہے اور اس کے ہر ایک مکان کو رونق تازہ دی ہے اور پھر دریائے جمن میں جا ملا ہے اور اب سرکار دولتمدار انگریزی کی بدولت اس ملک میں پانچ نہریں جاری ہیں اول نہر مغربی جس کو نہر فیض کہتے ہیں اور اُس کا ہم نے اوپر حال لکھا ہے اور یہ نہر شہر شاہ جہاں آباد میں بہتی ہے اور اُس کے شعبے حصار و روہتک پہنچے ہیں دوئم نہر مشرقی کہ دریائے جمن سے متصل سہارنپور رواں ہے سوئم نہر بیجاپور واقع دہرہ دون کہ نکالی گئی ہے جانب چپ دریائے توسی سے متصل بیجاپور کے چہارم نہر راج پور واقع دہرہ دون کے نکالی گئی ہے جانب راست دریائے سپتائی قریب قصبہ راج پور کے۔ پنجم نہر نگینہ واقع ضلع بجنور علاقہ روہیلکھنڈ کہ نکالی گئی ہے دریائے کوہ سے اور بہتی ہے متصل نگینہ کے۔ اب کہ کچھ مختصر حال نہر کا معلوم ہوگیا اُس کے بعد اب آبادی اور شہر پناہ خیر البلاد شاہ جہاں آباد کا حال لکھتا ہوں"

فیض نہر کا حال آثار طبع ثانی سے: ''اول بانی نہر کا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہے اُس نے ۶۹۱ھ مطابق ۱۲۹۱ء کے اس نہر کو سواد پرگنہ خضر آباد میں دریا سے کاٹا اور تیس کوس تک پرگنہ سفیدون میں جہاں اُس کی شکار گاہ تھی لاکر چھوڑ دیا پھر کسی بادشاہ کو اُس کا خیال نہ رہا کہ وہ نہر بند ہوگئی تھی ۹۶۹ھ مطابق ۱۵۶۱ء کے جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے اس نہر کو پھر صاف کرایا اور اپنی جاگیر میں لایا اور نہر شہاب اس کا نام رکھا ایک مدت بعد یہ نہر پھر بند ہوگئی تھی ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۶۳۸ء کو شہاب الدین محمد شاہ جہاں نے اس نہر کی سفیدون تک صاف ہونے کا اور سفیدون سے قلعہ شاہ جہاں آباد تک نئی کھدنے کا حکم دیا چنانچہ نہر تیار ہوئی اور جب قلعہ بن چکا تو قلعہ اور شہر میں جاری ہوئی ایک مدت بعد اس نہر کا پھر وہی حال ہوگیا تھا تخمیناً ۱۸۲۰ء مطابق ۱۲۳۶ھ کے سرکار انگریزی نے پھر نہر کو جاری کیا اور اب تک بدستور جاری ہے اور مرمت شکست اور ریخت سے تیار اور مصفٰی رہتی ہے''

دونوں ایڈیشنوں کے اقتباسات سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ آثار کے دوسرے ایڈیشن میں طول بیانی کے بجائے اختصار سے کام لیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ آثار طبع اول جو ۶۶۰ صفحات پر مشتمل تھا آثار طبع دوم کو ۲۷۰ صفحات تک محدود کر دیا گیا اس ایڈیشن میں آثار طبع اول کا چوتھا باب بھی شامل نہیں کیا گیا ہے۔ جس میں دہلی کے ایک سو بیس اکابر کا ذکر ہے جو اپنے اپنے فن کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ حالی کا بیان ہے کہ اس ترمیم و اصلاح کا باعث دراصل مسٹر ایڈورڈ ٹامس ہوئے تھے انہیں کے کہنے سے سر سید نے آثار الصنادید کو از سر نو مرتب کیا تھا وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ مسٹر رابرٹس کلکٹر و مجسٹریٹ دہلی نے سر سید کی شرکت سے آثار کا ترجمہ انگریزی میں کرنا شروع کیا تھا اور ابھی بہت کچھ کرنا باقی تھا کہ مسٹر رابرٹس کا دہلی سے تبادلہ ہوگیا۔ بعد میں جب سر سید مراد آباد میں فائز تھے تو وہاں کا سیشن جج جو سر سید کے بے داغ کردار کا بڑا قائل تھا اس نے آثار کا بہت سا ترجمہ کرایا تھا لیکن یہ بھی حسب سابق

ناتمام رہ گیا تھا۔

کسی زبان کے ترجمے میں مترجم اور مصنف دونوں ایک دوسرے کی شخصیت فکر اور اسلوب سے بندھے ہوتے ہیں اگر دونوں میں خاطر خواہ تال میل نہ ہو تو ترجمہ جامع نہیں ہو سکتا اور اس میں اجنبیت اور غیر مانوسیت محسوس ہوگی آثار الصنادید طبع ثانی کے انگریزی ترجمے میں بھی یہی مشکل حائل تھی کہ سرسید انگریزی سے بالکل واقف نہیں تھے اور مسٹر رابرٹس کے ترجمے کے جو چند صفحے سامنے آئے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی اردو سے واقفیت واجبی تھی اسی لئے آثار الصنادید کے چند صفحات جن کا انگریزی میں ترجمہ ہوا ہے وہ ترجمہ نہیں ترجمانی معلوم ہوتا ہے چہ جائکہ آثار الصنادید کا چوتھا باب جو مشکل نگاری، آرائش پسندی اور صنعت گری کا اچھا نمونہ ہے اس کو انگریزی کا جامہ پہنانا ہفت خواں سے کم نہ تھا اس لئے قرین قیاس ہے کہ انھیں دقتوں کے سبب ایڈورڈ ٹامس کی ایما پر سرسید نے اس باب کو طبع ثانی میں شامل نہ کیا ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ آثار طبع ثانی میں چوتھے باب کو حذف کرنے کا ابھی تک کوئی دستاویزی ثبوت فراہم نہیں ہوا ہے اس سلسلے میں قیاس آرائیاں خوب کی گئی ہیں جن کی بنیاد قوی قرائن پر نہیں مفروضات پر ہے۔اس کا سلسلہ بشیر احمد ڈار کی کتاب Religious Thoughts of Sir Syed سے شروع ہوتا ہے جو ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی تھی اس میں کہا گیا ہے کہ ۱۸۵۴ء میں جب آثار الصنادید کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو اس میں پورا باب ہی نہیں تھا جس میں سید احمد شہید اور اُن کے رفقا (آثار کے چوتھے باب میں دہلی کے ایک سو بیس ارباب کمال کا ذکر ہے جن میں سید احمد شہید کے رفقا کی تعداد چند ہی ہے) کا حال درج تھا یہ اتفاقی اور غیر ارادی بات نہ تھی بلکہ یہ ہندوستان کی سیاسی فضا کی تبدیلی کا اثر تھا۔اسی بیان کو سرسید کے مفسرین نے دہرایا ہے یہاں تک کہ علی گڑھ کے مورخین نے بھی اسی بیان کی تکرار کی ہے۔

اس سلسلے میں پہلی بات یہ عرض کرنا ہے کہ آثار طبع اول اور دوم کے درمیانی عرصے میں ہندوستان کی سیاسی فضا میں کوئی قابل ذکر تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی دوسرے یہ کہ آثار طبع ثانی کی اشاعت کے تقریباً ایک دہائی بعد انگریزی حکومت نے وہابیوں پر داروگیر کا سلسلہ شروع کیا تھا جب انبالہ، راج محل، مالوہ، اور پٹنہ وغیرہ میں بہت سے مجاہدین اور مبلغین پر حکومت کے خلاف سازش کے الزام میں مقدمے چلائے گئے اور اسی زمانے میں باغی اور وہابی مترادف لفظ بن گئے انھی دنوں ۱۸۷۱ء میں جب برٹش راج کا سورج نصف النہار پر تھا ڈاکٹر ہنٹر نے اپنی تصنیف میں وہابیوں کے خلاف الزام تراشیاں کیں جس کا دندان شکن جواب ہندوستان میں کسی اور نے نہیں سر سید نے دیا تھا اس نازک دور میں ہندوستانی مسلمانوں کی وکالت کے لئے سامنے آنا اور اُن کی حمایت میں قلم اُٹھانا بڑی جرات کا کام تھا اور اسے سر سید نے ہی انجام دیا تھا۔ اقبال نے انھی کے لئے کہا ہے کہ 'ہے دلیری دستِ اربابِ سیاست کا عصا' حالی نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب کا ریویو سر سید کی ان جلیل القدر خدمات میں سے ایک ہے جس کے شکر سے ہندوستانی مسلمان کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ ۱۸۷۰ء میں بھی جب کہیں وہ حضرت اسمٰعیل شہید کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے نام پر ان کا قلم عقیدت کے پھول نچھاور کرنے لگتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ کسی سیاسی مصلحت سے سر سید نے آثار الصنادید کا چوتھا باب طبع ثانی میں شامل نہ کیا بے جا بات ہے۔

یہ کہنا بھی کہ آثار الصنادید کے تینوں ابواب اور اس کے چوتھے باب میں موضوع کی یکسانیت نہیں ہے میرے نزدیک صحیح نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ سر سید کو دلی کی پُر عظمت عمارتوں سے جو وابستگی ہے وہی آثار کے چوتھے باب کی شخصیتوں سے اُن کی پیوستگی کا سبب ہے۔ دونوں کا موضوع علیحدہ نہیں ایک ہے۔

حالی نے لکھا ہے کہ آثار کے چوتھے باب میں اول کسی قدر ان شہروں، قلعوں اور محلوں وغیرہ

کا بیان ہے جو سمبت ۴۰۴ بکرمی سے لے کر آخر تک وقتاً فوقتاً اس سرزمین میں آباد ہوئے اس کے بعد یہاں کی آب وہوا اور زبان اردو کا ذکر ہے پھر مشاہیر اہلِ دہلی کا حال لکھا ہے جس میں ۱۲۰ مشائخ، علما، فقرا، مجاذیب، اطبا، قراء، شعرا، خوش نویس، مصور، موسیقی داں وغیرہ کا بیان ہے اگرچہ اس باب کی عبارت قدیم طرز کی رنگینی اور مبالغہ اور تکلفات باردہ کے سبب آجکل کے مذاق کے مطابق پھیکی اور بے مزہ ہوگئی تھی اور اس کے سوا اس میں اور بھی بہت سی کسریں رہ گئی تھیں مگر مضمون کے لحاظ سے نہایت عبرت خیز تھی اول کے تین باب دیکھ کر سرزمین دہلی کی قدیم شان وشوکت اور عظمت کی تصویر آنکھوں کے آگے پھر جاتی ہے اور تھوڑی دیر کو دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے جبکہ پچھلے باب سے دلی کا اخیر جھمکڑا آنکھوں کے روبرو آجاتا ہے اور تعجب ہوتا ہے کہ جس شہر میں پچاس ساٹھ برس پہلے قوم کے اس قدر اہل اللہ، اہل علم اور اہل ہنر موجود تھے آج وہاں چاروں طرف سناٹا نظر آتا ہے"۔

سرسید کی تصنیف آثار الصنادید شروع ہی سے دانایان فرنگ کی توجہ کا مرکز رہی ہے اور ابتدا ہی سے اس سے استفادہ کے لئے اس پر غور وفکر کا سلسلہ جاری تھا۔ غالباً سب سے پہلے ڈاکٹر اشپرنگر پرنسپل قدیم دہلی کالج نے اس کتاب کا ذکر دہلی کالج کے رسالے قران السعدین میں کیا ہے۔ Carr Stephen نے اپنی کتاب The Archeology and Monumental Remains of Delhi میں اس کا ذکر توصیفی انداز میں کیا تھا جس کا حوالہ H.G.Reverty نے طبقات ناصری میں دیا ہے اس کے علاوہ دہلی کے سیشن جج ایڈورڈ ٹامس نے آثار الصنادید سے خاصے حوالے سرسید کے شکریہ کے ساتھ اپنی کتاب The Chronicals of Pathan Kings of Delhi میں درج کیے ہیں۔

آثار الصنادید کے دوسرے ایڈیشن نے مشہور مستشرق گارساں دتاسی کو اس حد تک اکسایا کہ اسکی اشاعت کے چند سال بعد ہی اس نے اس کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کر ڈالا غالباً یہ پہلی

اردو کی تصنیف ہے جس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں ہوا ہے۔ گارساں دتاسی نے ۱۸۵۰ء کے اپنے خطبے میں لکھتا ہے ''کہ نہ معلوم اس بدبخت شہر دہلی پر کیا گذر رہی ہوگی ہنگامہ غدر سے پہلے ہی اس شہرۂ آفاق شہر کی بہت سی یادگاریں لڑائیوں اور ہنگاموں کی بدولت مٹ چکی ہیں یا کھنڈر ہوئی پڑی ہیں۔ اس کے آبشار اور فوارے جو فرانس کے محل وارسائی کے آبشاروں اور فواروں کے ٹکر کے تھے اب اُن کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔ یہی حال شہر کی بہت سی عمارتوں کا ہے۔ ان عمارات کی جگہ ان کے حالات اب آثار الصنادید میں باقی رہ جائیں گے جو مولوی سید احمد نے حال ہی میں لکھی ہیں میں اس کتاب کا کامل ترجمہ عنقریب شائع کرنے والا ہوں'' اسی فرانسیسی ترجمہ کو دیکھ کر لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے سر سید کو ۲۲ جون ۱۸۶۴ء کو لکھا کہ یورپ میں آپ کی کتاب کی بڑی قدر کی گئی ہے اور بہ اتفاق رائے ممبران سوسائٹی آپ اس سوسائٹی کے آنریری فیلو مقرر کیے گئے ہیں''

آثار الصنادید اردو کی ممتاز کتابوں میں ہے اس کتاب کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن تقریباً ڈیڑھ سو برس پہلے ۱۸۵۴ء میں سر سید کی زیر نگرانی شائع ہوا تھا، لیکن اب یہ کتاب نایاب تھی۔ آثار الصنادید کی اشاعت کے کچھ ہی دنوں بعد یہ کتاب کلکتہ یونیورسٹی کے نصاب تعلیم کا حصہ بن گئی تھی بعد میں دوسری یونیورسٹیوں کے نصاب میں بھی شامل رہی اس لئے یہ کتاب بار بار چھپی لیکن اس کی ہر اشاعت میں کچھ نہ کچھ کتر بیونت ہوتی رہی اور اس کی صورت وہ نہ رہ گئی جو آثار الصنادید اشاعت دوم میں تھی اس لئے سر سید اکیڈمی نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کا عکسی ایڈیشن شائع کیا جائے۔

ہندوستان کے مختلف کتب خانوں میں آثار طبع دوم کی تلاش بسیار کے بعد لائبریری سائنس کے صاحب نظر عالم اور خدا بخش لائبریری پٹنہ کے جواں سال عہدہ دار ڈاکٹر قاضی سید مسعود حسن صاحب کے تعاون سے پیش نظر کتاب کا سراغ ہمیں خدا بخش لائبریری پٹنہ مین ملا اور اس کے ڈائریکٹر ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب کی مدد سے کتاب کی سی۔ ڈی۔ ہمیں حاصل ہوئی۔

میں صمیم قلب سے دونوں حضرات کا شکر گذار ہوں۔

سرسید اکیڈمی کے پیش نظر عکسی ایڈیشن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک مفصل اشاریہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ اشاریہ سازی کا کام ڈاکٹر محمد معتصم عباسی سابق ریڈر شعبہ فارسی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے انجام دیا ہے اکیڈمی ان کے تعاون کے لئے شکر گذار ہے۔

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں ہمیں سرسید اکیڈمی کے حاجی محمد اسمٰعیل آف دتاولی فیلو جناب محمد عبدالمنان صاحب کا تعاون بھی حاصل رہا، اس کے علاوہ جناب منہاج الہدیٰ فردوسی صاحب نے بڑی تن دہی سے کمپوزنگ کا کام انجام دیا میں دونوں حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سرسید اکیڈمی کے عملے کا شکریہ بھی ضروری ہے جن کا تعاون شامل حال رہا۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سرسید دوست وائس چانسلر جناب نسیم احمد صاحب کا شکریہ بھی واجب ہے کہ ان کی معاونت شامل حال نہ ہوتی تو اس کتاب کی اشاعت ممکن نہ تھی۔

مجھے امید ہے کہ اکیڈمی کی دوسری مطبوعات کی طرح اس کتاب کو بھی علمی حلقوں میں حسن قبول حاصل ہوگا۔

اصغر عباس

۵ر مارچ ۲۰۰۷ء

ڈائریکٹر

سرسید اکیڈمی،

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

[illegible]

محمد [illegible] عفا اللہ عنہ

آثار الصنادید

تاریخ پرانی اور نئی عمارتوں اور پرانی اور نئی عمدہ عمارتوں کے

بابت ضلع دہلی

تصنیف سید احمد خان مصنف در حصہ اول مقام شاہجہان آباد

فی سنہ ۱۲۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۲ عیسوی

جس کتاب پر کہ مصنف کی مہر نہو وہ کتاب چوری کی ہی

زینہار باہتمام کارپردازان مطبع سلطانی در مطبع سلطانی واقع قلعہ معلی

بقالب طبع در آمد

فی سنہ ۱۲۷۰ ہجری و سنہ ۱۸۵۴

عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازنقش و نگار در و دیوار شکستہ — آثار پدید است صنادید عجم را

سبحان اللہ تعالے نی اپنی رحمت سے اس ناچیز آدمی کو کیا کیا نعمتیں عطا
ہیں آنکھہ دی ہی کان دئی ہیں عقل دی ہی زبان دی ہی کہ ہر ایکبات کو دیکھہ
سن سناکر سوچ سمجھہ کر کرتا ہی اور ایسی باتیں نکالتا ہی جسکو دیکھکر لوگ ششدر
رہجاتی ہیں پہر ایسی پروردگار کا شکر کب ادا ہو سکتا ہی اور اسکی
تعریف بیان کرنی سی آدمی کیونکر فارغ رہ سکتا ہی سب سی بڑا احسان اللہ
صاحب کا یہہ ہی کہ ہمارے ہدایت کیلئے اپنی نبی بہیجی اور ہمکو گمراہی سی نکالا اور
سیدہے رستہ پر پہنچایا اور سب سے بڑا احسان یہہ ہے کہ سب سے پیچہی اپنے
بندوںکی ہدایت کیلئے اپنی نبی کو بہیجا کہ جسکے رحمت نی ہر ایک گنہگار
کو

کبیرا آتی جسطرح کہ ہماری پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نی ہم گنہگارونکی
حال پر رحمت کی ہی بس سی ہزار در ہزار لاکہہ در لاکہہ کرور در کرور زیادہ
تو اوپر اور اونکی ال و اصحاب پر رحمت کر آمین اما بعد سید احمد خان بیٹا
سید محمد تقی خان بہادر اور پوتا جواد الدولہ جواد علیخان بہادر اور نواسہ نواب
دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کا یہہ عرض
کرتا ہی کہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۷ عیسوی کے مینے ایک کتاب ضلع دہلی کی مکانات کے
حال مین لکہہ کر چہاپی تہی اوسی زمانہ مین جناب مستر آرتہر ستین رابرس صاحب بہادر
صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ شاہجہان آباد ولایت انگلستان کو تشریف فرما ہوئے
اور اوس کتاب کو لیجا کر رایل ایشیاٹک سوسیٹی مین پیش کیا ممبران سوسیٹی نی
اوس کتاب کو نہایت پسند کیا اونہین سی جناب عالی کرنیل سکس صاحب بہادر
شریک محکمہ عالیہ کورٹ آف ڈیرکٹرز نی صاحب ممدوح کو فرمایا کہ اگر اس
کتاب کا انگریزی مین بہی ترجمہ ہو تو بہت بہتر ہی چنانچہ صاحب موصوف ولایت سی
ہو کر پہر دہلی مین تشریف لائی تو اونہون نی اس خاکسار کی شرکت سی اوس کتاب کا
ترجمہ کرنا شروع کیا اوسوقت یہہ بات جی مین آئی کہ اگر از سر نو یہہ کتاب
بہت اچہی طرح سی مرتب ہو جاوی اور جو غلطیان کہ پہلی کتاب مین ہو گئی
ہین وہ درست کی جاوین تو بہت اچہی بات ہی الحمد للہ کہ خدا تعالے
نی اوس آرزو کو پورا کیا اور جسطرح کہ دل چاہتا تہا اوسیطرح یہہ کتاب تیار ہو گئی

۴

پہلی کتاب سے یہہ کتاب بہت باتوں میں اچھی ہی

۱ اس کتاب کا پہلا باب جسمین مختصر ہندوستان کی آبادی اور پرانی اور نئے

شہروں کا ذکر ہی پہلی کتاب میں نہ تہا

۲ پہلی کتاب کے دوسرے باب میں صرف شاہجہان آباد کی قلعہ کا ذکر تہا

اس کتاب کے دوسرے باب میں اوس قلعہ کا بہی پہلی کتاب سے بہتر بیان ہے اور

علاوہ اوسکے ابتدائی آبادی سی جسقدر قلعے اور شہر بسے اون سبکا بہی ذکر ہی

۳ پہلی کتاب کے پہلی اور تیسرے باب میں جسقدر مطالب تہی پہلے اس کتاب کے

تیسری باب میں اکہٹی ہیں بلکہ بعضی بڑی مکانات کا اور حال درست اور زیادہ ہوئے ہیں

۴ پہلی کتاب میں یہ نقص بہی تہا کہ بعضی پرانی مکانات کا اصلی

حال دریافت نہوا تہا دوسرے یہہ کہ پہلی کتاب میں بعضی جگہہ بیان میں

کچہہ غلطی ہوگئی تہی اس کتاب میں یہہ دونوں نقص دور کی گئی

۵ پہلی کتاب میں عمارات کا بیان متفرق اور غیر منتظم تہا ایکی دفعہ سب عمارات کا

حال بہ ترتیب سال بنا انتظام سے لکہا گیا

۶ پہلی کتاب میں جو حال بیان کیا گیا تہا اوسکی سند نہ تہی اب کے کتاب میں

جو حال لکہا گیا ہی اکثر اوسکی سند کے لئی نام اوس کتاب کا جس سی وہ حال

لکہا گیا حاشیہ پر مندرج ہے

۷ بڑی عمدہ بات اس حال کی کتاب میں یہہ ہی کہ جسقدر کتبہ پرانی عمارتوں پر ہین

وسب اصلی قطع اور اصلی خط کی مطابق اس کتاب مین مندرج ہین

اور یہہ فہرست ہی اون کتابون کی جن سی یہہ کتاب مرتب ہوئی

تواریخ عکس راجاولی خلاصۃ التواریخ، سلسلۃ الملوک مہابہارت

بہاگوت آئین اکبری جغرافیہ تاج المآثر تاریخ فرشتہ تزک جہانگیری

اکبرنامہ پوتہی اندرپرست مہاتم مرات آفتاب نما زینت القلوب جواہر الحروف

لب التواریخ نہ سپہر تاریخ ہدایت اللہ خان تاریخ فیروز شاہی ضیاء برنی تزک تیموری

لطائف ضرورت خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی تاریخ شیخ عبدالحق فتوحات فیروز شاہی

اخبار الاخیار تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف ظفرنامہ تیموری شاہجہان نامہ

کتاب ایکولجکل سوسئٹی بنگال نمبر ۳ و ۴ و ۶ و ۷ کتاب ولسن ایشیاٹک سوسئٹی نمبر

ہفت اقلیم تاریخ کشمیر پوتہی ہای بہاٹ تقویم البلدان قصیدہ ہمزیہ

مآثر الامرا مآثر عالمگیری زیچ محمد شاہی مارکنڈی پوران ابو الفدا

بن کمال شکر ادا کرتا ہون ور نہایت احسان مند ہون جناب عالی کرنیل سکن صاحب بہادر دام اقبالہ

اور جناب مستر ارتہر استن ارتس صاحب بہادر دام اقبالہ کہ یہہ کتاب

انہی دونون صاحبون کی قدردانی اور رئیس پروری سی تصنیف ہوئی

ایک ذریعہ افتخار کا اور وسیلہ یادگاری اس گمنام کا

اور مین نہایت شکر ادا کرتا ہون جناب مستر ایدورد تہامس صاحب بہادر دام اقبالہ کا

یہہ کتاب صرف صاحب ممدوح کی مدد اور اعانت اور عالی ہمتی اور

اور قدر دانی سی چھاپہ ہوئی اور ہر شخص دور و نزدیک کی لئی اسکا فایدہ عام ہوا۔

فہرست ابواب کتاب

پہلا باب دہلی کی عملدارونکی مختصر حالات مین

دوسرا باب دہلی مین قلعون کی بنی اور شہرونکی اباد ہونیکی بیان مین

تیسرا باب بادشاہون اور شہرونکی متفرق بنائی ہوئی عمارتونکی بیان مین

خاتمہ اردو زبان کی نکلنی اور مروج ہونیکی بیان مین

تتمہ کتبہ جات مکانات کہنہ مین

پہلا باب

مطبوعہ مطبع احمدی واقع دہلی باہتمام شیخ ظفر علی

سنہ ۱۲۷۰ ہجری و سنہ ۱۸۵۳ عیسوی

پہلا باب

دلی کی عملداریون کی مختصر حالات مین

حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو
که کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

۱ اگرچہ ہندو زمانہ کی ابتدا کوئی انتہا اور آفرینش عالم کوئی سر و پایان کی یہ نہین کرتے
اور اسی سبب سے اونکی نزدیک ہر ایک دیس کی سلسلہ حکومت بہی ایسی ابتدا ناپیدا ہے
مگر یہہ بات ہرگز قابل قبول کی نہین کیونکہ معتبر دلیلونسی ثابت ہی کہ جسطرح بعد
طوفان کی اور ملک آباد ہوئی اسیطرح ہندوستان بہی بسا

پیدائش باب ۷ ورس ۶ ۲ کتاب مقدس سی ثابت ہی کہ دو ہزار تین سو انتالیس سال قبل ولادت
حضرت مسیح کی تمام عالم مین طوفان آیا اور حضرت نوح معہ تمامی اپنی خاندان کے
کشتی مین بیٹھی اور کوئی جاندار سوای اونکی کشتی مین کی عالم مین زندہ نہین رہا

اگرچہ

۳ اگر یہہ ہندو اس واقعہ کا انکار کرتی ہین مگر ہماری نزدیک خود اونکی پوتھیون ہی سے اس واقعہ کا ہونا ثابت ہی کیونکہ ونکی کتابون مین مذکور ہے کہ مچھہ اوتار کی وقت مین تمام عالم مین طوفان آیا اور اوسوقت کی دیوتا نے خدا کی حکم موجب کشتی بنائی اور اوسمین بیٹھا اور جن جن چیزون کو طوفان سے اسکو بچانا تہا وے سب خدا کی حکم سے کشتی مین بٹھائی گئین

۴ یہہ بیان اونکا اور یہہ واقعہ بالکل کتاب مقدس کی مطابق ہی اور جس طوفان کا کتاب مقدس مین ذکر ہی وہی طوفان کا یہہ حال ہی الا ہندوستان مین یہہ رواج تہا کہ جملہ مطالب کو اشعار مین بیان کرتی تہی اور کنایات اور استعارات کی پیرایہ مین ادا کرتی تہی اور اسی سبب سے مناسبات لفظی اور تناسب شعری کا اونکو بہت خیال رہتا تہا اور نیز جیسا کہ شعر کا دستور ہی مبالغہ کو اوسمین دخل ہوتا تہا اس سبب سے صحیح صحیح مطلب ادا ہونی مین کچہہ فرق ہوگیا ہی اور نیز پانی کی مناسبت سے مچھہ اوتار کا ذکر کردیا ہی ورنہ غور کرنی کی بعد بخوبی ثابت ہے کہ یہہ طوفان وہی حضرت نوح کا طوفان ہے

۵ اس دلیل سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہی کہ یہہ چارون جگ جو ہندوون مین مشہور ہین چارون کی چارون افرینش عالم کی بعد کی ہین اور چار ہزار چار برس قبل ولادت حضرت مسیح سے اندر

۶ کتاب مقدس سے ثابت ہی کہ بعد پیدایش فلج یعنی دوہزار دوسو سینتالیس پیدایش باب ۱۰ درس ۲

برس قبل حضرت مسیح زمین منقسم ہوئی اور انسان اطراف عالم مین منتشر ہوئے
اور زبانون کی تبدیل شروع ہوئی اور سیم کی اولاد ایشیا ظفار اور یورپ کے
پہاڑ تک آباد ہوئی اور اونہین سے قومین زمین پر پھیل گئین

تاریخ ابو الفدا ۷ معتبر تاریخ کی کتابون سے ثابت ہے کہ سیم کی اولاد مین سے لوگ ہندوستان مین
آئے اور ہندوستانکو انہون نے آباد کیا

پیدایش باب ۱۰ ورس ۸ سیم کی اولاد مین سے ہند جو کہ کتاب مقدس مین ہدورام ابن قحطان
ابن فلج ابن عابر ابن سالح ابن ارفکشد ابن سیم سے تھا دو ہزار سال قبل حضرت
تاریخ فرشتہ مسیح اول ہندوستان مین آیا جسکے نام سے بابت ہندوستانکا ملک مشہور ہے
بعضی کتابون مین مشہور ہے ہند کو حام کی اولاد مین لکھدیا ہے

۹ ہند کی اولاد جبکہ بسبب اختلاف السنہ کے اپنی اصلی حالات سے بیخبر ہونے
تو اونہین سے ایک نے یہ خیال باندہا کہ ہم سورج کی اولاد ہین اور دوسرے نے
کہا کہ ہم چاند کی اولاد ہین بالتیا شاعرون نے بسبب مبالغہ کی اونکی باپ دادا کو
چاند اور سورج بنادیا اور اونہون نے سچ سمجہا چنانچہ اونہون نے اپنی کرسی
نامہ مین چاند اور سورج کو بجای اصلی باپ کی داخل کر کر اپنی تئین سورج بنسی
اور چندر بنسی ملقب کیا

تاریخ فرشتہ ۱۰ ہند کے چار بیٹے ہوئی پورب بنگ دکہن نہروال اور نہروال کی تین
بیٹی ہوئی بہروچ دکنا چ مال راج اور دکہن کی بہی تین بیٹی ہوئی مرہٹ
کنر

گہر تک بسیط نک کی بہی اولاد ہوئی جیسی بنگالہ بسا اور یورپ کی بہی اولاد
ہوئی جو چندربنسی کی لقب سی مشہور تہی اور راجودہیا مین پہلی پہل انہون نے
راج باندہا رفتہ رفتہ تمام ملک زمرہ ان پر منقسم ہو کر ہر ایک خطہ کا جدا جدا
راجا قرار پایا اور تہوڑی زمانہ مین قنوج اور ہستنا پور کا راج قائم ہوا اور راجہ
جرجودہن ہستناپور کا راجہ ہوا :

۱۱ چند روز بعد راجہ جرجودہن اور راجہ جدہشٹر مین بگاڑ ہوا اور راجہ جدہشٹر نے
مخالفت کر کر اندرپت مین شہر بسایا جو اب دلی کی نام سی مشہور ہی اور بعد
درست کرنی سامان لڑائی کی تہانیسر کی قریب کورچہیتر پر لڑائی ہوئی
جو مہابہارت مشہور ہے اور راجہ جدہشٹر نی فتح پائی اِس سبب سے دلی کا
پہلا راجہ راجہ جدہشٹر شمار مین آتا ہے

۱۲ فارسی تاریخون[1] اور ہندی پوتہیون سی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ لڑائی مین ہزار
ایکسو اکیس برس قبل ولادت حضرت مسیح واقع ہوئی مگر یہہ بات یقینی
غلط ہی کیونکہ یہہ بات طوفان سی بہی بات سو تہتر برس قبل ہوئی ہے

۱۳ خود دراون سی ثابت ہی کہ مہابہارت کی لڑائی اکہزار پچاس برس قبل
جلوس راجہ سنکلدپ سی ہوئی ہی اور معتبر کتب سی ثابت ہی کہ راجہ نند
چار سو برس قبل حضرت مسیح مسندنشین ہوا اس حساب سے صاف ثابت ہے
کہ مہابہارت کی لڑائی اکہزار چار سو پچاس برس تخمینا قبل حضرت مسیح ہوئی

[1] راجاولی خلاصۃ التواریخ سلسلۃ الملوک مہابہارت بہاگوت

اور اوسی زمانہ مین راجہ جدشتر تخت نشین ہوا اور اوسینے اندرپت شہر بسایا
ہم اب ہم راجہ جدشتر کو دلی کا پہلا راجہ قرار دیکر ایک مختصر فہرست
راجاؤن اور بادشاہون کی جو آج تک گذری ہین اس باب مین درج کرتے
ہین اور جو زمانہ کہ ہمنی اپنی پہلی کتاب سلسلۃ الملوک مین فارسی تاریخون موجب
لکہا تہا اس فہرست مین بہی کم کرتی ہین تاکہ مدت
زمانہ کی صحیح ہوجاوے

فہرست فرمانروایان دار الملک اندرپت و دہلی از ابتدای راجہ جدہشٹر لغایت سنہ ۱۸۵۲ع مطابق سنہ ۱۲۶۹ ہجری

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قبل حضرت عیسیٰ جلوس تخمیناً سال	دار السلطنت	مدت سلطنت تخمیناً	حالات
۱	راجہ جدہشٹر	راجہ پانڈ	۱۱۰۰	ہستناپور	۱ سال	بعد وفات کرشن اوتار کے راجہ جدہشٹر نی ریاست چھوڑکر کوہ ہماچل مین پہنچکر برف مین ڈالکر گلا دیا
۲	راجہ پریچھت	ابہمن بن راجہ ارجن بن راجہ پانڈ	۱۴۱۴	ہستناپور	۳۲ سال	راجہ جدہشٹر کی اجازت سی مسند پر بیٹھا اور سانپ کی کاٹنی سی مرگیا
۳	راجہ جنمیجہ	راجہ پریچھت	۱۴۰۲	ہستناپور	۳۴ سال	
۴	راجہ شتانیک عرف راجہ اشمید	راجہ جنمیجہ	۱۳۴۸	ہستناپور	۳۳ سال	
۵	راجہ سہسرانیک عرف راجہ اودمن	راجہ اشمید	۱۳۱۰	ہستناپور	۳۲ سال	
۶	اشومی دہج عرف راجہ مہاجی	راجہ اودمن	۱۲۱۳	ہستناپور	۳۶ سال	
۷	اسیم کرشن	راجہ مہاجی	۱۲۴۷	ہستناپور	۳۵ سال	

حالات	مدت سلطنت تخمیناً	دارالسلطنت	تخمیناً ابتدا قبل سنہ ہجری	نام وزیر	نام فرمانروا	نمبر
گنگا کی چڑھاوی سے ہستناپور کی تباہی کے سبب سے یہ راجہ بیکی اُتن ہیں کوشکی ندی کی کنارہ شہر بساناچاہا اور پھر اندرپت مین چلا آیا	٣٠ سال	اول ہستناپور بعد گنگا کی طغیانی بعد اندرپت	١٢١٢	سین کرشن	راجہ دستوان عرف نیمی	٨
	٢٦ سال	اندرپت	١١٧٧	دشتوان	راجہ جگر عرف اوگرسین	٩
	٢٦ سال	اندرپت	١١٣١	اوگرسین	راجہ جترتھ عرف سورسین	١٠
	٣٢ سال	اندرپت	١١٠٥	سورسین	رکیتھہ	١١
	٣١ سال	اندرپت	١٠٧٣	کیرتھہ	برشتمان عرف رسمی	١٢
	٢٧ سال	اندرپت	١٠٤٢	رسمی	سوسین عرف راجہ برجل	١٣
	٢٨ سال	اندرپت	١٠١٥	راجہ برجل	راجہ سوتھہ عرف سکبپال	١٤
	٢٣ سال	اندرپت	٩٨٧	راجہ سکبپال	راجہ برجک شو عرف نربردیو	١٥

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخت نشینی قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمینا مدت سلطنت	حالات
۱۶	سکھی بل عرف سورج رتھ	زبردیو	۹۶۴	اندرپت	۱۸ سال	
۱۷	بربتلو عرف راجہ بہوپت	سورج رتھ	۹۴۶	اندرپت	۲۶ سال	
۱۸	راجہ سونی	بہوپت	۹۲۰	اندرپت	۲۵ سال	اس راجہ نے سونی پت شہر بسایا
۱۹	راجہ بیدماوے	راجہ سونی	۸۹۵	اندرپت	۲۲ سال	اسی راجہ کا نام دیاوہی جس نے تین بستی بنائی بونی لونی کی وجہ ہے
۲۰	زب انجی عرف شروان پتر	بیدماوے	۸۷۲	اندرپت	۲۵ سال	
۲۱	دونرنیہ عرف بہیکم	شرون پتر	۸۴۷	اندرپت	۱۹ سال	
۲۲	راجہ تپی عرف بدارتھ	راجہ بہیکم	۸۲۸	اندرپت	۲۱ سال	
۲۳	برہدرتھ عرف راجہ دسوان	راجہ بدارتھ	۸۰۷	اندرپت	۲۰ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	ابتدائے حکومت قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۲۴	سوداس عرف اودے پال	راجہ دیوان	۷۸۷	اندرپت	۲۰ سال	
۲۵	شتانک عرف اہی ذوبر	اودے پال	۷۶۷	اندرپت	۲۲ سال	
۲۶	دردمن عرف دنڈپان	راجہ اہی ذہر	۷۴۴	اندرپت	۱۸ سال	
۲۷	بھیم ژ عرف دربل رای	ڈنڈپان	۷۲۶	اندرپت	۱۹ سال	
۲۸	ڈنڈپانی عرف دشت پال	دربل رائے	۷۰۷	اندرپت	۱۶ سال	اسی راجہ نے پانی پت شہر بسایا
۲۹	راجہ بھنی عرف کیم پال	دشت پال	۶۹۱	اندرپت	۲۶ سال	
۳۰	کیشی بک عرف راجہ کیمن	کیم پال	۶۶۵	اندرپت	۲۲ سال سے ۸۰۷	بسراو نے زہر دی اس راجہ کو مارا اور گدی پر بیٹھا
۳۱	راجہ بسراو		۶۴۳	اندرپت	۷ سال	
۳۲	سورج سین	بسراو	۶۲۶	اندرپت	۱۹ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	[illegible] سنہ عیسوی	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۲۳	راجہ بیرسیاہ	سورج سین	۶۱۲	اندرپت	۱۲ سال	
۲۴	راجہ انک سیاہ یا رت سنین	بیرسیاہ	۵۹۳	اندرپت	۲۲ سال	
۲۵	راجہ ہرجیت یا نرسال	راجہ انک سیاہ	۵۷۱	اندرپت	۱۶ سال	
۲۶	راجہ دربہ	راجہ ہرجیت	۵۵۵	اندرپت	۲۰ سال	
۲۷	راجہ سدہی پال	راجہ دربہ	۵۲۵	اندرپت	۱۳ سال	
۲۸	راجہ برت	راجہ سدہی پال	۵۲۲	اندرپت	۱۹ سال	
۲۹	راجہ سنجی	راجہ برت	۵۰۳	اندرپت	۱۶ سال	
۳۰	راجہ امرجوڈ	راجہ سنجی	۴۸۷	اندرپت	۱۳ سال	
۳۱	امین پال	راجہ امرجوڈ	۴۷۴	اندرپت	۱۲ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	حالات
۴۱	راجہ سروجے	راجہ مہین پال	۲۶۴	اندرپت	سال ۲۲	
۴۲	راجہ پدارتھہ	راجہ سروجے	۲۴۰	اندرپت	سال ۱۲	
۴۴	راجہ مدبل	راجہ پدارتھ	۲۸۴	اندرپت	سال ۱۵	بیرباہ وزیر نی راجہ کو مارا اور آپ ہی بیٹھا
۴۵	راجہ بیرباہ		۲۱۴	اندرپت	سال ۱۶	
۴۶	مرار سنگھ	بیرباہ	۲۹۶	اندرپت	سال ۱۲	
۴۷	شترکن	مرار سنگھ	۳۸۲	اندرپت	سال ۱۱	
۴۸	مہی پت پادہن پت	شترکن	۲۷۱	اندرپت	سال ۱۲	
۴۹	مہابل	مہی پت	۳۵۹	اندرپت	سال ۱۶	
۵۰	سروپ دت	مہابل	۳۴۰	اندرپت	سال ۱۴	شاید اس راجہ کی وقت مین راجہ دہلو والے قنوج کی نام سی اندرپت مین مشہور تہا

نمبر	نام فرمانروا	نام پتا	تخمینی سال جلوس قبل از حضرت مسیح	پایۂ تخت	مدت سلطنت	حالات
۵۱	نرتسین	سروپت	۳۲۶	دہلی	۱۲ سال	
۵۲	راجہ سکھہ وان	راجہ نرتسین	۳۱۲	دہلی	۸ سال	
۵۳	راجہ جیت مل	راجہ سکھہ وان	۳۰۶	دہلی	۱۴ سال	
۵۴	راجہ بال سنگہ	راجہ جیت مل	۲۹۲	دہلی	۱۹ سال	
۵۵	راجہ کلمنی	راجہ بال سنگہ	۲۷۳	دہلی	۱۹ سال	
۵۶	راجہ شتر مردن	راجہ کلمنی	۲۵۲	دہلی	۶ سال	
۵۷	راجہ جیون جات	راجہ شتر مردن	۲۴۸	دہلی	۱۳ سال	
۵۸	راجہ ہرجیت	راجہ جیون جات	۲۳۵	دہلی	۸ سال	
۵۹	راجہ بیرسین	راجہ ہرجیت	۲۲۷	دہلی	۱۷ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تعداد سالہائے عمر فرمانروائی	دارالسلطنت	کیفیت خلیفت	حالات
۶۰	راجہ ابھے دت	راجہ بیر سین	۲۱۰	دہلی	۱۳ بسال ۲۱۶	دہرنی دہر زیرنی نے راجہ کو مار ڈالا اور گدی نشین
۶۱	راجہ دہرنی دہر		۱۹۷	دہلی	۱۹ سال	
۶۲	راجہ سین دہج	راجہ دہرنی دہر	۱۷۸	دہلی	۲۵ سال	
۶۳	مہی کنگ	سین دہج	۱۵۲	دہلی	۱۹ سال	
۶۴	مہا جود	مہی کنگ	۱۳۴	دہلی	۲۲ سال	
۶۵	بیر نابہ	مہا جود	۱۱۲	دہلی	۱۳ سال	
۶۶	جیون راج	بیر نابہ	۹۹	دہلی	۲۱ سال	
۶۷	اودی سین	جیون راج	۷۸	دہلی	۱۷ سال	
۶۸	راجہ انند جگ	اودی سین	۶۱	دہلی	۲۰ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	کتنے سال حکومت قبل خضر سمبت	دار السلطنت	مدت سلطنت کتنی	حالات
٦٩	راجہ راجپال	راجہ آنند جک	٢٦	دہلی	١٢ سال ١٧٢	راجہ بھکونت کماؤن کے راجہ نے دلی کو فتح کیا
٧٠	راجہ بھکونت کماؤں کے		٢٤	دہلی	١٢ سال	بکرماجیت کی لڑائی مین مارا گیا
٧١	راجہ بکرماجیت والی اوجین	راجہ گندہرب سین	سمبت ١١ بکرماجیت	اوجین	٩٣ سال	جبکہ یہہ راجہ سالباہن کی لڑائی مین مارا گیا دلی مین سمندرپال جوگی مسند پر بیٹھا
٧٢	راجہ سمندرپال جوگی		سمبت ١٣٥ بکرماجیت سنہ ٧٨ ع	دہلی	٢٤ سال	
٧٣	راجہ چندرپال	سمندرپال	سمبت ١٥٩ سنہ ١٠٢ عیسوی	دہلی	٢٧ سال	
٧٤	نی پال	چندرپال	سمبت ١٨٦ سنہ ١٢٩ ع	دہلی	٢١ سال	
٧٥	دیس پال	نی پال	سمبت ٢٠٧ سنہ ١٥٠ ع	دہلی	١٤ سال	
٧٦	سکہپال	دیس پال	سمبت ٢٢١ سنہ ١٦٤ ع	دہلی	١٩ سال	
٧٧	گوبندپال	سکہپال	سمبت ٢٤٠ سنہ ١٨٣ ع	دہلی	١٩ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۷۸	سکمہ پال	گوبند پال	سمت بکرمیت ۲۵۹ شسہ ۲۰۱	دہلی	۲۲ سال	
۷۹	برخند پال	سکمہ پال	سمت ۲۸۰ شسہ ۲۲۳	دہلی	۱۳ سال	
۸۰	مہی پال	امرت پال عن برخند پال	سمت ۲۹۳ شسہ ۲۳۶	دہلی	۱۵ سال	
۸۱	بر پال	مہی پال	سمت ۳۰۸ شسہ ۲۵۱	دہلی	۱۴ سال	
۸۲	مدن پال	بر پال	سمت ۳۲۲ شسہ ۲۹۰	دہلی	۱۸ سال	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۳۴۰ شسہ ۲۸۳	دہلی	۱۵ سال	
۸۴	بکرم پال یا بکیم پال	کرم پال	سمت ۳۵۵ شسہ ۲۹۸	دہلی	۱۲ سال ۲۲	راجہ طوک چند بہیراج کی راجدہانی لڑکر تسخیر کیا
۸۵	طوک چند		سمت ۳۶۷ شسہ ۳۱۰	دہلی	۲ سال	
۸۶	بکرم چند	طوک چند	سمت ۳۶۹ شسہ ۳۱۲	دہلی	۱۳ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
[illegible]	کانچند	بکرم چند	۳۸۲ سمت ۳۲۵ سنہ ع	دہلی	ایک سال	
۸۸	رام چندر	کانچند	۳۸۳ سمت ۳۲۶ سنہ ع	دہلی	۱۱ سال	
۸۹	دہیر چند	رام چند	۳۹۳ سمت ۳۳۶ سنہ ع	دہلی	۱۵ سال	
۹۰	کلیان چند	دہیر چند	۴۰۹ سمت ۳۵۲ سنہ ع	دہلی	۱۶ سال	
۹۱	بہیم چند	کلیانچند	۴۲۵ سمت ۳۶۸ سنہ ع	دہلی	۱۲ سال	
۹۲	ہرچند	بہیم چند	۴۳۷ سمت ۳۸۰ سنہ ع	دہلی	۱ سال	
۹۳	گوبند چند	ہرچند	۴۳۸ سمت ۳۸۱ سنہ عیسوی	دہلی	۱۳ سال	
۹۴	رانی پیم دیوی	زوجہ گوبند چند	۴۵۱ سمت ۳۹۴ سنہ ع	دہلی	ایک سال ۸۵	رانی مری تو لوگون نے ہرپریم فقیر کو گدی پر بٹھایا
۹۵	ہرپریم		۴۵۲ سمت ۳۹۵ سنہ ع	دہلی	۸ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۹۶	گوبند پریم	ہر پریم	سمت ۲۶۰ سنہ عیسوی ۲۰۳	دہلی	۲۰ سال	
۹۷	گوپال پریم	گوبند پریم	سمت ۲۸۰ ع سنہ ۲۲۳	دہلی	۱۶ سال	
۹۸	مہا پاتر	گوپال پریم	سمت ۲۹۶ ع سنہ ۲۳۹	دہلی	۷ سال / ایسال	راجہ ریاست چھوڑکر فقیر ہوگیا تھا [illegible] راجہ دہی سین بنگالہ کی راجہ نی دلی پر قبضہ کر لیا
۹۹	دہی سین		سمت ۵۰۳ ع سنہ ۲۴۶	دہلی	۱۸ سال	
۱۰۰	بلاول سین	دہی سین	سمت ۵۲۱ ع سنہ ۲۶۴	دہلی	۱۲ سال	
۱۰۱	کنور سین	بلاول سین	سمت ۵۳۳ ع سنہ ۲۷۶	دہلی	۱۵ سال	
۱۰۲	مادہو سین	کنور سین	سمت ۵۴۸ ع سنہ ۲۹۱	دہلی	۱۵ سال	
۱۰۳	بسور سین	مادہو سین	سمت ۵۶۳ ع سنہ ۵۰۶	دہلی	۶ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۰۴	بہیم سین	سورسین	سمبت ۶۹ سنہ ۱۲ عیسوی	دہلی	۵ سال	
۱۰۵	کان سین	بہیم سین	سمبت ۷۴ سنہ ۱۷ عیسوی	دہلی	۵ سال	
۱۰۶	ہرسین	کان سین	سمبت ۷۹ سنہ ۲۲ ع	دہلی	۹ سال	
۱۰۷	گہن سین	ہرسین	سمبت ۸۸ سنہ ۳۱ عیسوی	دہلی	۲ سال	
۱۰۸	نراین سین	گہن سین	سمبت ۹۰ سنہ ۳۳ عیسوی	دہلی	۲۷ سال	
۱۰۹	دامودر سین	نراین سین	سمبت ۱۱۷ سنہ ۶۰ عیسوی	دہلی	۱۱ سال ۱۲۵	بارہ آدمیون نے ایکسو پچیس برس حکومت کی آخر کو ارکان ریاست نے راجہ دیپ سنگھ کو بہت سے راجہ کی رنجش کرکر دلی مین بلالیا
۱۱۰	راجہ دیپ سنگھ کوہے		سمبت ۱۲۸ سنہ ۷۱ ع	دہلی	۱۷ سال	
۱۱۱	رن سنگھ	دیپ سنگھ	سمبت ۱۴۵ سنہ ۸۸ ع	دہلی	۱۴ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سنہ جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۱۲	رائے سنگھ	رتن سنگھ	سمبت ۱۵۹ سنہ ۶۰۲ عیسوی	دہلی	۹۰ سال	
۱۱۳	شیر سنگھ	راج سنگھ	سمبت ۶۶۸ سنہ ۶۱۱ ع	"	۴۵ سال	
۱۱۴	ہر سنگھ	شیر سنگھ	سمبت ۷۱۳ سنہ ۶۵۶ ع سنہ ۳۷ ہجری	دہلی	۱۳ سال	
۱۱۵	جیون سنگھ	ہر سنگھ	سمبت ۷۲۶ سنہ ۶۶۹ عیسوی سنہ ۴۹ ہجری	دہلی	۷ سال ۱۰۵	[illegible] جیون نے ایک سو پانچ برس حکومت کے آخر کو انیکپال تونور نے دلی پر فتح پائی
۱۱۶	انیکپال تونور	اوگرسین	سمبت ۷۳۳ سنہ ۶۷۶ ع سنہ ۵۶ ہجری	دہلی	۱۸ سال	
۱۱۷	باسدیو	انیکپال	سمبت ۷۵۱ سنہ ۶۹۴ عیسوی سنہ ۷۵ ہجری	دہلی	۱۹ سال ۸ شہر ۱۸ یوم	
۱۱۸	گنگ پال	باسدیو	سمبت ۷۷۰ سنہ ۷۱۳ عیسوی سنہ ۹۵ ہجری	دہلی	۲۱ سال ۲ شہر ۲۸ یوم	
۱۱۹	پرتھی پال	گنگ پال	سمبت ۷۹۲ سنہ ۷۳۵ عیسوی سنہ ۱۱۶ ہجری	دہلی	۱۹ سال ۶ شہر [illegible] یوم	

نمبر	نام مہاراجہ	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۲۰	جے دیو	پرتھی پال	سمت ۸۱۱ شکے ۶۷۵ سنہ ہجری ۱۳۰	دہلی	۲۱ سال ۷ شہر ۲۸ یوم	
۱۲۱	ہرپال	جے دیو	سمت ۸۳۲ شکے ۷۷۵ سنہ ہجری ۱۵۹	دہلی	۱۲ سال ۴ شہر ۹ یوم	
۱۲۲	اودی راج	ہرپال	سمت ۸۴۶ شکے ۷۸۹ سنہ ہجری ۱۷۳	دہلی	۲۶ سال ۷ شہر ۱۱ یوم	
۱۲۳	بچھراج	اودی راج	سمت ۸۷۲ شکے ۸۱۶ سنہ ہجری ۲۰۱	دہلی	۲۱ سال ۳ شہر ۱۳ یوم	
۱۲۴	اننگپال	بچھراج	سمت ۸۹۴ شکے ۸۳۷ سنہ ہجری ۲۲۳	دہلی	۲۲ سال ۳ شہر ۱۶ یوم	
۱۲۵	رکھپال	اننگپال	سمت ۹۱۶ شکے ۸۵۹ سنہ ہجری ۲۴۵	دہلی	۲۱ سال ۶ شہر ۵ یوم	
۱۲۶	نیکپال	رکھپال	سمت ۹۳۸ شکے ۸۸۱ سنہ ہجری [illegible]	دہلی	۲ سال ۲۴ یوم	
۱۲۷	گوپال	نیکپال	سمت ۹۴۰ شکے ۸۸۳ سنہ ہجری [illegible]	دہلی	۱۸ سال ۲ شہر ۱۵ یوم	

حالات	مدت سلطنت	دارا سلطنت	سال جلوس	نام پدر	نام فرمانروا	نمبر
	۲۵ سال ۲ شہر ۱۰ یوم	دہلی	سمت ۹۵۸ سنہ ۹۰۱ عیسوی سنہ [illegible] ہجری	کوپال	سلکھن	۱۲۸
	۱۶ سال ۴ شہر ۱۳ یوم	دہلی	سمت ۹۸۳ سنہ ۹۲۶ عیسوی سنہ ۳۱۳ ہجری	سلکھن	جیپال	۱۲۹
	۲۹ سال ۹ شہر ۱۱ یوم	دہلی	سمت ۱۰۰۰ سنہ ۹۴۳ عیسوی سنہ ۳۳۲ ہجری	جیپال	کنورپال	۱۳۰
	۲۹ سال ۶ شہر ۱۸ یوم	دہلی	سمت ۱۰۲۹ سنہ ۹۷۲ عیسوی سنہ ۳۶۲ ہجری	کنورپال	انیکپال	۱۳۱
	۲۴ سال یکشہر ۶ یوم	دہلی	سمت ۱۰۵۹ سنہ ۱۰۰۲ عیسوی سنہ ۳۹۳ ہجری	انیکپال	بجی پال	۱۳۲
	۲۵ سال ۲ شہر ۱۳ یوم	دہلی	سمت ۱۰۸۳ سنہ ۱۰۲۶ عیسوی سنہ ۴۱۸ ہجری	بجی پال	مہی پال	۱۳۳
	۲۱ سال ۲ شہر ۱۵ یوم	دہلی	سمت ۱۱۰۸ سنہ ۱۰۵۱ عیسوی سنہ ۴۴۲ ہجری	مہی پال	اکرپال	۱۳۴
تنور ۱۹ راجاؤں نے چارسو انیس برس ایک مہینہ اٹھارہ دن حکومت کی آخر کو بیسلدیو چوہان نے فتح کیا	۲۲ سال ۳ ماہ ۱۶ یوم	دہلی	سمت ۱۱۲۹ سنہ ۱۰۷۲ عیسوی سنہ ۴۶۳ ہجری	اکرپال	پرتھی راج	۱۳۵

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۳۶	بسیلدیو	اسیلدیو	سمت ۱۱۵۲ سنہ ۱۰۹۵ ع سنہ ۴۹۵ ہجری	دہلی	۶ سال یک شہر نہ یوم	
۱۳۷	امرگنگو	بسیلدیو	سمت ۱۱۵۸ سنہ ۱۱۰۱ ع سنہ ۴۹۹ ھ	دہلی	۵ سال ۲ شہر ۵ یوم	
۱۳۸	کہرپال	امرگنگو	سمت ۱۱۶۳ سنہ ۱۱۰۶ ع سنہ ۵۰۰ ھ	دہلی	۲۰ سال یکشہر ۵ یوم	
۱۳۹	بمیر	کہرپال	سمت ۱۱۹۳ سنہ ۱۱۲۹ ع سنہ ۵۲۰ ھ	دہلی	۷ سال ۴ شہر ۲ یوم	
۱۴۰	جاہرا	بمیر	سمت ۱۱۹۰ سنہ ۱۱۳۳ ع سنہ ۵۲۸ ھ	دہلی	۷ سال ۴ شہر ۸ یوم	
۱۴۱	ناک دیو	جاہرا	سمت ۱۱۹۰ سنہ ۱۱۳۸ ع سنہ ۵۲۳ ھ	دہلی	۳ سال یکشہر ۵ یوم	
۱۴۲	پرتی راج عرف رای پتھورا	ناک دیو	سمت ۱۱۹۸ سنہ ۱۱۴۱ ع سنہ [illegible] ھ	اجمیر و دہلی	۲۴ سال ۵ شہر ۱۹ یوم [illegible]	غیاث الدین محمد بن سام سلطان شہاب الدین کا بھائی تھا لیکن سلطان شہاب الدین نے ہندوستان کی فتح خود آپ کی اور اوسکو ذاتہ تسلط عظیم تھا اسواسطے سلطان شہاب الدین ہی فتح کی نسبت سے دلی کی بادشاہوں میں گنا جاتا ہے [illegible]

نمبر	نام و نسب فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت قمری	سال وفات
۱۲۳	شہاب الدین الملقب بہ ابو المظفر سلطان معز الدین محمد	بہاء الدین سام	غوری	٠	سنہ ۵۸۷ ہجری سنہ ۱۱۹۱ عیسوی سنہ ۱۲۴۹ بکرماجیت	محل فتح موضع ترائن از اعمال ولایت تھانیسر	غزنین	۱۵ سال	سوم شعبان سنہ ۶۰۲ ہجری سنہ ۱۲۰۵ عیسوی
۱۲۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شہاب الدین غوری	ترک	٠	روز سہ شنبہ ہژدہم ذیقعدہ سنہ ۶۰۲ ھ سنہ ۱۲۰۵ ع	لاہور	دہلی قلعہ رائے پتھورا	۴ سال چند ماہ	سنہ ۶۰۷ ہجری سنہ ۱۲۱۰ ع
۱۲۵	آرام شاہ	قطب الدین ایبک	ترک	٠	سنہ ۶۰۷ ہجری سنہ ۱۲۱۰ عیسوی	لاہور	دہلی قلعہ رائے پتھورا	چند ماہ	٠
۱۲۶	سلطان شمس الدین التمش غلام و داماد قطب الدین ایبک	ایلم خان	ترک	٠	سنہ ۶۰۷ ہجری سنہ ۱۲۱۰ عیسوی	قصر سفید واقع قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۲۶ سال	بستم شعبان سنہ ۶۳۳ ہجری سنہ ۱۲۳۵ ع
۱۲۷	رکن الدین فیروز شاہ	شمس الدین التمش	ترک	٠	روز سہ شنبہ ماہ شعبان سنہ ۶۳۳ ھ سنہ ۱۲۳۵ ع	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۶ ماہ و ۲۸ یوم	سنہ ۶۳۵ ہجری سنہ ۱۲۳۷ عیسوی
۱۲۸	رضیہ سلطان بیگم	شمس الدین التمش	ترک	٠	سنہ ۶۳۴ ہجری سنہ ۱۲۳۶ عیسوی	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۳ سال ۶ شہر ۶ یوم	بیسوین ربیع الاول سنہ ۶۳۹ ہجری سنہ ۱۲۴۰ ع

مدت	مدفن	حالات
۰	غزنین اپنی بیٹی کی مقبرہ مین	لاہور سے غزنین جاتی ہوئی پہنگ کی عام مین کہکرون نی مار ڈالا اور غور کی سلطنت اوسکا بہتیجا سلطان محمود بیٹہا اور جو کہ قطب الدین ایبک سلطان شہاب الدین کیطرف سے ہندوستان کا نائب لار رہا اور اوسنے بہت قوت بہم پہنچائی تہی اسواسطی سلطان محمود نے ہندوستان کی بادشاہی قطب الدین ایبک کو بخشدی او خطاب دی اور چتر بادشاہی بہجدیا اور قطب الدین لاہور تک اوسکے استقبال کو گیا
۰	لاہور	لاہور مین وقت چوگان بازیکی گہوڑی پی گرکر مرگیا امرا نے اوسکی بیٹی کو تخت پر بیٹہایا
۰		امیر اسمعیل سپہ سالار نی بہ دہلی نی اس بادشاہ کی چرکنون سے ناراض ہوکر اپنے سلطان شمس الدین التمش کو جو بداؤن کا حاکم تہا دلی مین بلالیا اور آرام شاہ سے لڑائی اور آرام شاہ کی شکست پائی اور سلطان شمس الدین التمش تخت پر بیٹہا
	قلعہ رائے پتہورا [illegible] قوۃ الاسلام	بیمار ہوکر مرگیا
۰	ملکپور	ملک اعزالدین حاکم ملتان کی بغاوت کو پنجاب کیطرف روانہ ہوا اوسکی غیر حاضری مین امرا نے سلطان رضیہ کو تخت پر بیٹہایا بادشاہ یہ خبر سنکر دلی مین آیا اور کیلوکہری کی میدانمین لڑائی ہوئی اوسی لڑائی مین پکڑا گیا اور قید مین مرگیا
۰	شاہجہان اباد محلہ بلبلی خانہ گذر ترکمان	جبکہ ملک التونیہ بہٹنڈہ کی حاکم سی لڑائی ہورہی تہی اسوقت امرا نی مخالفت کرکر سلطان رضیہ کو قلعہ بہٹنڈہ مین قید کیا اور دلی مین بہرام شاہ کو تخت پر بیٹہایا بعد اوسکے سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے نکاح کرلیا اور بہرام شاہ سے دو دفعہ لڑی آخر کو ماری گئی

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت قمری	سال وفات
۱۴۹	معز الدین بہرام شاہ	شمس الدین التمش	ترک	.	روز شنبہ بست و ششم رمضان ۶۳۷ سنہ ہجری ۱۲۳۹ سنہ عیسوی	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۲ سال یکماہ ۱۰ یوم	روز شنبہ ہشتم ذیقعد ۶۳۹ سنہ ہجری ۱۲۴۱ سنہ عیسوی
۱۵۰	سلطان علاء الدین مسعود شاہ	رکن الدین فیروز شاہ	ترک	.	ذیقعد ۶۳۹ سنہ ہجری ۱۲۴۱ سنہ عیسوی	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۴ سال یکماہ یکیوم	۶۴۴ سنہ ہجری ۱۲۴۶ سنہ عیسوی
۱۵۱	سلطان ناصر الدین محمود شاہ	شمس الدین التمش	ترک	.	ذیحجہ ۶۴۴ سنہ ہجری ۱۲۴۶ سنہ	قصر سفید قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۲۰ سال چند ماہ	یازدہم جمادی الاول ۶۶۴ سنہ ہجری ۱۲۶۵ سنہ
۱۵۲	الغ خان الملقب سلطان غیاث الدین بلبن	غلام شمس الدین التمش	ترک	۶۰۰ سنہ ہجری ۱۲۰۸ سنہ عیسوی	جمادی الاول ۶۶۴ سنہ ۱۲۶۵ سنہ	قصر سفید قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۲۱ سال چند ماہ	۶۸۶ سنہ ہجری ۱۲۸۷ سنہ عیسوی
۱۵۳	معز الدین کیقباد	ناصر الدین بغرا خان بن غیاث الدین بلبن	ترک	۶۶۸ سنہ ہجری ۱۲۶۹ سنہ	۶۸۶ سنہ ہجری ۱۲۸۷ سنہ ع	قلعہ رائے پتھورا	قصر کیلوکھری دہلی	۳ سال چند ماہ	جمادی الثانی ۶۸۹ سنہ ہجری ۱۲۹۰ سنہ ع
	کیومرث الملقب سلطان شمس الدین				محرم ۶۸۹ سنہ ۱۲۹۰ سنہ ع				

حالات	مدفن	مدت عمر
نظام الملک مہذب الدین اور امرائے مخالفت کر کر بادشاہ کو دہلی میں محصور کیا اور تین مہینے تک برابر لڑائی رہی آخر کار بادشاہ کو پکڑ کر مار ڈالا اور ملک معز الدین بلبن سے اپنا امر تخت پر بٹھایا مگر اور امرا اوسکی بادشاہت پر راضی نہوئی اور علاء الدین کو جو قصر سفید میں قید تھا بادشاہ کیا	ملکپور	۰
اس بادشاہ کے ظلم سے امرا ناراض ہوئی اور سلطان ناصر الدین کو بہرائچ سی بلا کر بادشاہ کیا اور ۲۴ محرم سنہ ۶۴۴ ہجری مطابق سنہ ۱۲۴۶ عیسوی علاء الدین کو قید کر لیا کہ اوسی زمانہ مین قید مین مر گیا	۰	۰
بیمار ہو کر مر گیا اور چونکہ کوئی وارث نہ تھا امرانے الغ خان کو بادشاہ کر لیا	دہلی	۰
بیمار ہو کر مر گیا اور ملک فخر الدین کوتوال اور اور امرانے آپسمین صلاح کر کر معز الدین کیقباد کو بادشاہ کیا	دہلی	۸۰ سال
بادشاہ کو فالج ہو گیا اس سبب سے امرانے کیومرث اوسکی بیٹی کو تخت پر بٹھایا مگر امرائے خلجی نے مخالفت کی اور کیومرث کو بہادر پور مین پکڑ لی گئی اور بادشاہ کو لاتون سی مار ڈالا اور ملک جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا تیرہ آدمیون نے ترکون مین سی جو سلاطین غوریہ کی غلامون مین سی تھے سو برس تک بادشاہی کی بعد اسکے سلطنت خاندان خلجیون مین چلی گئی	۰	۲۰ سال

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۰۴	جلال الدین فیروز شاہ خلجی	یغرش	ترک خلجی	سنہ ۶۱۹ھ سنہ ۱۲۲۱ع	جمادی الثانی سنہ ۶۸۹ھ سنہ ۱۲۹۰ع	کیلوکھری	دہلی	۶ سال چند ماہ	سنہ ۶۹۵ ہجری سنہ ۱۲۹۵ع
۱۰۵	رکن الدین ابراہیم شاہ	جلال الدین فیروز شاہ	خلجی	•	رمضان ۶۹۵ ہجری سنہ ۱۲۹۵ع	کوشک سبز	دہلی	۴ ماہ	•
۱۰۶	سلطان علاء الدین	شہاب الدین مسعود	خلجی	•	بست و دوم ذی الحجہ سنہ ۶۹۵ھ سنہ ۱۲۹۵ع	قلعہ رائے پتھورا	دہلی قلعہ سیری	۱۹ سال چند ماہ	شب ششم ماہ شوال سنہ ۷۱۵ھ سنہ ۱۳۱۵ع
۱۰۷	شہاب الدین عمر	سلطان علاء الدین	خلجی	سنہ ۷۰۹ھ سنہ ۱۳۰۹ع	ہفتم شوال سنہ ۷۱۵ھ سنہ ۱۳۱۵ع	قلعہ علائی	دہلی	۳ ماہ چند یوم	•
۱۰۸	قطب الدین مبارک شاہ	سلطان علاء الدین	خلجی	•	محرم سنہ ۷۱۶ھ سنہ ۱۳۱۶ع	قلعہ علائی	دہلی	۴ سال یکماہ ۲۷ یوم	شب پنجم ربیع الاول سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ع
۱۰۹	حسن خان الملقب بہ سلطان ناصر الدین خسرو خان	•	برواری	•	ربیع الاول سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ع	قلعہ علائی قصر ہزار ستون	دہلی	۴ ماہ چند یوم	اخر ماہ رجب سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ع

مدت عمر	عمارات	حالات
،، سال	۰	ملک علاؤالدین نے غیاسی بادشاہ کو گڑہ مانک پور مین بلا کر جب شاہ کشتی مین سے اتر رہا تہا اوس وقت دہوکے سے تلوار مار کر مار ڈالا جب یہ خبر دلی مین پہونچی تو ملکہ جہان بادشاہ کی بی بی نی رکن الدین اپنی چہوٹی بیٹی کو تخت پر بٹہایا
۰	۰	سلطان علاؤ والدین سی لڑکر بہاگ گیا اور سلطان علاؤالدین دلی کی تخت پر بیٹہ گیا
۰	قلعہ رای پتہورا مسجد قوۃ الاسلام	بیمار ہوکر مر گیا امرائے باہم صلاح کرکر شہاب الدین کو تخت پر بیٹہایا
۰	۰	مبارک خان نی ایک مدت تک بری ملک نایب مدار المہام سلطنت کو مروا کر آپ نایب سلطنت ہوا اور چند دنون بعد بادشاہ کو نظر بند کر دیا اور گوالیار کے قلعہ مین قید کیا اور آپ بادشاہ ہوا
۰	۰	جاہ بیگ نے بسازش خسرو خان کی بادشاہ کو قصر ہزار ستون مین مارا اور خسرو خان تخت پر بیٹہا
۰	۰	غازی الملک تغلق شاہ دیپالپور کے حاکم نی خسرو خان پر فوج کشی کی اور خسرو خان حوض علائی کے کنارہ پر نکلا اور ایک بڑا معرکہ مین لڑائی ہوئی اور خسرو خان بہاگ کر تلپت مین چہپا آخرکار پکڑا جاکر مارا گیا اور تغلق شاہ بادشاہ ہوا

بلبز	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت قمریه	سال رحلت
۱۶۰	سلطان غیاث الدین تغلقشاه	ملک تغلق	ترک	.	غرهٔ شعبان سنه ۷۲۰ هـ سنه ۱۳۲۱ ع	قلعهٔ علائی	قلعهٔ دهلی تغلق آباد	۴ سال و چند ماه	ربیع الاول سنه ۷۲۵ هـ سنه ۱۳۲۴ ع
۱۶۱	سلطان محمد عادل تغلقشاه	غیاث الدین تغلقشاه	ترک	.	ربیع الاول سنه ۷۲۵ هـ سنه ۱۳۲۴ ع	تغلق آباد	دهلی بعده دولت آباد و باز دهلی	۲۷ سال	بست و یکم محرم سنه ۷۵۲ هـ سنه ۱۳۵۱ ع
۱۶۲	فیروزشاه	سالار رجب برادر خورد تغلقشاه	ترک	سنه ۷۰۹ هـ سنه ۱۳۰۹ ع	بست و سوم محرم سنه ۷۵۲ هـ سنه ۱۳۵۱ ع	سهوان	شهر دهلی و فیروزآباد	۳۸ سال ۷ ماه ۲۰ یوم	سیزدهم رمضان سنه ۷۹۰ هـ سنه ۱۳۸۸ ع
	غیاث الدین محمد	تغلقشاه			سنه ۷۵۲ هـ سنه ۱۳۵۱ ع				
	شاهزاده فتح خان	فیروزشاه			سنه ۷۶۰ هـ سنه ۱۳۵۹ ع				
	ناصرالدین محمد شاه	فیروزشاه		سنه ۷۵۳ هـ سنه ۱۳۵۲ ع	سنه ۷۸۹ هجری سنه ۱۳۸۷ ع				
۱۶۳	سلطان غیاث الدین تغلقشاه ثانی	شاهزاده فتح خان	ترک	.	سنه ۷۹۰ هجری سنه ۱۳۸۸ عیسوی	فیروزآباد	دهلی	۵ ماه و ۸ یوم	بست و یکم صفر سنه ۷۹۱ هـ سنه ۱۳۸۹ ع
۱۶۴	ابوبکر شاه	ظفرخان بن فیروزشاه	ترک	.	صفر سنه ۷۹۱ هـ سنه ۱۳۸۸ ع	فیروزآباد	دهلی	یکسال ۶ ماه چند یوم	ستم ذیحجه سنه ۷۹۲ هجری سنه ۱۳۸۹ ع

مدت عمر	مدفن	حالات
.	تغلق آباد	الغخان اسکے بیٹے نے قریب تغلق پور کے ایک محل بنایا تھا اوسمین بادشاه کھانا کھا رہا تھا که مکان گر پڑا اور بادشاه دب کر مر گیا اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا .
.	تغلق آباد	سفر ٹھٹھہ مین بیمار ہوکر ٹھٹھہ سے چوده کوس ورے دریاے سنده کے کناره پر مر گیا
۹۰ سال	حوض خاص	احمد ایاز المخاطب بخواجه جہان نے دلی مین غیاث الدین محمد کو تخت پر بیٹھایا تھا که فیروزشاه نے اوٹھا دیا . بعد چند مدت کے فیروزشاه نے اپنے جیتے جی شاہزاده فتح خان کو تخت پر بیٹھایا اور سکہ اور خطبہ اوسکے نام پر کر دیا اور جب وه مر گیا تو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاه خطاب دیکر تخت پر بیٹھایا مگر امرانے اوس سے مخالفت کی اور لڑکر کوه سرمور کی طرف بھگا دیا اور تغلق شاه کو تخت پر بیٹھایا اور اسی عرصہ مین فیروزشاه مر گیا اور تغلق شاه مستقل بادشاه رہا
.	.	ملک رکن الدین وزیر نے اس بادشاه کو مار ڈالا اور ابوبکر شاه کو تخت پر بیٹھایا
.	.	اس بادشاه نے امرا کو اپنے سے مخالف دیکھکر اور ناصر الدین محمد شاه کی آنے کی خبر سنکر سونپت مین چلا گیا اور ناصر الدین محمد شاه دلی مین آکر تخت پر بیٹھ گیا اور بعد لڑائی کے ابوبکر شاه کو پکڑ کر قلعہ میرٹھ مین قید کیا که وہین مر گیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت قمریہ	سال وفات
۱۹۵	ناصر الدین محمد شاہ	فیروز شاہ	ترک	روز دوشنبہ سوم جمادی الاول [illegible]	نوزدہم رمضان سنہ ۷۹۲ھ سنہ ۱۳۸۹ء	فیروز آباد	دہلی	۳ سال ۵ ماہ چند یوم	ہفدہم ربیع الاول سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ء
۱۹۶	علاء الدین سکندر شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	ترک	.	نوزدہم ربیع الاول سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ء	فیروز آباد	دہلی	یکماہ چند یوم	ربیع الثانی سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ء
۱۹۷	ناصر الدین محمود شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	ترک	.	جمادی الاول سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ء	فیروز آباد	دہلی	۱۹ سال ۸ ماہ چند یوم	ذیقعد سنہ ۸۱۵ھ سنہ ۱۴۱۲ء
	ناصر الدین نصرت شاہ	شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ	ترک		سنہ ۷۹۷ھ سنہ ۱۳۹۵ء – سنہ ۸۰۱ھ سنہ ۱۳۹۹ء	فیروز آباد			
	اقبال خان عرف ملو	.	پٹھان	.	سنہ ۸۰۰ھ سنہ ۱۳۹۷ء – سنہ ۸۰۲ھ سنہ ۱۳۹۹ء	کوشک سیری			
	امیر تیمور	امیر طراغان	چغتائی	شب سہ شنبہ بست و پنجم شعبان سنہ ۷۳۶ھ سنہ [illegible]ء	جمادی الاول سنہ ۸۰۱ھ سنہ ۱۳۹۹ء	شہر فیروز آباد	سمرقند	۱۵ یوم	شب چہار شنبہ ہفدہم شعبان سنہ ۸۰۷ھ سنہ [illegible]ء
۱۹۸	دولت خان	.	لودی	.	محرم سنہ ۸۱۶ھ سنہ ۱۴۱۳ء	کوشک سیری	دہلی	یکسال دو ماہ سہ یوم	سنہ ۸۱۷ ہجری سنہ ۱۴۱۴ عیسوی
۱۹۹	خضر خان	ملک سلیمان	سید	.	پانزدہم ربیع الاول سنہ ۸۱۷ھ سنہ ۱۴۱۴ء	کوشک سیری	دہلی	۷ سال و دو ماہ و دو یوم	ہفدہم جمادی الاول سنہ ۸۲۴ھ سنہ ۱۴۲۱ء

مدت عمر	مدفن	حالات
۴۴ سال	حوض خاص	بیمار ہوکر جالیسر مین مرگیا ہمایون خان سکندر اسکا بیٹا بادشاہ ہوا
.	حوض خاص	بیمار ہوکر مرگیا بعد اسکے پندرہ روز تک امرا مین گفتگو رہی کہ کسکو بادشاہ کرین آخر محمود شاہ کو تخت پر بٹھایا
	.	اس بادشاہ کی سلطنت مین نہایت تزلزل رہا سعادتخان نی نصرت شاہ کو فیروزآباد مین تخت پر بٹھا دیا تھا اور پھر اقبال خان فیروزآباد پر قابض ہو گیا اور کبھی یہہ بادشاہ بھاگ گیا اور کبھی پھر آگیا اور اسی میان مین امیر تیمور بھی دلی مین آیا آخر کو یہہ بادشاہ بیمار ہوکر کیتھل سی مراجعت کرتی وقت مرگیا امرانے دولت خانکو بادشاہ کیا
۱۷ سال ۱۱ ماہ ۲۰ یوم	سمرقند	
.	.	خضر خان نی دلی پر فوج کشی کی اور دولت خان کوشک سیری مین محصور ہوا آخر کار خضر خان کی پاس چلا آیا اور لوگون نے فیروزآباد مین قید کیا اور وہین مرگیا
.	دہلی	اٹاوہ مین بیمار ہوکر دلی مین آیا اور مرگیا اور اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سنہ جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت قمری	سال وفات
۱۷۰	معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ	خضر خان	سید	•	بعد دہم جمادی الاول سنہ ۸۲۴ھ سنہ ۱۴۲۱ع	کوشک سیری	دہلی	۱۳ سال یکماہ و چند یوم	نہم رجب سنہ ۸۳۷ھ سنہ ۱۴۳۳ع
۱۷۱	سلطان محمد شاہ	فرید خان بن خضر خان	سید	•	نہم رجب سنہ ۸۳۷ھ سنہ ۱۴۳۳ع	کوشک سیری	دہلی	۱۲ سال چند ماہ	سنہ ۸۴۹ھ سنہ ۱۴۴۵ع
۱۷۲	سلطان علاؤالدین عالمشاہ	محمد شاہ	سید	•	سنہ ۸۴۹ھ سنہ ۱۴۴۵ع	کوشک سیری	دہلی	۶ سال چند ماہ	سنہ ۸۸۳ھ سنہ ۱۴۷۸ع
۱۷۳	سلطان بہلول لودی	ملک کالا	لودی	•	ہفدہم ربیع الاول سنہ ۸۵۵ھ سنہ ۱۴۵۱ع	کوشک سیری	دہلی	۳۸ سال ۸ ماہ ۷ یوم	سنہ ۸۹۴ھ سنہ ۱۴۸۸ع
۱۷۴	سلطان سکندر	سلطان بہلول	لودی	•	سنہ ۸۹۴ سنہ ۱۴۸۹ع	قصبہ جلالی	دہلی بعدہ اگرہ	۲۸ سال پنجماہ	روز یکشنبہ ہفتم ذیقعد سنہ ۹۲۳ھ سنہ ۱۵۱۷ع
۱۷۵	سلطان ابراہیم	سلطان سکندر	لودی	•	ذیقعد سنہ ۹۲۳ سنہ ۱۵۱۷ع	اگرہ	اگرہ	۹ سال چند ماہ	ہشتم رجب سنہ ۹۳۲ھ سنہ ۱۵۲۵ع
۱۷۶	ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ	عمر شیخ مرزا	چغتائی	سنہ ۸۸۸ سنہ ۱۴۸۳	رجب سنہ ۹۳۲ھ سنہ ۱۵۲۵ع	دہلی	اگرہ	۴ سال ۱۰ ماہ چند یوم	روز دوشنبہ ششم جمادی الاول سنہ ۹۳۷ سنہ ۱۵۳۰ع
۱۷۷	نصیرالدین ہمایون بادشاہ بار اول	بابر بادشاہ	چغتائی	ذیقعد سنہ ۹۱۳ سنہ ۱۵۰۷	جمادی الاول سنہ ۹۳۷ سنہ ۱۵۳۰ع	اگرہ	اگرہ بعدہ دہلی	۱۱ سال پنجماہ چند یوم	یازدہم ربیع الاول سنہ ۹۶۳ سنہ ۱۵۵۶ع

مدت عمر	مدفن	حالات
.	دہلی مبارکپور کوٹلہ	قلعہ مبارک آباد میں جو اس بادشاہ نے دریا کی کنارہ پر بنایا تھا میران صدر اور قاضی عبد الصمد نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور سرور الملک وزیر کو خبر کی اوس نے صلاح کرکر محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا
.	دہلی متصل مقبرہ صفدر جنگ در سواد موضع خیر پور	بیمار ہوکر مر گیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا
.	.	بادشاہ بداؤن میں جا پڑا اور ملک بہلول لودی دہلی پر قابض ہو کر تخت پر بیٹھا
.	دہلی متصل درگاہ چراغ دہلی	بیمار ہوکر مر گیا اور خانخانان نے اوسکی بیٹی کو تخت پر بٹھایا
.	دہلی	اس بادشاہ کی عہد میں ہندوؤں نے فارسی لکھنا اور پڑھنا شروع کیا اس سے پہلی کوئی نہ پڑھتا تھا آخر کو بیمار ہوکر مر گیا
.	پانی پت	پانی پت کے میدان میں بابر بادشاہ کی لڑائی میں مارا گیا اور مغلوں کے خاندان میں بادشاہت چلی گئی
۴۹ سال چند ماہ	کابل	بیمار ہوکر مر گیا
۴۹ سال سہ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	شیر شاہ کی لڑائی میں شکست ہوئی اور بادشاہ ایران چلا گیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت قمری	سال وفات
۱۷۸	فرید خان الملقب به شیر شاه	حسن	سور پتهان	رجب سنه ۸۷۷ھ سنه ۱۴۷۲ع	سنه ۹۴۷ھ سنه ۱۵۴۰ع	آگره	دہلی	۵ سال ۳ ماه ۱۵ یوم	دوازدهم ربیع الاول سنه ۹۵۲ھ سنه ۱۵۴۵ع
۱۷۹	جلال خان الملقب به اسلام شاه	شیر شاه	سور پتهان	صفر سنه ۹۰۲ھ سنه ۱۴۹۶ع	یازدهم ربیع الاول سنه ۹۵۲ھ سنه ۱۵۴۵ع	قلعه کالنجر	دہلی	۸ سال دو ماه ۱۰ یوم	بست و نهم جمادی الاول سنه ۹۶۰ھ سنه ۱۵۵۲ع
۱۸۰	فیروز شاه	اسلام شاه	سور پتهان	ربیع الثانی سنه ۹۴۸ھ سنه ۱۵۴۱ع	بست و ششم جمادی الاول سنه ۹۶۰ھ سنه ۱۵۵۲ع	دہلی	دہلی	۳ یوم	بست و نهم جمادی الاول سنه ۹۶۰ ہجری سنه ۱۵۵۲ع
۱۸۱	مبارز خان الملقب به محمد عادل شاه	نظام خان	سور پتهان	شعبان سنه ۹۱۱ھ سنه ۱۵۰۵ع	بست و نهم جمادی الاول سنه ۹۶۰ھ سنه ۱۵۵۲ع	دہلی	دہلی	یکسال ۱۱ ماه ۷ یوم	۰
۱۸۲	سلطان ابراهیم	۰	سور پتهان	سنه ۹۰۳ھ سنه ۱۴۹۷ع	ششم جمادی الاول سنه ۹۶۲ھ سنه ۱۵۵۴ع	دہلی	دہلی	دو ماه ۳ یوم	سنه ۹۷۰ ہجری سنه ۱۵۶۲ عیسوی
۱۸۳	احمد خان الملقب به سکندر شاه	حسین خان	سور پتهان	ربیع الاول سنه ۹۰۶ سنه ۱۵۰۰ع	نهم رجب سنه ۹۶۲ھ سنه ۱۵۵۴ع	فرح	دہلی	دو ماه	۰
۱۸۴	نصیر الدین محمد همایون بادشاه مرتبه دویم	بابر بادشاه	چغتائی	شب سه شنبه چهاردهم ذیقعده سنه ۹۱۳ھ سنه ۱۵۰۷ع	رمضان سنه ۹۶۲ھ سنه ۱۵۵۴ع	دہلی	دہلی	۶ ماه چند یوم	یازدهم ربیع الاول سنه ۹۶۳ھ سنه ۱۵۵۶ع

حالات	مدفن	مدت عمر
کالنجر کے قلعہ کی لڑائی مین باروت سے جلکر مرگیا	سہسرام	۶۳ سال ۸ ماہ چند یوم
بیمار ہوکر مرگیا اور فیروز خان تخت پر بیٹھا	.	۸۵ سال ۳ ماہ چند یوم
مبارز خان اسکے ماموں نے مار ڈالا اور آپ تخت پر بیٹھا	.	۱۲ سال چند یوم
ابراہیم خان بنی عم شیر شاہ سے شکست پائی	.	.
احمد خان بنی عم شیر شاہ سی لڑکر شکست پائی	.	۶۲ سال
ہمایون بادشاہ سے شکست پاکر بنگالہ کیطرف بہاگ گیا	.	.
شیر منڈل واقع قلعہ کہنہ مین سے اوترتے وقت گر پڑا اور کئی دن بعد انتقال کیا۔	دہلی مقبرہ ہمایون	۴۹ سال ۳ ماہ ۲۶ یوم

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۸۵	ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	ہمایون بادشاہ	چغتائی	شب یکشنبہ پنجم رجب سنہ ۹۴۹ھ سنہ ۱۵۴۲ع	دویم ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ھ سنہ ۱۵۵۵ع	کلانور	اگرہ	۵۱ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم	چہار شنبہ سیزدہم جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ سنہ ۱۶۰۵ع
۱۸۶	ابو المظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ	اکبر بادشاہ	چغتائی	روز چہارشنبہ ہفدہم ربیع الاول سنہ ۹۷۷ھ سنہ ۱۵۶۹ع	روز پنجشنبہ چہاردہم ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ سنہ ۱۶۰۵ع	اگرہ	اگرہ	۲۱ سال ۸ ماہ ۱۳ یوم	بست و ہفتم صفر سنہ ۱۰۳۶ھ سنہ ۱۶۲۶ع
۱۸۷	میرزا بلاقی بن المخاطب سلطان داور بخش	شاہزادہ سلطان خسرو بن جہانگیر	چغتائی	ذیقعدہ سنہ ۱۰۱۰ھ سنہ ۱۶۰۱ع	ربیع الاول سنہ ۱۰۳۷ھ سنہ ۱۶۲۷ع	راجپوری	اگرہ	دو ماہ چند یوم	سنہ ۱۰۳۷ ہجری سنہ ۱۶۲۷ عیسوی
۱۸۸	شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ	جہانگیر بادشاہ	چغتائی	شب پنجشنبہ یکم ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰ھ سنہ ۱۵۹۲ع	روز یکشنبہ بست و دوم جمادی الاول سنہ ۱۰۳۷ھ سنہ ۱۶۲۷ع	لاہور	اگرہ بعدہ شاہجہان اباد	۳۲ سال چند ماہ	شب دوشنبہ بست و ششم رجب سنہ ۱۰۷۶ھ سنہ ۱۶۶۵ع
۱۸۹	ابو المظفر محی الدین اورنگزیب عالمگیر	شاہجہان	چغتائی	شب یکشنبہ یازدہم ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۹ھ سنہ ۱۶۱۹ع	روز جمعہ یکم ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۹ھ سنہ ۱۶۵۷ع	بہ اعزآباد متصل	دہلی	۵۰ سال ۲۷ یوم	روز جمعہ بست و ہشتم ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ سنہ ۱۷۰۶ع
۱۹۰	محمد معظم الملقب شاہ عالم بہادر شاہ	اورنگزیب عالمگیر	چغتائی	سلخ رجب سنہ ۱۰۵۲ھ سنہ ۱۶۴۳ع	غرہ ذیحجہ سنہ ۱۱۱۹ھ سنہ ۱۷۰۷ع	لاہور	دہلی	۵ سال یکماہ ۲۱ یوم	بست و یکم محرم سنہ ۱۱۲۴ھ سنہ ۱۷۱۲ع
	محمد اعظم شاہ	عالمگیر			۱۹ ذی الحجہ سنہ ۱۱۱۹ ہجری سنہ ۱۷۰۷ع	احمدنگر			۱۹ ذی الحجہ سنہ ۱۱۱۹ ہجری سنہ ۱۷۰۷ عیسوی

مدت	مدفن	حالات
٦٣ سال ١١ ماه ٩ یوم	اکبرآباد بمقام بہشت آباد معروف بہ سکندرہ	بیمار ہوکر مر گیا
٥٨ سال ١١ ماه ١٠ یوم	لاہور	بیمار ہوکر مر گیا امرا نے بنظر مصلحت داور بخش کو بادشاہ کر دیا اور خفیہ شاہجہان کو بلا لیا
٢٦ سال	۰	جبکہ شاہجہان لاہور میں پہونچا آصفخان نے اِس بیچارہ کو مار ڈالا اور شاہجہان کو تخت پر بیٹھایا
٧٦ سال ٣ ماه ٢٦ یوم	آگرہ تاج گنج	عالمگیر نے قید کر کر خود تخت پر بیٹھا اور شاہجہان نے سال نہم جلوس عالمگیری میں انتقال کیا۔
٩٠ سال ١٧ یوم	اورنگ آباد	بیمار ہوکر مر گیا محمد معظم منعم خان کی سعی سے دلی کی تخت پر بیٹھا اور اپنی بھائیوں سے لڑکر فتحیاب ہوا۔
٧٠ سال ٩ ماه	دہلی قطب صاحب مقبرہ ہمایون	بمقام موضع جاجو متصل صوبہ اکبرآباد اپنی بھائی سی لڑکر فتح پائی آخر کو آپ بھی بیمار ہوکر مر گیا اور اسکے بیٹوں میں بادشاہت پر لڑائی ہوئی اور معزالدین جہاندار شاہ سب پر غالب آیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۹۱	معز الدین جہاندار شاہ	شاہ عالم بہادر شاہ	چغتائی	دہم رمضان ۱۰۷۱ھ سنہ ۱۶۶۱ء	۲۱ [illegible] ۱۱۲۴ھ سنہ ۱۷۱۲ء	شاہجہان آباد بعد فتح لاہور	دہلی	۱۱ ماہ ۵ یوم	روز جمعہ ہشتم محرم ۱۱۲۵ھ سنہ ۱۷۱۳ء
	عظیم الشان					بنگالہ			
	رفیع الشان					شاہجہان آباد			
	خجستہ اختر جہانشاہ					شاہجہان آباد			
۱۹۲	جلال الدین فرخ سیر	عظیم الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	روز پنجشنبہ ہجدہم رجب ۱۰۹۴ھ سنہ ۱۶۸۳ء	۱۱۲۴ھ سنہ ۱۷۱۲ء و جلوس ثانی ۱۱۲۵ھ سنہ ۱۷۱۳ء	اکرہ بعدہ شاہجہان آباد	دہلی	۶ سال ۴ ماہ ۱۵ یوم	ہشتم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۹ء
۱۹۳	محمد ابو البرکات سلطان رفیع الدرجات	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	ہفتم جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ سنہ ۱۶۹۹ء	نہم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۹ء	شاہجہان آباد	دہلی	۳ ماہ ۱۱ یوم	روز شنبہ بستم رجب ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۹ء
۱۹۴	شمس الدین رفیع الدولہ شاہجہان بادشاہ ثانی	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	پنجم صفر ۱۱۰۸ھ سنہ [illegible]	بستم رجب ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۹ء	شاہجہان آباد	دہلی	۳ ماہ ۲۸ یوم	ہفدہم ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۹ء
	سلطان نیکو سیر					اکرہ			
۱۹۵	روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ بادشاہ	خجستہ اختر جہانشاہ بن بہادر شاہ	چغتائی	بست و ششم ربیع الاول ۱۱۱۲ھ سنہ ۱۷۰۲ء	۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۹ عیسوی	شاہجہان آباد	دہلی	۲۹ سال ۸ ماہ	بست و نہم ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ سنہ ۱۷۴۸ء
	سلطان ابراہیم	رفیع الشان بن بہادر شاہ			۱۱۳۲ھ سنہ ۱۷۱۹ء				
	نادر شاہ				۱۱۵۱ھ سنہ ۱۷۳۹ء				
۱۹۶	مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بہادر بادشاہ	محمد شاہ	چغتائی	روز شنبہ بست و ہفتم ربیع الثانی ۱۱۳۷ھ سنہ ۱۷۲۵ء	دوم جمادی الاول ۱۱۶۱ھ سنہ ۱۷۴۸ء	پانی پت	دہلی	۶ سال ۳ ماہ ۸ یوم	بست و ہفتم شوال ۱۱۶۷ھ سنہ ۱۷۵۴ء

مدت عمر	مدفن	حالات
۵۲ سال ۳ ماہ ۲۸ یوم	دہلی پیش چبوترہ مقبرہ ہمایون	فرخ سیر سے لڑکر پکڑا گیا اور قلعہ دہلی مین مارا گیا
۳۰ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	دہلی صحن مقبرہ ہمایون	عبداللہ خان اور حسین علیخان نے زہر دیکر مار ڈالا
۲۰ سال یکماہ ۱۳ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیمار ہوکر مرگیا عبداللہ خان اور حسین علیخان نی رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا اور اکبرآباد مین ہزاری مترسین نے نیکوسیر کو تخت پر بٹھا دیا مگر نیکوسیر پکڑا گیا
۱۸ سال ۹ ماہ ۱۲ یوم کی	دہلی مقبرہ ہمایون	بیمار سے مرگیا عبداللہ خان اور حسین علیخان نی محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا لیکن جب حسین علیخان کو بادشاہ نی مروا ڈالا تو عبداللہ خان نی سلطان ابراہیم کو تخت پر بٹھا دیا مگر وہ مغلوب ہوا
۴۷ سال یکماہ یکیوم	دہلی درگاہ حضرت نظام الدین اولیا	بیمار ہوکر مرگیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا
۵۴ سال ۶ ماہ	دہلی مقبرہ ہمایون	عماد الملک نی پکڑ اور اندھا کرکر قید کر دیا کہ بعد چند مدت کی بیماری سی مرگیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۹۷	عزیزالدین عالمگیر ثانی	معزالدین جهاندار شاه	چغتائی	سنه ۱۰۹۹ سنه ۱۶۸۷	روز سه شنبه دهم شعبان ۱۱۶۷ سنه ۱۷۵۴ع	شاهجهان آباد	دهلی	۵ سال ۶ ماه ۱۰ یوم	روز پنجشنبه ربیع الثانی ۱۱۷۳ سنه ۱۷۵۹ع
	احمد شاه درانی				۱۱۷۰ سنه ۱۷۵۷ع				
۱۹۸	ابوالمظفر جلال الدین سلطان عالی گوهر شاه عالم بادشاه	عالمگیر ثانی	چغتائی	[illegible]	چهار دهم جمادی الاول ۱۱۷۳ سنه ۱۷۵۹ع	عظیم آباد پتنه	دهلی	۴۸ سال	هفتم رمضان ۱۲۲۱ سنه ۱۸۰۶ع
	محی الملت شاهجهان ثانی	محی السنه بن کام بخش بن عالمگیر ثانی							
	احمد شاه درانی				۱۱۷۴ سنه ۱۷۶۱ع				
	بیدار بخت	احمد شاه			۱۲۰۳ سنه ۱۷۸۸ع				
۱۹۹	شاه جارج سیوم	فردرک شاهزاده ویلز بن شاه جارج دوم	جرمن	سنه ۱۷۳۸ع	فتح دهلی یازدهم ستمبر سنه ۱۸۰۳ع		لندن	۱۷ سال	۳۰ … سنه ۱۸۲۰ع سنه ۱۲۳۶ هجری
	ابوالنصر معین الدین اکبر شاه	شاه عالم	چغتائی	[illegible]	روز چهارشنبه هفتم رمضان ۱۲۲۱ سنه ۱۸۰۶ع	شاهجهان آباد	قلعه شاهجهان آباد	۳۱ سال ۶ ماه ۲۱ یوم	جمعه … جمادی الآخر ۱۲۵۳ه سنه ۱۸۳۷ع
۲۰۰	شاه جارج چهارم	جارج سیوم	جرمن	سنه ۱۷۶۲ع	۳۰ … سنه ۱۸۲۰ع سنه ۱۲۳۶	لندن	لندن	۱۰ سال ۵ ماه ۹ یوم	۳۰ … سنه ۱۸۳۰ع سنه ۱۲۴۶ه
۲۰۱	شاه ولیم چهارم	جارج سیوم	جرمن	سنه ۱۷۶۵ع	۳۰ … سنه ۱۸۳۰ع سنه ۱۲۴۶ه	لندن	لندن	۶ سال ۱۱ ماه ۲۳ یوم	۲۰ … سنه ۱۸۳۷ع سنه ۱۲۵۳ه
	ابوالظفر سراج الدین محمد بهادر شاه بادشاه	اکبر شاه	چغتائی	سنه ۱۱۸۹ه سنه ۱۷۷۵ع	سنه ۱۲۵۳ه سنه ۱۸۳۷ع	قلعه شاهجهان آباد	٠	٠	٠
۲۰۲	ملکه وکتوریه	ڈیوک آف کنت بن جارج سیوم	جرمن	سنه ۱۸۱۹ع سنه ۱۲۳۵ه	۲۰ … سنه ۱۸۳۷ع سنه ۱۲۵۳ه	لندن	لندن	٠	٠

مدت	مدفن	حالات
۳ سال چند ماہ	دہلی مقبرہ ہمایون	عماد الملک کے کہنے سے تابع یاش خان اور مہدی قلیخان نے مار ڈالا اور محی الملۃ کو تخت پر بٹھایا اور شاہعالم نے بنگالہ میں تخت پر جلوس کیا مگر سلطنت شاہعالم کی قایم رہی
۸۰ سال و ۱ ماہ ۲ یوم	دہلی قطب صاحب	بیدار بخت کو غلام قادر نے تخت پر بٹھایا تھا کہ بعد مارے جانے غلام قادر کے وہ سلسلہ برہم ہو گیا آخر کار جنرل لیک سپہ سالار انگلشیہ نے دہلی کو فتح کیا اور سرکار انگریزی کی عملداری ہو گئی تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا
۸۱ سال	قلعہ ونڈزر	اگرچہ لندن کی بادشاہی کی حکومت اور سلطنت ہو گئی الا تیمور کے خاندان پر یہی لقب بادشاہی کا
۶۹ سال ۱ ماہ ۱۲ یوم	دہلی قطب صاحب	اور تخت و چتر اور قلعہ شاہجہان آباد کی حکومت قایم رہے
۶۷ سال	قلعہ ونڈزر	
۷۲ سال	قلعہ ونڈزر	چونکہ شاہ ولیم چہارم کی کوئی وارث سلسلہ صحیح سے نہ تھا اسواسطے حسب دستور انگلستان کے ملکہ وکٹوریہ کہ قرابت قریبہ بادشاہی رکھتی تھیں تخت پر بیٹھیں

فہرست دوسرے باب کی

نمبر	نام شہر یا قلعہ کا	نام بانی کا	سال بنا: ہجری	سال بنا: عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۵	خضر آباد	خضر خان	سنہ ۸۲۱	سنہ ۱۴۱۸		۴۵
۱۶	مبارک آباد	قطب الدین مبارک شاہ	سنہ ۸۳۶	سنہ ۱۴۳۳	قطب خلاصہ آباد بھی شاید اسی قلعہ کا نام تھا	۴۶
۱۷	دہلی شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱	اس شہر کا کابلی دروازہ اب جیلخانہ کی پاس موجود ہے	۴۷
۱۸	سلیم گڈھ یا نور گڈھ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۳	سنہ ۱۵۴۶	نور الدین جہانگیر کے وقت میں پل اسکی سامنے بنا اور اوسی وقت سے نور گڈھ اسکا نام ہوا	۴۷
۱۹	قلعہ شاہجہان	شاہجہان بادشاہ	سنہ ۱۰۴۹	سنہ ۱۶۳۹	اس قلعہ کی بنانی میں بہت سی علی الخصوص انکے بھی شریک تھے اس قلعہ میں شاہجہان کی بنائی ہوئی یہ مکانات ابھی موجود ہیں دلی دروازہ — لاہوری دروازہ مع چھتہ — نقار خانہ یا نوبت خانہ دیوان عام مع تخت سنگین — خاص محل — امتیاز محل یا رنگ محل و تصویر پچی کاری سنگین ارفیوس کلاونت موافق مروج رافیل مصور مثمن برج — اسد برج — شاہ محل دیوان خاص حمام — موتی محل — باغ حیات بخش مع ساون بہادوں شاہ برج — مہتاب باغ	۴۸
	شہر شاہجہان آباد متصل بازار و میں شہر	شاہجہان	سنہ ۱۰۵۸	سنہ ۱۶۴۸	یہی قلعہ کا یہ شہر جو اب تک آباد ہے اور خدا کرے کہ ہمیشہ آباد رہے	۵

دیوان غالب

مطبوعہ مطبع احمدی واقع دہلی باہتمام شیخ [illegible]

سنہ ۱۲ ہجری و سنہ ۱۸۵۲ عیسوی

دوسرا باب

دلی مین قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونے کے بیان مین

بنا و نقش عمارات شہریاران مین ہے کہ این سپہر جفا پیشہ چون بہ نسبت و شکست
یونانی حکیمون نے تمام روی زمین کے سات ٹکڑے کئے ہین اور
ہر ایک ٹکڑیکا نام اقلیم رکھا ہے ہر ایک اقلیم خط استوا کی جانب سے
شروع ہوتی ہے اور قطب شمالی کی جانب منتہی اس یونانی حساب بموجب — آئین اکبری
دلی تیسری اقلیم مین ہے طول اسکا جزایر خالدات سے ایکسو چودہ درجہ
اور ارتیس دقیقہ ہے اور عرض اسکا خط استوا سے اٹھائیس درجہ اور پندرہ دقیقہ
اور بڑے سے بڑا دن یہان تیرہ گھنٹہ اور پچاس منٹ کا ہوتا ہے.
انگریزی ہیئت جدید مین تمام روی زمین کے چار ٹکڑے کئے ہین اس حساب — جغرافیہ

بموجب

موجب دلی شہر مین واقع ہے جسمین ہندوستان ہے اور ہندوستان کے
تین ٹکڑے ہین اون مین سے متوسط ہندوستان یا خاص ہندوستان مین
طول اسکا انگریزی حساب پر جو دار السلطنت لندن سے گناتے ہے
پہلے حساب سے ہین درجہ کم ہے اسکے سوا اور کسی حساب مین فرق نہین
یہہ شہر بہت پرانا ہے اگرچہ یہانکے راجہ کبھی ملک فارس کے اور کبھی
کماون اور کبھی قنوج اور کبھی دکہن کے راجاون کے تابعدار رہے اور کبھی
خود بھی بغیر کسیکی تابعداری کے حکومت کی الا جب سے یہہ شہر اباد ہوا
راجاؤنکی دار الحکومت اور بادشاہون کی دار السلطنت سے خالی نہین رہا
صرف اتنہ زمانے ایسے گذرے ہین کہ اون دنون یہان دار السلطنت
نہین رہی اول تو وہ زمانہ ہے کہ جب راجہ جدشتہر نے راجہ جرجودہن پر فتح پائی (مہابہارت)
اور یہانسے اوٹہہ کر ہستناپور مین راج کیا اور سات پشت تک وہین
راج رہا جب نمی عرف راجہ دشت ون راجہ ہوا اوسکے زمانہ مین گنگا (بہاگوت)
ایسے زور سے چڑہی کہ سارا شہر ہستناپور کا بہہ گیا تب اوس راجا نے
پہلے کوشنگی ندی کے کنارے دکہن کے ملک مین شہر اباد کرنا شروع کیا (خلاصۃ التواریخ)
اور اخر کو پہر یہان چلا ایا اور اسی مقام کو دار الحکومت رکہا دوسرا (و راجاولی)
وہ زمانہ ہے کہ جب راجہ بکرماجیت والی اوجین نے راجہ بہکونت گوپی پر
فتح پائی اور اس شہر کو چہین لیا اور دار الحکومت اوجین ہی کو رکہا اور

اس شہر مین اوسکی طرف سے صوبہ دار رہتا تہا اوسکے بعد جو کہ تنگی
حکومت مین یہہ شہر دارالحکومت ہوگیا تیسرا زمانہ وہ ہے کہ جب
رہے پتہورا نے اجمیر کا قلعہ بنایا اور وہان دارالحکومت تہرایا اور
دلی مین کہانڈے راو اپنے بہائی کو صوبہ دار چہوڑا چوتہا زمانہ وہ ہے
کہ ۵۸۹ ہجری مطابق ۱۱۹۳ع کے سلطان شہاب الدین نے فتح کے بعد
غزنین کو مراجعت کی اور قطب الدین ایبک سپہ سالار کو دلی کا صوبہ دار کر کر چہوڑا — تاج المآثر، تاریخ فرشتہ
پانچوان وہ زمانہ ہے کہ جب ۷۲۷ ہجری مطابق ۱۳۲۶ع سلطان محمد تغلق شاہ کو
یہہ خیال آیا کہ دارالسلطنت ایسے مقام کو قرار دینا چاہیے جو تمام ممالک
محروسہ کے بیچ مین ہو تو اوسنے دلی کو چہوڑ کر دیوگر مین دارالسلطنت کیا
اور دولت آباد اوسکا نام رکہا اور جو کہ یہہ بادشاہ نہایت سفاک و ظالم تہا
اس سبب سے دفعتہ دلی کے بسنے والون کو حکم دیا کہ سب دلی سے
اوٹہہ کر دولت آباد مین جا رہین اور ایسا سخت حکم تہا کہ کوئی شخص دلی مین بسنے نہ پایا
لاچار سب لوگ دلی کو چہوڑ کر چلے گئے اور دلی کا یہہ حال ہوگیا کہ درحقیقت
دلی مین ایک آدمی نام کو بہی نرہا تہا یکایک دلی ویران ہوگئی جنگل کے جانور
درات دلی مین رہنے لگے جو کہ دیوگر یعنی دولت آباد مغلون کی سرحد سے
بہت دور جا پڑا تہا اسواسطے بادشاہ نے ۷۴۲ ہجری مطابق ۱۳۴۱ع کے
پہر دلی مین مراجعت کی اور سبکو حکم دیا کہ جسکا دل چاہے دلی مین جا کر بسے

اور

اور سکا دل چاہے یہان رہے تب یہہ دلی آباد ہوئی یہہ حادثہ جو دلی پر ہوا بہت یادگار ہے اور شاید ہے کہ اور کوئی ایسا آباد شہر اس طرح پر دفعتہ نہ ویران ہوا ہو کا چھٹا دور زمانہ ہے کہ جب سلطان سکندر لودی نے گوالیار لینے کا ارادہ کیا تو دلی کو چھوڑ کر آگرہ کو دارالسلطنت کیا اور اوس زمانہ مین اکبرآباد پہلے سے ایک قلعہ نہایت مضبوط تہا اوس قلعہ کو توڑ کر جلال الدین اکبر بادشاہ نے قلعہ بنایا ہے اور سلطان ابراہیم اودیکے بیٹے نے بہی وہین پایۂ تخت رکہا یہان تک کہ ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ نے جب سلطان ابراہیم لودی پر فتح پائی تو اوس زمانہ مین اوسکا تختگاہ دارالخلافہ آگرہ تہا اوسکے بعد ہمایون بادشاہ نے اولا آگرہ اور آخرکار اسمقام کو تخت گاہ ٹہرایا ساتوان دور زمانہ ہے کہ جب جلال الدین اکبر بادشاہ نے آگرہ مین قلعہ بنایا اور شہر آباد کیا اور اکبرآباد کو دارالخلافہ ٹہرایا اور یہان صوبہ دار مقرر کیا جہانگیر کے وقت تک یہی رہا آخر کو شاہجہان بادشاہ نے پہر اسی مقام پر دارالخلافہ ٹہرایا آٹہوان اب حال کا زمانہ ہے کہ جب شاہ جمجاہ جارج سیوم کے عہد مین ستمبر سنہ ۱۸۰۳ع مین جنرل لیک سپہ سالار بہادر نے دلی پر فتح پائی درحقیقت یہان کا دارالخلافہ منقطع ہوگیا اور دارالسلطنت لندن سے مل گیا ہندوون کے وقت مین بہی یہہ شہر بہت پرانا تہا اور مسلمانون کے وقت مین بہی ہمیشہ نہایت آباد رہا جس جگہہ کہ اب دلی شہر شاہجہان کا بسا ہوا آباد ہے اسکے جنوب کو چودہ میل تک

توزک جہانگیری

اکبر نامہ

پرانے قلعے اور پرانے شہر اور پرانی عمارتیں جو دہلی میں ہیں انکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر راجاؤں اور بادشاہوں نے اپنے زمانہ حکومت میں اپنا نام رہنے کو نئے نئے قلعے بنائے اور جدا جدا شہر آباد کرنے شروع کیے کہ کچھ ان میں سے آباد ہوئے اور کچھ ناتمام رہ گئے اور انکے سوا امرا و اور وزیروں نے بھی اپنے اپنے لیے سیر گاہ اور مقبرے بنائے کہ اکثر ان میں سے اب تک موجود ہیں سو اسواسطے ہم اس مقام پر پہلے مختصر حال قلعوں کے اور شہروں کی آبادی کا بہ ترتیب تاریخ لکھتے ہیں

نمبر ۱ اندرپت

پہلی اندرپت وہ شہر ہے اسکا نام تھا جو پرانے قلعہ اور خونی دروازے کے درمیان میں تھی ہندوؤں کی اعتقاد میں اندر نام ہے آکاس کی راجہ کا جو ہندوؤں کے مذہب میں ایک مقرری راجہ ہے اور پرست کہتے ہیں دونو ہاتوں کی ملی ہوئے لپ کو ہندوؤں کی اعتقاد میں یہہ بات ہے کہ یہاں راجہ اندر نے کسی رشی کے ہاتھ میں دونو ہاتھ بھر کر موتیوں کا دان کیا تھا اس سبب سے اس جگہہ کو اندرپرست کہتے ہیں کثرت استعمال سے ر اور سین حذف ہو گیا اور اندرپت مشہور ہو گیا مگر میری سمجھ میں یہہ معنی تو ایسے ہی ہیں جیسی اور ہندوؤں کی کہانیاں صحیح بات یہہ معلوم ہوتی ہے کہ پت کی معنی صاحب اور مالک اور حاکم کی ہیں جب یہہ شہر آباد ہوا تو آباد کرنی والے نے نیک فال سمجھ کر اندرپت نام رکھا تھی۔

پوتھی اندرپرست مہاتم

مہابھارت وخلاصۃ التواریخ

یعنی اس شہر کا مالک اور حاکم یہی ہوا کہ راجہ یدہشٹر کا راجہ تھا اسی زمانہ میں ہستنا گنجی
رہا جو ان دنون گنگا کی کنارہ ہستناپور تہا جو گنگا کی کنارہ دلی سی تخمیناً سو میل دور ہی
جب راجہ جدہشٹر اور راجہ دریودہن میں لڑائی ہوا تو راجہ جدہشٹر نی یہہ شہر
آباد کیا مندرجہ باب موجب مہابھارت اور پرتھ کی اخبار و کلجگ کی ابتدا یعنی
۳۱۰۱ میں ہزار ایک سو ایس سال قبل ولادت حضرت مسیح ہوا مگر یہہ زمانہ صحیح
نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یہہ مدت طوفان سی بھی پہلی کی ہی صحیح حسابی میں
تحقیق ہوا ہی کہ واقعہ مہابھارت اور راجہ جدہشٹر کی مسند نشینی اٹہارہ
پندرہ سو چالیس سال تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی پس اس شہر کی آبادی کا یہی
صحیح زمانہ ہی اگرچہ اب اس شہر کا نشان نہیں رہا لیکن شہر شاہجہان آباد کی
جنوب کی طرف دلی دروازہ کی باہر جو زمین ہی اندرپت کی زمین کہلاتی ہی
مگر خاص اندرپت کی آبادی اب نہیں رہی ساری زمین میں زراعت ہوتی ہی
اور وہاں کی زمیندار پرانی قلعہ میں بستی میں اور یہہ سب سی پہلا شہر ہی جو یہان
آباد ہوا اسکی بعد پھر اور آبادیان اسکی آس پاس ہوتی رہیں

نمبر ۲

دہلی

حضرت دہلی کنف عدل و داد   جنت عدن ست کہ آباد باد

اسباب میں بڑا اختلاف ہی کہ اندرپت کا نام کبھی دلی ہو گیا نہایت مشہور ہی
کہ راجہ دلیپ نی جو سورج بنسی تہی اور چندر بنسیون کا ایک راجہ ہی   مرآت آفتاب نما

اپنے نام پر دلی آباد کی لیکن یہہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی ۔ اسلئے کہ ہندوؤں کی
اگلی پوتھیوں میں باوجودیکہ راجہ دلیپ کا ذکر ہے مگر کہیں دلی کا نام نہیں بلکہ
تاریخ فرشتہ — جہاں لکھا ہے اندرپت ہی کرکر لکھا ہے اور بعضی تاریخوں میں لکھا ہے کہ فرشتہ کی تحریر کے
مطابق ۹۱۹ عیسوی کے تنوروں کے خاندان میں سے ایک راجہ نے شہر اندرپت کے
نزہت القلوب — برابر دہلی شہر بسایا اور چونکہ وہاں کی زمین نرم تھی اور ہندی میں ڈہلی نرم زمین کو
کہتے ہیں جہاں میخ نہ تھم سکے اس سبب سے وہ بستی دہلی کرکر مشہور ہوگئی اس سنہ میں
تنوروں کے خاندان میں حکومت تھی اور نہ اس سبب سے دلی نام رکھا جانا قرین
قیاس ہے اسواسطے یہہ بات بھی قابل اعتماد کے نہیں مشہور بات جو صحیح بھی معلوم
مرآت آفتاب نما — ہوتی ہے یہہ ہے کہ راجہ ڈہلو قنوج کے راجہ نے اس سبب سے کہ دلی کے راجہ گذشتہ
قنوج کے تابع رہے ہیں اندرپت میں اپنے نام پر شہر بسایا جب سے اس شہر کا نام
جواہر الحروف — دہلی مشہور ہوا بلکہ اصلی نام دہلی کا دہلو ہی ہے چنانچہ امیر خسرو نے جلال الدین فیروز شاہ کو
خطاب کرکر دہلو کا لفظ ایک شعر میں باندھا ہے شعر بانگ امیرم بخش بار از خود
بفرما بار گیرش با بفرمان دہ کہ گردون شد نشیم و دہلو روم * راجہ دہلو راجہ پور
یعنی فور راجہ کمایون کی ہم عصر تھا اور اوسیکی لڑائی میں مارا گیا اور قنوج تک
لب التواریخ — راجہ فور کا عمل ہوگیا اوسکے بعد سکندر شاہ ماسیدن یعنی مقدونیہ نے
راجہ فور پر ستلج کی کنارہ فتح پائی اور گنگا کی کنارہ تک یعنی قنوج تک
عمل کرلیا یہہ واقعہ میں ہوا تھا ۳۲۸ سال قبل حضرت مسیح ہوا کہ تخمیناً یہی زمانہ

دلی

دہلی شہر بسنی کا خیال ہو سکتا ہی

نمبر ۳ پرانا قلعہ

یہہ پرانا قلعہ جو شہر شاہجہان آباد کی جنوب کو مایل بشرق دلی دروازہ کے
باہر دو میل کی فاصلہ پر واقع ہی یہی قلعہ ہی جسکو راجہ انکپال تونور نے اپنے آئین اکبری جلد ۲ صفحہ التواریخ
عہد حکومت مین بنایا اور بعضی تاریخ کی کتابون مین مسلمان بادشاہون کے عہد مین
اسی قلعہ کو قلعہ اندرپت لکہا ہی اس راجہ نی اس قلعہ کی دروازہ پر پتہر کے زینت ... خسرو
دو شیر بنائی تہی اور اونکی پہلو مین کانسی کی گہنٹی لٹکائی تہی جو فریادی حاجت
راجہ تک بلا مزاحمت جانا چاہتا تہا اون گہنٹون کو بجاتا راجہ اونکی آواز سنکر
اوسکو بلا لیتا اور انصاف کرتا ۱۰۹۱ سنہ ہجری مطابق ۱۶۸۰ع تک یہہ شیر موجود تہے
تہی الا اب نہین ہین معلوم نہین کہ کب ٹوٹی آئین اکبری مین اس قلعہ کا بنانا اور راجہ
انکپال تنور کا راجہ ہونا سمت ۴۲۹ بکرماجیت مطابق ۳۷۲ع مین لکہا ہی اور اس کتاب پر
بہروسا کرکر ایک تاریخ والی نی اسی سن کو نقل کر دیا ہی مگر تحقیق کرنیکی بعد
معلوم ہوتا ہی کہ یہہ سن بالکل غلط ہی کیونکہ اوسی کتاب مین لکہا ہی کہ سمت ۴۲۹ سے
سمت ۸۴۷ تک تنورون کی خاندان مین بیس آدمیون نی راج کیا اوسکی بعد
سمت ۸۴۸ مطابق ۷۹۱ سنہ عیسوی مین بسلدیو چوہان راجہ ہوا اور اوسکی سات پشت نی
رای پتہورا تک ایک سو چہانوی برس سات مہینہ راج کیا اور رای پتہورا کو جو ان مین کا
اخیر ساتوان راجہ تہا سلطان شہاب الدین غوری نی مارا اور مسلمانون نی

کہہ دینی میں بکورت چلی گئی یہہ بیان تو ٹہیک لیکن اگر یہہ سمت صحیح مانا جاوے
تو لازم آتا ہی کہ سمت ۱۲۴۳ بکرماجیت مطابق ۱۱۸۶ عیسوی موافق سنہ ۵۸۲ ہجری میں سلطان
شہاب الدین غوری دلی میں آیا ہو اور یہہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ سلطان
شہاب الدین کا دلی کو فتح کرنا اور رای پتہورا کا مارا جانا قطعی سنہ ۵۸۹ ہجری مطابق
۱۱۹۳ عیسوی موافق سمت ۱۲۴۹ بکرماجیت کی ہی اور معتبر تاریخون میں بہی یہی سنہ لکہے تاج المآثر
ہین اور مسجد قوۃ الاسلام کی شرقی دروازہ پر بہی یہی سنہ کندہ ہی
اور خود آئین اکبری میں بہی یہی سنہ ایک برس کی زیادتی سی یعنی سنہ ۵۸۸ ہجری
لکہہ رکہی ہین پس ظاہر ہی کہ یہہ بات جس سی سلطان شہاب الدین کا دلی میں آنا
سنہ ۵۸۲ ہجری مطابق سنہ ۱۱۸۶ عیسوی میں نکلتا ہی بالکل غلط ہی صحیح حساب سی ثابت ہوتا ہی
کہ راجہ انگپال تونور سمت ۷۳۳ بکرماجیت مطابق ۶۷۶ عیسوی موافق سنہ ۵۷ ہجری کی دلی میں
راجہ ہوا اور اوسنی یہہ قلعہ بنایا جسکو اب تک گیارہ سو چہتر برس کا عرصہ گذرتا ہی
اور اسی بات کو ہم صحیح جانتی ہین اور سلطان شہاب الدین کا بہی دلی میں آنا اسی
حساب سی صحیح پڑتا ہی

دین پناہ

اکبر نامہ نصیر الدین ہمایون بادشاہ نی قلعہ کالنجر اور چنار گدہ کی فتح کی بعد سنہ ۹۴۰ ہجری
مطابق ۱۵۳۳ عیسوی کی اس قلعہ کو از سر نو درست کیا اور نئی سر سی شہر بسایا
اور دین پناہ اسکا نام رکہا چنانچہ اوس زمانہ کی منشیون نی [illegible] شہر بادشاہ دین پناہ

اوکی

اونکی تاریخ کہی ہی تفصیل اس قلعہ کی یون ہی اور یہہ بہی نہایت مضبوط اور بہت
عریض بنی ہوئی ہی لیکن اب بہت جگہہ سی توٹ گئی ہی اور اکثر برج بہی گر پڑی ہین
اس قلعہ کی اندر کی مکانات بہی بالکل منہدم ہوگئی ہین اور اندر بہت سی
زمینداروں نے کچی کچی مکان بنالئی ہین اگلی عمارتون مین سی ایک مسجد اور ایک
شیر منڈل باقی رہ گیا ہی اس قلعہ کی تین دروازہ بڑی اور چار کہرکیان ہین
ایک دروازہ اس قلعہ کا جو شمال غرب کی طرف ہی مدت سے بند ہی اور لوگ
اوسکو طلاقی دروازہ کہتی ہین مشہور ہی کہ ایکدفعہ کوئی بادشاہ اس دروازہ سے
کسی مہم پر چڑہا تہا اور یہہ دروازہ اسلئی بند کردیا تہا کہ اگر بی فتح کی اس دروازہ کو
کہولین تو اونپر طلاق ہی مگر یہہ افواہ ہی کچہہ قابل اعتماد کی نہین اس قلعہ سی ملا ہوا
جانب غرب دریا بہتا تہا اب بہت دور جا پڑا ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ چارون طرف قلعہ کی دریا کا پانی بہر دیا تہا اور دروازون کی سامنی پل
بنائی تہی چنانچہ ابتک غربی دروازہ کی آگی ایک پل بنا ہوا موجود ہی شیر شاہ نی
بہی اپنی زمانہ بادشاہت مین اس قلعہ کی ترمیم کی اور کچہہ مکانات بنائی اور
اسی سبب سے شیر شاہ کی وقت مین یہہ قلعہ شیرگڈہ کی نام سی مشہور ہو گیا تہا
یہہ عمارت جو اب توتی ہوئی دکہائی دیتی ہی غالب ہی کہ ہمایون بادشاہ
اور شیر شاہ کی ہو کیونکہ انگپال تنور کی زمانہ کی عمارت کا اس ہیئت پر باقی رہنا
بسبب امتداد زمانہ کثیر کی خیال مین نہین آتا

۱ تاریخ مرزا ہدایت اللہ خان
نبیرہ زادہ خان اعظم مرزا کوکا
جو سنہ ۱۰۹۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶[illegible]ع
اوائل عہد عالمگیر مین تصنیف
ہوئی ہے ●

نمبر ۴۲

قلعہ رای پتہورا

جبکہ تورون کی قوم سے دلی کی حکومت باقی رہی اور چوہانون کی پہونچے اور رای پتہورا راجہ ہوا اوسنی سمت ۱۲۲۰ اکہزار دوسو بکرماجیت مطابق خلاصۃ التواریخ
سنہ ۱۱۴۳ عیسوی موافق سنہ ۵۳۹ ہجری مین یہہ قلعہ بنایا اگرچہ اس زمانہ مین یہہ قلعہ بالکل منہدم ہوگیا ہی لیکن کہین کہین توٹی پہوٹی فصیل باقی رہ گئی ہی یہہ قلعہ ایک چہوٹی سی پہاڑی پر بنا ہی اور اسکے گرد پہاڑ و زمین خندق بنائی تہی اور اس خندق مین تمام جنگلونکا پانی گہیر کر ڈالا تہا کہ بارہ مہینہ اسمین پانی رہتا تہا اب بہی کہین کہین پانی کی رکاوٹ کی بند پائی جاتی ہین دیوار غربی اس قلعہ کی کچہہ کچہہ قایم ہی اور اسیطرف کی خندق بہی باقی ہی اور غزنین دروازہ بہی دہیر معلوم ہوتا ہی سینی اسطرف کی دیوار کو اسطرلاب کی عمل سی ناپا تو مین ۶۰ ساٹہہ فٹ بلند خندق کی زمین سی پایا پس مین اسی معلوم نہین کہ اسکی نیچے اور کسقدر بلند تہی جو توٹ گئی اس قلعہ کی فصیل کا آثار بہت چوڑا ہی پہلی تو خندق کیطرف سی فصیل اور برج چنی ہین اور جہان وسکی اونچائی قلعہ کی زمین کی برابر ہوگئی ہی وہان سی ستر ۷۰ فٹ عرض چہوڑ کر اس ۷ فٹ کے آثار سی دیوار چنی شروع کی ہی اور پہر قلعہ کیطرف گیارہ فٹ کا آثار چہوڑ کر آٹہہ فٹ کی آثار سی دیوار چنی ہی اور یقین ہی کہ اسی دیوار پر کنگرہ بہی ہونگے یہہ قلعہ ایک مدت تک دار الخلافہ مسلمان بادشاہونکا بہی رہا چنانچہ سلطان

قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش بہی اسی قلعہ مین تہی سنہ ۶۸۹ ہجری
مطابق سنہ ۱۲۹۰ عیسوی مین جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی نی کیلوکہری مین نیا
شہر آباد کیا تو یہہ شہر پرانی دلی کی نام سی مشہور ہوا چنانچہ تاریخ کی کتابون مین — تاریخ فرشتہ
لکہا ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سی لوگون نی بیعت کی
تو نئی شہر سی لاکر پرانی دلی مین اگلی بادشاہون کی تخت پر بٹہایا اور
اوس زمانہ کی اگلی بادشاہون کا قصر سفید تہا جو رای پتہورا کی قلعہ مین
سلطان قطب الدین ایبک نی بنایا تہا اس تمہید سی ثابت ہوا کہ تورک
تیموری مین جس قلعہ کو قلعہ کہنہ لکہا ہی وہ یہی قلعہ ہی

غزنین دروازہ

اس قلعہ کی جانب غرب مین ایک بہت بڑا دروازہ تہا معلوم نہین کہ راجہ
پتہورا کی وقت مین اوسکا کیا نام تہا مگر مسلمانون کی وقت مین اوسکو غزنی دروازہ — تاریخ فیروز شاہی ضیا برنی
کہتی تہی اسواسطی کہ غزنی کی فوج اسی دروازہ سی اس قلعہ مین داخل ہوئی تہی اس — تورک تیموری
دروازہ کی سوا اس قلعہ کی نو دروازہ اور تہی

قصر سفید

اسی قلعہ رای پتہورا مین سلطان قطب الدین ایبک نی اپنی زمانہ بادشاہت مین
جو سنہ ۶۰۲ ہجری مطابق سنہ ۱۲۰۵ عیسوی سی شروع ہوا تہا ایک محل بنایا اور اوسکا — تاریخ فرشتہ
قصر سفید نام رکہا اور یہہ وہی قصر ہی جسمین ملک اختیار الدین ایتگین وزیر

معز الدین بہرام شاہ کا عین دربار کیوقت ۶۳۹ سنہ ہجری مطابق ۱۲۴۱ سنہ عیسوی مین مارا گیا اور اسی قصر مین سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش تخت پر بیٹہا اور اسی قصر مین سلطان ناصر الدین کیوقت مین ۶۵۹ سنہ ہجری مطابق ۱۲۵۹ سنہ عیسوی مین ہلاکو خان کا ایلچی آیا اور اوسکی ملازمت کیوقت آراستہ دربار ہوا کہ چشم فلک نی بہی نہ دیکہا ہوگا اور اسی قصر مین سلطان غیاث الدین بلبن تخت پر بیٹہا مگر اب اس قصر کا نشان نہین پایا جاتا

نمبر ۵ کوشک لال

اس کوشک کو سلطان غیاث الدین بلبن نی اپنی بادشاہ ہونی سی پہلی بنایا تہا اور جب وہ بادشاہ ہوا تو اسی کوشک کی پاس قلعہ مرزغن بنایا تاریخ کی کتابون مین لکہا ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سی دلی کی رئیس ناموافق ہوگئے اور کیلوکہری مین سی لاکر اپنی دلی کی تخت پر بٹہایا تو بادشاہ وہان سی لال کوشک مین آیا اور اوسکے دروازہ پر پیادہ ہوا امرا نے عرض کیا کہ آپ سواری پر سے کیون اوترتی ہین سلطان نی کہا کہ یہہ کوشک میری آقا سلطان غیاث الدین بلبن کا بنوایا ہوا ہے کہ اوسنے بادشاہ ہونی سی پہلی بنایا تہا مجہی لازم ہے کہ جو ادب اوسکا اوس زمانہ مین کرتا تہا اب بہی کرون اس تمہید سی معلوم ہوا کہ یہہ کوشک ۶۶۴ سنہ ہجری مطابق ۱۲۶۵ سنہ عیسوی سی دس پانچ برس پہلے کا بنا ہوا ہے کہ بادشاہ ہونی کی بعد بہی بہہ بادشاہ اکثر اسی کوشک مین رہتا تہا اور اوس زمانہ مین اوسکو

تاریخ فرشتہ ۱

تاریخ فرشتہ ۲

اوسکو شکار کا شوق تہا اکثر پہر رات رہی تک اوسی کوشک مین ہی سوتا تہا
اور سلطان علاؤالدین خلجی کوشک سبزی بنانی سی پہلی اسی کوشک مین رہتا تہا — تاریخ فیروز شاہی ضیاء برنی
اور سلطان غیاث الدین تغلق شاہ اسی کوشک مین تخت پر بیٹہتا تہا اس کوشک — تاریخ فرشتہ
کی عمارت کی تفصیل کسی کتاب مین نظر نہین پڑی کہ کس قطع کی عمارت تہی
لیکن اب اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ سلطان جی کی درگاہ کی پاس لال محل کرکی
جو عمارت مشہور ہی یہہ اسی کوشک مین کا ایک ٹکڑا ہی یہہ محل بہت خوشنما
سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی ستون لگا کر دو منزلہ عمارت بنائی ہی لیکن
اب بہت خراب ہی اور دن بدن اور خراب ہوتا جاتا ہی اس محل مین
چند قبرین بہی بن گئی تہین اور اس سبب سی یہہ شبہہ پڑتا تہا کہ شاید یہہ عمارت
کوشک لال نہو مگر اب یہہ شبہہ نہین ہی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب یہان
قبرستان بننا شروع ہوا تو رفتہ رفتہ لوگون نی اس محل مین بہی کہ ویران
پڑا تہا قبرین بنا دین

نمبر ۶ — قلعہ مرزغن

بعد اسکی جب سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ ہوا تو اوسنی سنہ ۶۶۶ ہجری مطابق — آئین اکبری و خلاصۃ التواریخ
سنہ ۱۲۶۷ع مین اوسی کوشک لال کی پاس ایک قلعہ بنایا اور اوسکا مرزغن نام
رکہا کہ اب غیاث پور کر کر مشہور ہی اور سلطان المشایخ نظام الدین اولیا کا
وہین مزار ہی لکہا ہی کہ سلطان غیاث الدین بلبن کی عہد مین یہہ دستور تہا کہ جو مجرم

اس قلعہ مین جا رہتا تہا تو وہان سی نکرتی تہی لیکن اسکا سبب معلوم نہوا کہ اس قلعہ کا یہہ نام کیون کہا اسواسطہ کہ مرغزن اور مرزغن کی معنی دریافت نہین مگر اس مقام کی مناسب نہین کچہہ عجب نہین کہ بادشاہ نی یہہ نام رکہا ہو ایک مدت بعد کسی سبب سی لوگون نی اُس نام سی مشہور کر دیا ہو اور اصل نام اسکا غیاث پور ہی ہو جیسی اب مشہور ہی

انتخاب الشہورت
یکچند سیار

نمبر ۷ کیلوکہری یا قصر معزی

اس قلعہ کو سلطان معز الدین کیقباد نی ۶۸۶ ہجری مطابق ۱۲۸۷ عیسوی مین بنایا اور کیلوکہری کا نونکا نام تہا چنانچہ اب بہی ہمایون کا مقبرہ اسی قلعہ کی زمین مین ہی لا قلعہ کا کچہہ نشان نہین رہا سلطان جلال الدین فیروز خلجی نی اس قلعہ مین ناتمام اور بہی عمارتون کو بنایا تہا تاریخ کی کتابون مین اس قلعہ کا قصر معزی بہی نام لکہا ہی اور حضرت میر خسرو نی اسی قلعہ کی تعریف قران السعدین مین لکہی ہی شعر قصر نکویم کہ بہشتی فراخ ، روضہ طوبی در او بی شاخ

آئین اکبری و خلاصۃ التواریخ و تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

نمبر ۸ کوشک لال یا نیا شہر

یہہ کوشک لال بہی سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا بنایا ہوا ہی اور اسکا دوسرا نام نیا شہر یون ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی بادشاہ ہوا اور ۶۸۸ ہجری مطابق ۱۲۸۹ عیسوی مین تخت پر بیٹہا شہر کی رئیسون کی طرف سی مطمئن نہ تہا اسلئی کیلوکہری مین رہنا اختیار کیا اور جو اوسکی ناتمام عمارتین تہین انکو پورا کیا

تاریخ فرشتہ

اور خود

نے ندی دریا کی کنارے ایک باغ اور ایک حصار کچا اور تھوڑی سی اور ایک مسجد اور بازار بنا کر شہر آباد کیا اور نیا شہر اوسکا نام رکھا اور سب بادشاہ اور امیر وہان رہنے لگے تو یہ شہر نئی دلی کے نام سے مشہور ہو گیا اور سچ ہے کہ یہ کوشک لال بھی تھا نسخہ تقویم چنانچہ امیر خسرو نے اس کوشک کی بہی تعریف کی ہی اور یہ شعر اوسی مین کی ہی شعر شہ بنا در شہر نو گردی حصارے * کہ رفت از کنگرہا تا قمر تنگ

کوشک سبز

اسی کوشک کی پاس اس بادشاہ نے ایک اور محل بنایا تھا جسکو کوشک سبز کہتی تھی جب اس بادشاہ کو اوسکے بھتیجے علاؤالدین عرف سلطان علاؤالدین خلجی نے کڑہ مانکپور مین گنگا کی کنارے کشتی مین سی اوترتی وقت مار ڈالا تو اوسکا بیٹا شاہزادہ قدر خان عرف رکن الدین ابراہیم شاہ اسی کوشک مین تخت پر بیٹھا اور ان دونو کوشکون کا نشان اب نہین پایا جاتا تاریخ فرشتہ بالکل ٹوٹ کر برابر ہو گئی ہین

نمبر ۹ دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سیری

یہ قلعہ سلطان علاؤالدین خلجی کا بنایا ہوا ہے اسکا حال یون ہے کہ سنہ ہجری تاریخ فرشتہ و تاریخ علائی مطابق سنہ ع مین اس بادشاہ نے قلعہ چتور پر چڑہائی کی اور بہت سی فوج جانب بنگالہ قلعہ ورنگل پر بہیجی طرغی نویان یعنی مغلون نے دلی کو خالی آئین اکبری سمجھ کر ایک لاکھ بیس ہزار سوار سے دلی کو آن گھیرا تھا آخر کو بہت لڑائیون کے بعد

تاریخ فیروز شاہی ضیاء برنی و تاریخ فرشتہ

بر بادشاہ کی فتح ہوئی ویسکے بعد بادشاہ نی اس قلعہ کو بنایا اور یہیں مقام
سیری ایک گانو تہا اس سبب سے اسکو قلعہ سیری بہی کہتی ہیں اور شیر شاہ

خلاصۃ التواریخ

کے وقت مین یہہ قلعہ کو سکہ شیری کرکر مشہور تہا اس قلعہ کو بادشاہ نے

تزک تیموری

مدور بنایا تہا اور اوسکی دیواریں چونی اور پتہر اور اینٹ سی نہایت مضبوطی سے

تاریخ فرشتہ و تاریخ علائی

بنائی تہین اور اس قلعہ کی سات دروازہ نکالی تہی ہنوز یہہ قلعہ بن چکا تہا
کہ دوبارہ مغلون سے لڑائی ہوئی اور آٹہہ ہزار مغلو نکا سر کاٹ کر اس قلعہ کے
دیوار مین پتہرون کی جگہہ چن دیا تہا اگرچہ یہہ قلعہ بالکل منہدم ہو گیا ہے

تاریخ شیخ عبدالحق و مرآۃ آفتاب نما

مگر قطب صاحب کو جاتی ہوئی بائین ہاتہہ کو کچہہ کچہہ نشان پایا جاتا ہے بموجب
مطابق ۱۵۴۱ع کی شیر شاہ نی اس شہر کو ویران کرکر نیا شہر قدیم شہر کی پاس
یعنی اندرپت کی پاس دریا کی کنارہ آباد کیا اور اب اس جگہہ ایک گانو بنام شاہ آباد
آباد ہے

قصر ہزار ستون

تاریخ فرشتہ

اسی سال مین اسی قلعہ کی اندر بادشاہ نی ایک محل بنایا تہا اور اوسمین ہزار ستون
لگائی تہی اس سبب سے اسکو قصر ہزار ستون کہتی تہی جس زمانہ مین کہ بادشاہ
اور کنک وغیرہ مغلون سی لڑائی ہوئی ہی تو بہت سی مغل بندی قید ہو کر دلی مین
آئی اور بادشاہ نی اسی قصر کی روبرو ہاتیون کی پاؤن تلی اونکو روندوا
اور اونکی سر کاٹ کر قلعہ کی دروازہ کے آگی بہت بڑا ڈہیر لگایا کہ چند سال تک
دکہا

اوسکا نشان باقی تہا اور جب راجہ بلال دیو والی کرناٹک پر فتح ہوئی و ملک نایب
اور خواجہ حاجی ۷۱۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۱ سنہ عیسوی کی وہان کی فتوحات لیکر آئی تو
تین سو بارہ ہاتی فیل اور بیس ہزار گہوڑی اور چہیانوین من سونا اور روپی اور موتی
اور جواہرات کی صدہا صندوق اسی قصر مین بادشاہ کی پیش کش کئی گئے
تہی اور جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ عرف غازی الملک نی ناصر الدین — تاریخ فرشتہ
خسرو شاہ پر فتح پائی تو اسی قصر مین آیا اور تعزیت سلطان قطب الدین
اور اوسکی بہائیونکی کی

تغلق آباد — نمبر ۱

جبکہ نوبت سلطنت کی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ تک پہونچی اوسنی — آئین اکبری و تاریخ فرشتہ
۷۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۲۱ سنہ عیسوی کی قلعہ اور شہر تغلق آباد بنانا شروع کیا اور طرح
طرحکی عمارتون سی مرتب کیا جس زمانہ مین کہ خبر فتح ہونی ملک تلنگ اور قلعہ
ورنگل المعروف بسلطان پور بادشاہ کو پہونچی ہی یعنی ۷۲۳ سنہ ہجری مطابق ۱۳۲۳ سنہ عیسوی
مین تو یہہ قلعہ اور شہر بالکل تیار ہو چکا تہا اور اس خبر کی خوشی مین دلی اور — تاریخ فرشتہ
قلعہ اور شہر تغلق آباد مین بہت دہوم سی روشنی ہوئی تہی یہہ قلعہ پہاڑ پر
واقع ہی اور نہایت مستحکم اور بہت نفیس بنا تہا عمارت اسکی بالکل چونی
اور سنگ خارا کی بنائی ہی لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہی اکثر حصہ
فصیل قلعہ کی ٹوٹی پہوٹی قایم ہی مگر اندر کی مکانات بالکل ٹوٹ گئی ہین

که نام و نشان کت نہین بجز زمین ور تہہ وکی ڈہیر کی اور کچہہ نہین معلوم ہوتا
قلعہ کی بیچون بیچ ایک بہت بلند مکان بنا ہے بادشاہ کی سیر کا تہا اوسکو
جہان نما کہتی تہی یہہ قلعہ اور شہر اس طرح پر ملا کر بنایا تہی کہ سارا شہر اور قلعہ ایک
قلعہ معلوم ہوتا ہے اور خیال کیا جاتا ہی کہ اتنا بڑا قلعہ اور کوئی نہو گا مشہور ہے
کہ اس قلعہ اور شہر کی چہپن کوٹ اور باون دروازہ ہین اور کچہہ عجب نہین
کہ ایسا ہی ہو مگر بسبب شکستہ ہو جانے مکانات اور دیوار کے ہم شمار نکر سکے
یہہ قلعہ شہر شاہجہان آباد سی جانب جنوب یہہ کوس کے فاصلہ پر راجہ نہر سنگہ
بلم گدہ والی کی عملداری مین واقع ہے

نمبر ۱۱ عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزار ستون

جبکہ سلطان محمد تغلق شاہ عرف فخر الدین جونا غیاث الدین تغلق شاہ کا بیٹا بادشاہ ہوا
اوسنی ۷۲۵ سنہ ہجری مطابق ۱۳۲۵ سنہ عیسوی مین قلعہ تغلق آباد کی پاس بنا اور محمد آباد
یا عادل آباد اوسکا نام رکہا اور ہزار ستون سنگ مرمر کے اسمین لگائے تہی
اسی سبب سے عمارت ہزار ستون بہی کہتی تہی اور جو کہ اس بادشاہ نی اپنا لقب
سلطان محمد عادل تغلق شاہ رکہا تہا اس سبب سے محمد آباد اور عادل آباد بہی
کہتی تہی یہہ قلعہ ایک چہوٹی سی بلند پہاڑی پر واقع ہی ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ مکان صرف بطور سیرگاہ کی بنایا تہا کیونکہ قلعہ تغلق آباد کی جانب جنوب
پہاڑونکی بیچمین ایک میدان ہی کہ اوسمین ہمیشہ پانی رہتا تہا اس بادشاہ نی

آئین اکبری

بند

بنی ہی اسکی جانب جنوب جو ٹیلی سی پہاڑی پر کہ عین وسط پانی کی تہا
واقع تہی یہہ قلعہ بنایا اور شہر تغلق آباد کی دروازہ اس قلعہ کی دروازہ تک
ایک پل بنایا اور جانب جنوب اوس سے ان کی مقبرہ تغلق شاہ بنایا ہی اور اوسکے
دروازہ اور قلعہ کی دروازہ مین بہی پل بنا دیا ہی اور اگلی قلعہ کی دیوار
شمالی پر مشرف بہ آب عمارت ہزار ستون بنائی تہی اور سنگ مرمر کی ستون
لگائی ہی اگرچہ اس قلعہ کی سب عمارت بالکل ٹوٹ گئی ہی اور اوس عمارت ہزار ستون کا
بہی نام و نشان نہین باقی ہی جو اس قلعہ کو دیکہا تو نظر قطع اور وضع تعمیر
مکانات کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عمارت ہزار ستون کی مشرف بآب
اس قلعہ کی بنی ہوئی تہی جس نظر پر کہ بارہ دری بنانیکا دستور ہی اوس مین
کچہہ شک نہین معلوم ہوتا کہ وہ عمارت دو منزلی تہی بلکہ اگر سہ منزلی ہو
تو بہی کچہ عجب نہین اوس زمانہ کی مورخون نی اس قلعہ کی تعمیر کی تاریخ
فادخلوہا لکہی ہی بعضون کو یہہ شبہہ پڑا ہے کہ یہہ وہی محل ہی جسکی گرنے کی
سبب سلطان غیاث الدین تغلقشاہ مرا تہا یہہ بات بالکل غلط ہی وہ محل جو تہا
تین دن کی عرصہ مین اس بادشاہ نی سنہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی مین موضع
افغانپور کی قریب اپنی زمانہ ولیعہدی مین بنایا تہا کہ وہ کہانا کہانی کی
وقت بسبب نو دانی کی بجلی کی صدمہ سے سلطان غیاث الدین تغلقشاہ پر
گر پڑا تہا اور یہہ قلعہ وہ ہے جو اس بادشاہ نی اپنی تخت پر بیٹہنی کی بعد بنایا ہی

تاریخ فیروزشاہی ضیاء برنی

نمبر ۱۲ جہان پناہ

جبکہ سنہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۵ع کی سلطان محمد تغلقشاہ عادل آباد کی بنانی سی
تاریخ فرشتہ — فارغ ہوا تو اوسنی قلعہ علائی سی قلعہ رای پتہورا تک جو سلطان جلال الدین
تزک تیموری — فیروز خلجی کیوقت سے پرانی دلی کی نام سی مشہور تہا دو دیوارین شہر پناہ کی طور پر
کہچین تہین ایک سرا اون دیوارونکا اسی قلعہ علائی یا کوشک سیری سی
فتوحات فیروز شاہی — ملادیا تہا اور دوسرا سرا قلعہ رای پتہورا سے اور اوسکا نام جہان پناہ رکہا تہا
اور یہہ تینون قلعہ یعنی قلعہ رای پتہورا یا دہلی کہنہ و قلعہ علائی یا کوشک سیری
تزک تیموری — اور جہان پناہ ملکر ایک قلعہ ہوگیا تہا اور تینون قلعون کے میں دروازے
تیرہ تو جہان پناہ کی سات تو جنوب کیطرف مایل بشرق اور چہہ بجانب شمال
مایل بمغرب اور قلعہ علائی یا کوشک سیری کی سات دروازہ تہی چار تو
باہر کیطرف کہلتی تہی اور تین جہان پناہ کی شہر کی اندر کہلتی تہی اور قلعہ رای پتہورا
یا دہلی کہنہ کی دس دروازہ تہی چہہ تو باہر کیطرف کہلتی تہی اور چار جہان پناہ کے
شہر کی اندر کہلتی تہی اور یہہ بہت بڑا شہر آباد ہو گیا تہا سنہ ۸۰۱ ہجری مطابق سنہ ۱۳۹۸ع
کی تیمر شاہ کیوقت مین ویران ہوا

کوشک بجی منڈل یا بدیع منزل

انتخاب جہاندار — یہہ عمارت درحقیقت ایک برج ہی قلعہ جہان پناہ کا مگر اس برج کو محمد عادل
تغلقشاہ نی بہت نفیس و لطیف بنایا تہا برج کی اوپر چار دروازونکا کمرہ و اسکی
دیوار

دیواروں میں اوسی جا بجا نکار رستہ ہی وہ کیے اور اگلی زمانہ میں سنگین بہت ہی خوشنما
بارہ دری ہی مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہی اس برج پر بیٹھہ کر حوض کی سیر لی
جاتی ہی سلطان سکندر لودی کی وقت میں شیخ حسن طاہر اسی برج میں آ کر رہی تھے
اس برج کی پاس جو قبرستان ہی وہ اونکا اور اونکی اولاد کا ہی سنہ ۹۰۹ ہجری
مطابق سنہ ۱۵۰۳ع کی انکا انتقال ہوا تہا اور شیخ ضیاء الدین خلیفہ شیخ شہاب الدین
سہروردی برج کا ہی اسکی پاس مزار ہی

نمبر ۱۳ کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ

جبکہ نوبت سلطنت کی فیروز شاہ تک پہونچی اوسنے سنہ ۷۵۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۴ع تاریخ فرشتہ
... کی کنارہ موضع گاوین میں اس کوشک کو بنایا اور اوسکے تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف
متصل شہر بسایا اور اس کوشک میں تین نقب بنائی تہین کہ اپنی محل کی عورتون آئین اکبری
سمیت سواریون پر اوسمین چلی جاتی تہی ایک نقب دریا کی طرف تہی پانچ جریب
لمبی ایک جہان نما کیطرف تہی دو کوس لمبی اور ایک پرانی دلی کی طرف تہی
پانچ کوس لمبی اور واضح ہو کہ پرانی دلی سی قلعہ اور شہر رای پتہورا مراد ہی
کیونکہ تیسری نقب اسی جانب کو ہی اور بیچ بیچ مین آدمی نشان کری ہین جگہہ
نقب بیچ منزل اور حوض خاص تک جاتی ہی راجہ اشوک کی لاٹہہ جسکا حال
تیسری باب مین دیکہو موضع توبرہ پرگنہ ساڑہورہ ضلع خضرآباد سی لاکر
فیروز شاہ نی اسی کوشک مین کہڑی کری ہی

شہر فیروز آباد

اسی بادشاہ نے ایسے سن میں پرانی دلی کے پاس تھوڑے فاصلہ پر اس قصر سے ملا ہوا
ایک شہر آباد کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہہ شہر بہت بڑا اور نہایت درجہ آباد ہو گیا
قطر اس شہر کا پانچ کوس طولانی تھا اب جو یہہ شہر شاہجہان آباد ہے اس میں سے بہی
ترکمان دروازہ کا سارا تھانہ اور بلبلی خانہ کا سارا محلہ جہاں سلطان رضیہ کی
قبر ہے اور بہوجلا پہاڑ نکا تھا یہہ سب فیروز آباد کے شہر میں داخل تھے اور کالی مسجد
جو اب شہر شاہجہان آباد کی چار دیواری کے اندر واقع ہے اوسی شہر میں کی
ایک مسجد ہے غرضکہ اس شہر میں قصبہ اندپت اور سرای ملکیار پران اور
سرای شیخ ابوبکر طوسی اور زمین موضع کادین اور زمین کتہواڑہ اور زمین
ترادت اور زمین اندہاولی اور زمین سرای ملکہ اور زمین مقبرہ سلطان رضیہ
یعنی محلہ بلبلی خانہ اور زمین پہاڑی یعنی بہوجلا پہاڑی اور زمین نرولہ اور زمین
سلطانپور وغیرہ اٹھارہ گانوں تھے شہر کی آبادی میں آگئے تھے اور ہر طرحکی چیز اور
ہر محلہ میں جانیکو کرایہ کی سواری یہاں ملتی تھی اتنا بڑا یہہ شہر تھا کہ جب تیمور
یہاں آیا تو اوسنے شہر کے دروازے کے باہر خیمہ کہڑے کئے تو وہاں سے
حوض خاص جہاں فیروزشاہ کی قبر ہے قریب تھا راجہ مانسنگہ نے گوالیر کے قلعہ
کے نیچے ایک محل بنایا تھا اور بادل گڑہ اوسکا نام رکہا تھا اوس جگہہ کانسے کا
ایک بیل بنا ہوا تھا کہ مدت سے ہندو اوسکو پوجتے تہے سلطان ابراہیم لودی نے

اوسکو

تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

ظفرنامہ شرف الدین علی یزدی

اور جنگو نسیح کیا تو اوس پل کو وہان سی لا کر اس شہر کی بغدادی دروازہ پر لگایا تہا — تاریخ فرشتہ

اور اکبر کی وقت تک وہ پل موجود تہا

نمبر ۱۴ کوشک جہان نما یا کوشک شکار

اسی بادشاہ نی اپنی عمارتون کی سات شہر فیروزآباد سی تین کوس کی فاصلہ پر ایک محل بنایا تہا اور اوسکا نام جہان نما رکہا تہا اور اوسکی پاس پہاڑ پر نکا پانی روکنی کو ایک بند پختہ بنایا تہا کہ اوسکی دیوارین کہین کہین اب بہی موجود ہین عمارت درحقیقت شکارگاہ ہی اور کوشک فیروزآباد سی اس عمارت تک ایک نقب بنائی ہی دو کوس کی لنبی کہ اوسمین سی سواری محل کی عورتون سمیت چلا جاتا تہا رفتہ رفتہ اس کوشک کی پاس بہی اکثر امرا نی مکانات بنائی تہی اور یہان بہی ایک بہت بڑی آبادی ہوگئی تہی اور بندا شہر بس کیا تہا جب تیمور اول اول لونی کی جانب سی دلی مین آیا یعنی ۸۰۱ ہجری مطابق ۱۳۹۸ع تو اسی کوشک کی مقابل لشکر اوترا تہا اور اوسنی اشوکا کی دوسری لاٹہ جسکا ذکر تیسری باب مین آویگا نواح میرٹہ مین سی لا کر فیروز شاہ نی اسی کوشک مین کہڑی کی تہی اگرچہ یہہ کوشک بالکل ٹوٹ گیا ہی مگر ایک مکان کا نمونہ باقی ہی

آئین اکبری و تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

توزک تیموری

نمبر ۱۵ خضرآباد

دلی سی امیر تیمور کی جانی کی بعد جب خضر خان ایالتاً علی بادشاہ ہوا

اوسنی سنہ ۸۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۴۱۸ع دریا کی کنارہ ایک شہر بسایا اور اوسکا نام بنایا
مگر اب اس قلعہ کا پتا نہین معلوم ہوتا کچھہ عجب نہین کہ موضع خضر آباد جو
اس زمانہ مین مشہور ہی وہی شہر خضر آباد ہو مگر یہہ بات مشہور ہی کسی
تاریخ کی کتاب سی اسکا پتا نہین ملا

نمبر ۱۶ مبارک آباد

تاریخ نوشتہ جبکہ سلطان مبارک شاہ خضر خان رایات اعلی کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسنے سنہ ۸۲۴ ہجری
مطابق سنہ ۱۴۲۱ع کی ایک قلعہ اور شہر بنانا شروع کیا اور مبارک آباد اوسکا نام رکھا
اور اوس قلعہ کی عمارت دیکھنی کو خود بادشاہ جایا کرتا تہا ہنوز عمارت تمام
ہونی نہین پائی تہی کہ امرانی مخالفت کرکی اسی قلعہ مین بادشاہ کو مار ڈالا
اور محمد شاہ کو تخت پر بیٹھایا عوام الناس اس قلعہ کو وہان جانتی ہین جہان اس
بادشاہ کا مقبرہ صفدر جنگ کی مقبرہ کی سامنی ہی چنانچہ وہ گانو بہی مبارک پور
کوٹلہ کرکر مشہور ہے لیکن ہماری رای مین تاریخ کی کتابون پر غور کرنی سی معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ افواہ غلط ہی کیونکہ اوس بادشاہ نی یہہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارہ پر
بسایا تہا اور اوس زمانہ مین دریا مبارک پور کوٹلہ کی نیچی ہرگز نہین بہتا تہا
کیونکہ اوس سی پہلی کی اسکے پاس عمارتین موجود ہین بلکہ ہماری نزدیک یہہ شہر
اور قلعہ دریا کے کنارہ پر اوس مقام پر ہو جہان کہ اب موضع مبارک پور ریتی
موجود ہی تو کچھہ عجب نہین بلکہ یہی بات ٹہیک معلوم ہوتی ہے

نمبر ۱۷

نمبر ۱۷ دہلی شیر شاہ

جبکہ شیر شاہ دلی کا بادشاہ ہوا اوسکو بھی نیا شہر آباد کرنیکی ہوس ہوئی اور اوسنی دہلی علائی اور کوشک سیری کو ویران کر کر اندرپت کی پاس دریا کی کنارہ ۹۴۸ ہجری مطابق ۱۵۴۱ ع میں ایک شہر آباد کیا کہ وہ شیر شاہ کی دہلی مشہور ہی یہ شہر متصل کوٹلہ فیروز شاہ آباد ہوا تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمایون بادشاہ نے جو شہر آباد کرنا شروع کیا تھا وہ بسبب لڑائی کی جو اوسکی سلطنت میں واقع ہوئی نا آباد ہونی سی رہ گیا تھا اوسی شہر کو شیر شاہ نی از سر نو آباد کیا ہو کیونکہ اوس شہر کی دیکھنی سی ثابت ہوتا ہی کہ اوس جگہہ کوئی اور ایسی جگہہ نہیں ہی کہ ہمایون کی شہر کی سوا اور کوئی شہر آباد ہوا ہو۔

تاریخ شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ

کابلی دروازہ دہلی شیر شاہ

اگرچہ اس شہر کا اب کچھ نشان نہیں ہا مگر شہر شاہجہان آباد کی دلی دروازہ کے باہر جیلخانہ سرکاری کی متصل ایک بہت خوبصورت دروازہ قایم ہی یہ دروازہ شیر شاہ کی دلی کا ہی اور اس دروازہ سی کابل کو راہ جاتی تھی اسواسطی کابلی دروازہ کہتی ہیں یہہ دروازہ چونہ اور پتھر سی بہت خوبصورت بنا ہوا ہی اور دروازہ پر جھروکہ اور نشیمن بہت خوبصورتی سی بنائی ہیں اور چونکہ اس دروازہ کی ساری سنگ سرخ کی ہی اس سبب سی عوام میں لال دروازہ کی نام سی مشہور ہی

نمبر ۱۸ سلیم گڈہ یا نور گڈہ

مرات آفتاب نما — اس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیر شاہ نی سنہ ۹۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۶ع سی پانچ برس کی مدت مین چار لاکہہ روپیہ خرچ کر کر بنایا لیکن صرف چار دیواری بننی پائی تہی کہ اسلام شاہ مر گیا اور قلعہ یون ہی رہ گیا جلال الدین اکبر بادشاہ کی

توزک جہانگیری — عہد مین مرتضی خان اکبری نی اسمین کچہہ مکانات بنائی تہی یہہ قلعہ اب تک قلعہ شاہجہان کی شمال مشرق کو دریا کی کنارہ پر موجود ہے اور جبکہ نور الدین جہانگیر بادشاہ نی اس قلعہ کی دروازہ کی آگی پل بنایا اوس وقت سی نور گڑہ کی نام سی مشہور ہوا

نمبر ۱۹ قلعہ شاہجہان

شاہجہان نامہ و مرات آفتاب نما

زہی قلعہ کاندر بنا مینوی — نہ اردی بہشت ست نی گل بدے

شہاب الدین محمد شاہجہان صاحبقران ثانی نی جب تک اکبر آباد کو دار الخلافہ رکہا سنہ ۱۲ جلوسی مطابق سنہ ۱۰۴۸ ہجری موافق سنہ ۹۶۱ ملکشاہی اور سنہ ۱۶۳۹ عیسوی کی دلی مین قلعہ بنانی کا حکم دیا اور اوسی سال بارہوین ذی الحجہ کو دریا کی کنارے سلیم گڑہ کی پاس قلعہ بننا شروع ہوا اوستاد حامد اور اوستاد احمد معمار جو اپنی فن مین یکتا تہی اس قلعہ کو بنانی لگی مگر اس کامل دلیل ہی کہ دیوان عام مین سنگین تخت کی پیچہی ایک مرقع تصاویر کا جو بعضی اٹلی کی مصوروں نے آرفیوس کی گانی کا کہینچا تہا پتہر کی پچیکاری کا نمونہ ہی جسکا حال اوسکی مقام پر بیان ہوگا یقین ہی کہ کوئی نہ کوئی یورپ کی ملک کا بہی اس قلعہ کی بنائی مین شریک تہا پہلی پہل عزت خان کو اس قلعہ کا اہتمام تہا اور پانچ مہینہ دو دن اوسکی اہتمام سی قلعہ کی بنیادین کہدین اور

کم

کرنہ سالہ شروع ہوا اور کہین کہین سی بنیاد اونچی ہی ہوئی آئی مین عزت خان
ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر مامور ہوا اور قلعہ کا اہتمام اللہ وردی خان کو سپرد ہوا
دو برس ایک مہینہ گیارہ دن مین اوسکے اہتمام سی قلعہ کی چارون طرف کی
دیوار بارہ بارہ گز اونچی ہو گئی پہر اسکا اہتمام مکرمت خان کی سپرد ہوا
اور دسوین سال جلوس مین اوسکے اہتمام سی بن چکا کل تعمیر قریب
نو برس کی ہوئی جو چوبیسوین ربیع الاول سنہ ۲۱ جلوسی مطابق ۱۰۵۸ ہجری کو واقع ہوئی
بادشاہ نی اس قلعہ مین پہلا جلوس کیا سیری اون تک یہہ قلعہ سنگ سرخ
کا بنا ہوا ہی اور ہر ایک مقام پر کنگوری اور مرغولین بہت خوبصورتی سی بنائی ہین
اس قلعہ کو ہشت پہل بنایا ہی طول اسکا ہزار گز اور عرض چھہ سو گز کا ہی جسکی
کل زمین چھہ لاکھہ گز ہوئی اس حساب سی یہہ قلعہ اکبرآباد کی قلعہ سی دوگنا ہی
فصیل اس قلعہ کی پچیس گز اونچی ہی اور گیارہ گز گہری بنیاد ہی دیوار کا آثار
بنیاد سی پندرہ گز اور اوپر سی دس گز کا ہی اس قلعہ کی جانب شرق جمنا بہتی ہی
باقی تینون طرف خندق جسکا محیط تین ہزار چھہ سو گز کا ہی پچیس گز چوڑی اور دس گز
گہری کہود کر پختہ بنا دی ہی کہ نہر کی پانی سی دن رات لبریز بہتی ہی اس قلعہ
کی بننی مین پچاس لاکھہ روپیہ خرچ ہوئی اور بعضی کتابون مین لکہا ہی کہ سو لاکھہ روپیہ مرأت آفتاب نما[۱]
خرچ ہوئی ہین پچاس لاکھہ قلعہ کی بننی مین اور پچاس لاکھہ قلعہ کی اندر کی مکانون مین

دلی دروازہ و لاہوری دروازہ قلعہ

دو دروازہ اس قلعہ کی بہت بڑی ہین ایک جنوبی دروازہ جو دلی دروازہ کے
نام سے مشہور ہی اور دوسرا غربی دروازہ جو لاہوری دروازہ کی نام سے مشہور ہی
یہ دونو دروازہ بہت خوبصورت بنی ہوئی ہین اور دروازون پر سہ دریان
بہت خوشنمائی سے بنائی ہین لاہوری دروازہ پر قلعہ دار صاحب رہتی ہین مشہور ہی
کہ ان دروازون کی آگی کچھہ اوٹ نہتی اور قلعہ مین سے نگاہ دور تک چلی جاتی تہی
اورنگ زیب عالمگیر کی عہد مین ان دونو دروازون کے آگی گہوگس بنائی گئی ہین
ان دونو دروازون کی آگی خندق پر تختہ تہا ۱۲۲۶ سنہ ہجری مطابق ۱۸۱۱ سنہ عیسوی مین
تختہ کی جگہہ پختہ پل بنائی ہین اور دونو پلون پر یہہ کتبہ لگا ہی

هو الغنی

شد جلوس والا ۱۲۲۶ سنہ ہجری ۱۸۱۱ سنہ عیسوی در عہد شاہ جمجاہ
محمد اکبر شاہ غازی صاحب قران ثانی باہتمام دلاور الدولہ رابرٹ سمتھ
بہادر دلیر جنگ پل فیض منزل تعمیر یافت

چھتہ لاہوری دروازہ

یہہ چھتہ بہی بہت خوب بنا ہوا ہی لداؤ اس چھتہ کا بہت اونچا ہی اور یہہ چھتہ بہت بڑا
لمبا ہی اور اوسمین منبت کاری بہت خوب کی ہی اور دونو طرف دو منزلہ مکان
بنی ہوئی ہین اور بیچ مین ایک چوک ہی اور اوسکی چھت روشنی کی لئی کہلی
ہوئی ہی یہہ چھتہ بازار مسقف کی نام سی بہی مشہور رہا ہی ان دروازون کے سوا

شرح مسقف

اور

اس قلعہ کی دو دروازہ اور چھوٹی چھوٹی اور دو کنبر کنیان اور بیس برج ہین اونمین سی سات برج مدور اور چودہ مثمن ہین

نقار خانہ یا ہتیا پول

دیوان عام مین جانیکا جو دروازہ ہی وہ نقارخانہ کہلاتا ہی یہ دروازہ بہی پر از سنگ سرخکا بہت خوبصورت بنا ہوا ہی اور اوسپر مکانات ور ایک بڑے دالان دونو طرف سے کہلا بنا ہوا ہی اس دالان مین بادشاہی نوبت بجتی ہی اور یہی سبب نوبت خانہ مشہور ہی اس دروازہ کی آگی پتہر کی دو ہاتی اوتنی ہی بڑی جتنا کہ سچ مچ ہاتی ہوتا ہی بنائی تہی اور اسی سبب سے اسکو ہتیا پول بہی کہتی تہی وہ مگر زیب عالمگیر کی عہد مین وہ ہاتی توڑی گئی اس دروازہ کی آگی دو سو گزکا لنبا اور اکسو چالیس گزکا چوڑا چوک ہی اوسمین بہت خوبصورت حوض ہی اور شمال و جنوب کو بہت خوشنما بازار ہی اور اوسکی بیچمین نہر بہی جاری ہی اس دروازہ کی اندر سواے شہزادون کی اور کوئی سواری پر نہین جا سکتا اسی مقام پر پیدل اوتر لیتی ہین

دیوان عام

یہہ مکان بہی بہت نامی ہی اور بہت خوشنما بنا ہوا ہی جب کبہی دربار عام ہوتا تہا تو اوسمین بادشاہ جلوس کرتی تہی اوسمین مندرجہ کی مکان ہین کہ اوسکی تفصیل ہم بیان کرتی ہین

نشیمن ظل الہی یا سنگین تخت

اس مکان کی چوبین زمین شرقی دیوار سی ملا ہوا سنگ مرمر کا تخت بجای جلوگاہ
مرصع اور اوسپر چار ستون لگا کر بنگلہ کی طور پر اوسکی چھت بنائی ہی اور
آدمی کی قد سی اونچی کرسی دی ہی اوسکی پیچھی ایک طاق ہی سنگ مرمر کا بنا ہوا
سات گز لنبا اور ڈہائی گز کا چوڑا اوسپر ہر ہر قسم کی چرند و پرند کی تصویرین
عجب رنگین پتھرون کی بنی ہوئی ہین اور اوسمین ایک آدمی کی تصویر ایسی
جو دوتارہ بجا کر گا رہا ہی ملک اٹلی مین جو فرنگستان مین واقع ہی آرفیوس
کلاونت کی کہانی یون مشہور ہی کہ وہ علم موسیقی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا
اور ایسا خوش آواز تھا کہ جب گانی بیٹھتا تو چرند اور پرند اوسکی آواز سنکر
مست ہو جاتی تھی اور اوسکے گرد آ بیٹھتے تھے اوسی ملک مین رفیل ایک مصور تھا
کہ تصویر کھینچنی مین اپنا مثل نہین رکھتا تھا اوس مصور نی آرفیوس کے گانی کی جو
کہانی مشہور تھی اوسکے مطابق اپنی خیال سی ایک مرقع کھینچا تھا اور چرند اور
پرند اوسکے گرد گانا سننے کو بیٹھی ہوئی بنائی تھی یہہ مصور سنہ ۱۵۲۰ع مین مرا
مگر یہہ مرقع اوسکا بنایا ہوا ملک اٹلی اور ولایت فرنگستان مین بہت مروج اور
نہایت مشہور ہی اور ابتک اوسکی نقلین موجود ہین وہی مرقع اس طاق مین پتھر
کی پچیکاری مین کہودا ہی پس یہہ تصویر اوسی آرفیوس کی ہی اور چونکہ اس مرقع کا
سوای فرنگستان کی اور کہین رواج نہین تھا اس سبب سے یقین ہوتا ہی کہ
اس قلعہ کی بنانی مین کوئی نہ کوئی انگریز آدمی کی نمک کا شریک تھا اس تحریر سے

بعض

بعلین دروازہ ہی اور اندر سے ہی بیکار رستہ ہی بادشاہ اس تخت پر دربار عام
کی دن اجلاس کرتی تہی اس تخت کی آگی ایک تخت سنگ مرمر کا بچہا ہوا ہے
امرا مین سی جس کسیکو عرض کرنا ہوتا تہا اوس تخت پر چڑہ کر بادشاہ سے
عرض کرتا تہا یہہ تخت اتنا اونچا ہی کہ اس تخت کی چڑہ نی پر بہی آدمی کا گلا
تک پہونچتا ہی

دالان دربار

اس تخت کی آگی تہ گہا دالان در دالان ہی سڑسٹہ گز کا لنبا اور چوبیس گز کا
چوڑا ہر ایک دالان کی نو نو در ہین ہر ہر دالان مین سنگ سرخ کی ستون لگی ہوئی
ہین اور اوپر بہت خوبصورت محرابین بنائی ہین اور اوپر سفیدی کہوٹ کر
سنہری نقاشی کی ہی باہر کی دالان مین بیچ کی در چہوڑ کر سنگ مرمر کا
کٹہرا لگایا ہی اور اوپر سنہری کلسیان بہت خوشنما لگا رکہی تہین گر اب
اون کلسیون مین سی ایک بہی باقی نہین ہی یہہ دالان امرا اور وزرا اور وکلا کی
حسب مرتبہ کہڑی رہنی کا تہا

گلال باڑے

یہہ دربار کا دالان درحقیقت ایک چبوترہ پر بنا ہوا ہی جسکا ایکسو چار گز کا
طول اور ستاسٹہ گز کا عرض ہی اوس چبوترہ کی بیچ مین یہہ دالان ہی اور باقی
چبوترہ اوسکے تین طرف باقی ہی اوس چبوترہ کی گرد قد آدم سنگ سرخ کا

ڈہہ لگا ہوا ہی اور اونپر سنہری کلسیان تہین جب شمالی سی آگ لگی تو یہہ
کمرا خراب ہوا اون کلسیون کا نام نشان نہین ہا یہہ جگہہ چوبدار اور نقیب اور احدیے
وغیرہ لوگونکی کہڑی رہنی کی تہی یہہ سب مکان بہت خراب ہو گئی تہی اور
کلالباری اکثر جگہہ سی اوکہڑ گئی تہی جب ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ
حال نی سنہ صد جلوس مطابق سنہ ۱۲۵۳ ہجری موافق سنہ ۱۸۳۷ عیسوی کی اس دیوان عام
مرمت کی اور کلالباری کو درست کیا اس زمانی کی بات ہی کہ مین بادشاہ کا
دیکہنی والا تو ایک شخص موجود تہا اور وہ بیان کرتا تہا کہ عالمگیر ثانی کی وقت سی
تو کسی بادشاہ نی اس دیوان عام مین جلوس نہین کیا اور غالب ہی کہ محمد شاہ کی
بعد کسی نی نکیا ہو بلکہ محمد شاہ کی جلوس زمانی مین ہی سی ترک ہو گیا
دو سو دو گز لمبا اور ایکسو ساٹھہ گز چوڑا صحن ہی اور اوسکی چارون طرف
ذینہ اور موقع سی مکانات بنی ہوئی تہین اور شمال کی طرف دیوان خاص مین
جانیکا دروازہ ہے

خاص محل یا چہوٹا رنگ محل

یہہ محل مکانات خاص کی بیچ کا حصہ ہی کہا دالان ہی تین در کا لمبا اور
پیچہی ایک اور درجہ ہی سولہ گز کا لمبا اور آٹھہ گز کا چوڑا یہہ عمارت چار دانگ
بالکل سنگ مرمر کی ہی اور اوس پر بہت پختہ سفیدی کر کر بہت اچہی بنائی
گئی ہی اس محل مین ایک نہر ہی ندی سنگ مرمر کی تین گز چوڑی اور سنگ مرمر کا
ایک

ایک حوض تھا کہ اس حوض سی نہر ہوکر بہا درکے طرح صحن مین گرتی تھی اور صحن مین
نہر تھی سنگ مرمر کا بنا تھا اور اوسکے بیچ مین چھ گز کی قطعہ کا بہت بڑا حوض تھا
اور اوسمین پچیس فوارے بہی زمانہ مین چھوٹتی تھی

امتیاز محل
یا رنگ محل

یہ محل دیوان خاص کی پشت پر واقع ہی وہ اتنا بڑا اور کوئی محل نہین صحن اسکا
نہایت وسیع تھا اور اسمین نہر بہا کرتی تھی فوارہ ہوتی تھی باغ لگا ہوا تھا
اب سب برباد ہو گیا اور اس صحن دلکشا مین سڑک بہی نکال دی گئی
اگلی زمانہ مین اس محل کی صحن مین ایک حوض تھا پچاس گز لنبا اور چالیس گز چوڑا اوسمین
اور پانچ فوارہ اوسمین چھوٹتی تھی وہ ایک نہر تھی کہ اوسمین پچیس فوارے لگی ہوئی تھی
اور باغچہ تھا ایکسو سات گز کا لنبا اور ایکسو پندرہ گز کا چوڑا اور اوسکے گرد سنگ
سرخ کا محجر لگا ہوا تھا اور اوسپر دو ہزار سنہری گلدستان لگی ہوئی تھین اور اوس
طرف اس صحن کی ستر گز کی حوض سی نکان دلکشا اور ایوان تھا دلربا بنی ہوئی تھی
اور جانب غرب مین شرف بہ دریا اور بائین باغ تھا جھروکا اسکا باہر یون بہی کہ
کرسی دیکر ایک چبوترہ بنایا تھا اور اوسکے نیچی دو تہ خانہ ہین بہت خوب اور
اوس چبوترہ پر کو باجہدرہ تہرا دالان بنایا تھا ستاون گز کا لنبا اور بیس گز کا چوڑا
بیچ کی درکی اگی صحن کی طرف ایک حوض ہی سنگ مرمر کا بہت بڑا ایک پتھر کا
پایہ دار کہ اوسمین ڈیڑھ گز کی اونچائی سی تین گز کی چوڑی چادر گرتی ہی اور اوسمین نیچی

اوبل کرچی کی حوض مین اتی ہی اور وہانسی نہر مین بہتی ہی اور صحن کی حوض مین
جاکر باغچہ کی ہر ہر روش اور تری مین بہتی تہی روکار اسکی تمام سنگ مرمر کی تہی
اور و تحفہ تحفہ محرابین اور مرغولین بنائی ہین اور و منبت کاری کی ہی کہ
آدمی کی عقل دیکہہ کر حیران ہوتی ہی اور اوسکی چہت کی چارون کونون پر چار
چوکہنڈیان بنائی ہین کہ اوس سی نعت و شان اس عمارت کی دوگنی ہو گئی ہی اور تمام
اس محل کی کونون پر چار بنگلہ سنگین بنی ہوئی تہی تاکہ گرمیون مین خس کی ٹٹیان
لگا کر خسخانہ بنایا جاوی جسطرح اسکی روکار مین پانچ در محراب دار بنائی ہین
اسیطرح اسکی اندر بہی محراب دار در ہین کہ ان محرابون کی بنا نیچی ہی بیچ مین
ایک چوکہنڈی سی واقع ہو گئی ہی اوسمین ایک حوض ہی کہ اوسکی خوبی بیان نہین
ہوسکتی اوس حوض کو سنگ مرمر سی اسطرح بنایا ہی کہ ایک کہلا ہوا پہول معلوم
ہوتا ہی اور پہر اوسمین رنگ برنگ کی پتہر ونسی ایسی پچیکاری کی ہی اور بیل بوتی
بیل تی بنائی ہین کہ جسکا کچہہ بیان نہین ہو سکتا اگرچہ یہہ حوض سات گز مربع ہی
لیکن گہراو اسکا بہت کم ہی یعنی ہاتہہ کی ہی اسیطرح بنایا ہی مین خوبی یہہ ہی
کہ جسوقت پانی بہرتا ہی اور لہراتا ہی تمام بیل بوتی اس حوض کی ہلتی ہوئی دکہائی
دیتی ہین اس حوض مین ایک کاسہ سنگ مرمر کا کمر کی نا… بہت خوبصورت
ایک پہول معلوم ہوتا ہی لیکن اسپر بہی اوسکی ہر ایک مرور اور مرغول پر رنگین
پتہرون سی گل بوتی اور بیل تی بنائی ہین کہ پہول مین تی بیل اور بیل مین تی
پہول

بیل نکلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اوس پیالہ میں ایک سوراخ ہی اور ایک نہر بشکل
نلی لگی ہی اور اوس پیالہ میں سی وہی نہر پیالہ کے لبون سی پانی کا اترنا
اور جانب آب سی گل بوٹون کا لہرانا ہوا دکھائی دینا ایک عالم طلسمات معلوم
ہوتا ہی نہر بہشت جو سوتی محل اور دیوان خاص میں سی ہوتی آئی ہی اس محل کے
بیچون بیچ میں سی گذری ہی اور جانب جنوب بہتی ہوئی چلی گئی ہی اور ایک اور نہر
اس محل میں بیچ حوض کی جانب شرق و غرب بہتی ہی اور جانب شرق اوس
حوض میں جو صحن کی طرف رو کار کی سامنی کہا ہوا ہی چادر ہو کر گرتی ہی ہر ایک
نہر میں منبت کاری اور چینی بازی اور پچیکاری کا وہی حال ہی یہہ محل چار رنگ
اور اوسکے ستون گیارہ پایہ بنا ہین اور محرابین سب کی سب سنگ مرمر کی ہین
اور اسمین پچیکاری کی ہوئی ہی علاوہ اوسکے ہر ایک در و دیوار پر سونا لیپا ہوا
اور سونی کی کام سی گل بوٹی بنی ہوئی ہین کہتی ہین کہ اس محل کی چہت پہلی
چاندی کی بنی ہوئی تہی فرخ سیر کیوقت مین کسی ضرورت کی سبب وہ چہت
اوکہاڑی گئی اور اوسکے بدلی تانبی کی چہت چڑہا دی محمد اکبر شاہ ثانی کیوقت مین
اس تانبی کی چہت کو بہی اوکہاڑ لیا اور اوسکے بدلی کاٹ کی چہت لگائی
کہ وہ بہی اب بوسیدہ ہو گئی ہی

چہوٹی بیٹہک

یہہ عمارت جانب جنوب امتیاز محل کی واقع ہی اور حقیقت میں یہہ بہی خوابگاہ کا

وبری مثمن کر کی مشہور ہے اگرچہ یہہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف و نہایت خوشنما ہے
لیکن میرزا جہانگیر بہادر مرحوم نے اسمیں تصرفات بیجا کی تہی کہ قطع قدیم شاہجہانی نہیں رہی

اسد برج

یہہ جنوبی برج قلعہ کا ہی اور قرینہ ہی برج شمالی کا جو شاہ برج کر کی مشہور ہے یہہ برج بزمانہ سیندیہ کی ہنگامہ مین بسبب صدمہ گولون کی بالکل ٹوٹ گیا تہا محمد اکبر شاہ ثانی کی عہد مین دوبارہ بنا ہی اور جیسا تہا ویسا ہی ہو گیا ہے

خوابگاہ بڑی بیٹھک

یہہ خوابگاہ امتیاز محل کی جانب شمال کو واقع ہی اور یہہ عمارت بہی بہت نفیس و لطیف سری پاؤن تک سنگ مرمر کی ہی اور اوسمین طرح طرح کی منبت کاری کا کام اور سونی کی بیل بوٹی بنی ہوئی ہین اسکی بیچمین شہ نشین کی طرح ایک مکان ہی اور اوسکی جنوب و شمال کو دو برجی ہی لداؤ کی سنگ مرمر اور چین سازی کی بنی ہین اوس شہ نشین کا طول نو گز اور عرض چھہ گز کا ہی اور اوسکی دو محرابون پر ایک کتبہ کہ سعد اللہ خان نی انشا کیا ہی لکہا ہوا ہی اور گرداجارہ کی پاس بیتی بانی کی اشعار لکہی ہوئی ہین کہ ہم اون سبکو اپنی مقام پر نقل کرتی ہین

کتبہ محراب جنوبی

سبحان اللہ این چہ منزلست رنگین و نشیمنہاست دلنشین قطعہ بہشت برین چون گویم کہ قدسیان ہمت بلند تماشایش آرزو کنند اگر ساکنان اطراف و اکناف

بسان

این نشیمن فلک تمثیل حجرهٔ سودا که از نظر بی‌نظیر رویت آیینه نقش الوان عتیق زمان ثبت
به تمثیل بستان نسیم ارشادش شتابنده‌تر آنها قلعهٔ والا که از کاخ گردون
برتر است و رشک سدهٔ بخند روان عمارت دلگشا و باغ حیات بخش که منازل
چون روح در بدن است و شمع در انجمن و نهر اطهر که آب فیضش منار آئینه زنان نهایت
ودانار را از عالم غیب پرده کشا و انهارها که هر یک کوی سپینهٔ صبحدم است
مالوسه را از لوح و قلم و فواره‌ها که هر کدامش نخلهٔ نور است

کتبه محراب شمالی

بنیاد این آسمان بنیان مایل بالای متلالی است با انجام رسیدن نایل و خوش که
به یمن آب ... که در ... بصفا رشک نو روسمه خورشید و ازدهم ذی الحجه سال
جلوس دوازدهم مطابق هزار و چهل و هشت هجری علیمان نوید کامرانی داد
و انتابش بشرف نجا ... و بصورت پذیرفت است و چهارم ربیع الاول
سال بیست و دوم جلوس همایون موافق سنه هزار و پنجاه و هشت بنفرقد و بمنت لزوم
... نو لیمان ... و بانی این بنای آسمانی شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی
شاهجهان بادشاه غازی بیعتش روی جهانیان بخشاد

ابیات جو دیوار پر سونی کی پانی سے لکھی ہوئی ہیں

شہنشاہ آفاق شاہجہان باقبال تا نیر صاحبقران
در ایوان شاہی بصد احتشام چو خورشید بر چرخ بادا مدام

اساس بست تا بانگر این بنا — بود قبهٔ اقبال او عرش سا

زهی دلنشین قصر پیراسته — بهشتی بپیوند خوبی آراسته

ز شرافت یکی آیه در شان او — سعادت در آغوش ایوان او

چو . . درین سرای سرو . . — . . کند . . . از جهه دو

بپایش سه صدق هر کس که سود — چو دریای جون آبروش فزود

زمانه چو دیوار او برفراشت — به نقش رخ مهر آئینه داشت

ز بس روی دیوارش آراستست — ز نقاش چین رونما خواستست

نشان بر سرش دست ایام کرد — که گردون بلندی ازو وام کرد

ز فواره و حوض دریا نشان — بآب زمین تشنه رو آسمان

چو جای شهنشاه عادل بود — ازان پادشا و منازل بود

اس شہ نشین کی آگی ایک پچدرہ دالان ہی تمام سنگ مرمر کارچین کا بہت نفیس و لطیف بیس[۲۰] گز کا لنبا اور چھ[۶] گز کا چوڑا اور دہرا اور دہرے اوس الا نکے بیچ ہی محرابین ہین اور حجری ہین کہ غسل کی حجرہ مین ہی تو انجاس کو ریتہ تا ہی اور اونکو خاصی ڈیوڑھی کہتی ہین اس دالان کی بیچمین ایک حوض ہی مستطیل ہشت تختہ سنگ مرمر کا بغیر فوارہ کی یعنی اوسمین فوارہ نہین ہی مگر اوسکی تہ پر طرح طرح کی رنگین اور بیش قیمت پتھرون سی ہزارون طرح کی گل بوٹی اور بیل بتی بنائی ہین اور ہر ہر پھول کی پنکھڑی مین ایک ایک چھید رکھا ہی کہ اوسمین سے

پانی

پانی اوبلتا تہا اس دالان کی آگی صحن ہی وسیع دیکہنی سنگ مرمر کا فرش
اوسمین کیا ہوا اور نہر بہشت بہتی ہی اور زنانہ محل تک چلی جاتی ہی

برج طلا یا مثمن برج

اس عمارت کی متصل جانب مشرق یہہ برج مثمن ہے پاؤن تک سنگ مرمر کا
اور بدستور اور مکانات عالی کی اوسمین بہی سونے کا کام اور ریختہ بنا ہوا ہے اونکے برج پر
کی ہوئی ہی اور اسکا برج اور کلس سنہری ہی اور اسی سبب سے اوسکو سنہری
برج بہی کہتی ہین اور بسبب مثمن ہونیکے مثمن برج بہی کہلاتا ہی تین ضلع اسکے
عمارت نوابگاہ کی طرف ہین اور پانچ جانب دریا مشرف ہین اون پانچون
ضلعون مین سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہین اور اوسمین ایک ور نشیمن بطور
برآمدہ کی جانب دریا بنا ہوا ہے

شاہ محل یا دیوان خاص

نوابگاہ کی جانب شمال کو ایک بہت بڑا چوک ہی اوس چوک کی ضلع شرقی مین
ڈیڑہ گز کا اونچا چبوترہ بنایا ہی اٹہتر گز کا لنبا اور چہتیس گز کا چوڑا اوسکے بیچون
بیچمین دیوان خاص کی عمارت ہی جو تینتیس گز کی لنبی اور چہبیس گز کی چوڑی
سر سے پاؤن تک سنگ مرمر کی اور ستائیس اسکی بیچمین چار گز کی عرض سے
نہر بہشت بہتی ہی اس عمارت کی بیچون بیچمین چوکور ستون بناکر اٹہارہ گز کی
طول اور دس گز کی عرض سی مکان بنایا ہی اور اوسکی بیچون بیچمین ایک

چبوترہ ہی وس چبوترہ پر تخت طاؤس کہا جاتا ہی جسپر بادشاہ اجلاس فرماتی
اور اس مکان کے گرد یہ نما ستون لگا کر مکان بنایا ہی ور دیوار و ستون
و مرغول اور محراب اور فرش اس عمارت کا سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین جا بجا نگ
عقیق مرجان اور اور احجار بیش قیمت سی پچی کاری کی ہی اور بیل بوٹی ہو بہو
ہی بنائی ہین اور احجار سی اور چہت تک سونیکا کام کیا ہوا ہی اور سونیکی
پانی سی گویا لیپ دیا ہی اندر کی بیچ محرابون کے اور یہہ شعر لکھا ہی

شعر

اگر فردوس بر روی زمین است — ہمین است و ہمین است و ہمین است

یہہ عمارت جانب شرق سی مشرف بدریا ہی اور اوسطرف کی در و نمین جالیان
لگا کر آئینہ بندی کی ہی اور جانب غرب اسکا صحن ہی سترگز سی ساٹھہ گز کا
اور اوس صحن کی گرد مکانات اور ایوان سنگ سرخ سی بنی ہوئی ہین
جانب غرب اس صحن کی دروازہ ہے کہ دیوان عام سی وہین سے آتا ہی
اور اس دروازہ کی آگی لال پردہ تنا رہتا ہی اور سب امرا وقت دربار کے
اس لال پردہ کی پاس سے آداب تسلیمات بجالاتی ہین اور جانب شمال نہر
حیات بخش کا اور جانب جنوب ڈیوڑہی محلات شاہی کی اور اس عمارت کے
بیچ کی در کی سامنی صحن کی طرف ایک کٹہرا ہی سنگ مرمر کا اوسکو جو کہنے
دیوان خاص کہا کرتی ہین اسکی چہت بہی بڑی چاندی کی تہی مرہٹہ اوسکو
بہاش کر دی مین اوکھڑ گئی

نقارخانہ

تسبیح خانہ

دیوان خاص کی جانب جنوب ایک دالان ہی اور وہ تسبیح خانہ کرکی مشہور ہے اس دالان کی دیوار پر بیچون بیچ مین سنگ مرمر مین ترازو کی صورت بہدی ہے اور میزان عدل ویسپر لکہدیا ہی اسی تسبیح خانہ مین سی خوابگاہ در رستہ ہے کہ وہ خاص ڈیوڑہی کہلاتی ہے

عقب حمام

دیوان خاص کی جانب شمال اسیطرح کا دالان ہی کہ وہ عقب حمام کہلاتا ہے یہہ دالان گویا جنوبی دالان کا جواب ہی اور اوسیطرح کا بنا ہوا ہے

حمام

یہہ حمام بی مثل و بی عدیل ہی یقین ہی کہ ملکون ملکون مین ایسا حمام نہو پہلا درجہ اس حمام کا کمرہ نما بنایا ہی اجارہ تک سنگ مرمر کا اور اوسپر منبت کاری کی ہی اور شرق کیطرف جالیان لگاکر آئینہ بندی کی ہی کہ اوسمین سے دریا اور جنگل اور سبزہ بہت کیفیت سی دکہائی دیتا ہی وسطے درجہ مین جانب شمال ایک شہ نشین ہی سر سے پاؤن تک سنگ مرمر کی اور اوسپر بہت تحفہ منبت کاری اور پچی کاری کی ہی اوسکے آگی ایک درجہ ہی مربع بڑا سنگ مرمر کا اوسکے فرش سے لی چہت تک عجیب عجیب رنگ کی پہولون کی پچی کاری کی ہی اور طرح طرح کے بیل بوتی پہول پتی بنائی ہین یہہ پچیکاری

ایسی خوش قطعہ بنی کہ بی تامل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت تحفہ ارانی عالمین بنا ہوا ہے اسطرح کی پچی کاری تجنے سے یہی یقین ہوتا ہی کہ اس قلعہ کی تعمیر مین کوئی نہ کوئی اوستاد اٹالین شریک تہا کیونکہ پچیکاری کا ایجاد اوسی ملک سے ہی اوس درجہ کے بیچون بیچ مین ایک حوض ہی مربع پچین کار اوسکے چارون کونون پر چار فوارہ لگی ہوئی تہی اوسکے گرد ایک نہر ہی گز بہر کی عرض کی اور بہت کم گہری نہایت نفیس مشہور ہے کہ جب چاہتے تہی اس نہر اور حوض مین گرم پانی ہوتا تہا اور جب چاہی ٹہنڈا تیسرا درجہ اس حمام کا اجارہ تک پر سنگ مرمر کا ہی جانب غرب حوض گرم پانی کی بنی ہوئی ہین اوسکے بیچون بیچ مین سنگ مرمر کا چبوترہ بنا ہے کہ اوسپر بیٹہکر نہاتی تہی جانب شمال ایک شہ نشین بنی ہوئی ہی اور اوسمین مستطیل حوض ہی جب چاہتی اوسمین گرم پانی بہرتی اور جب چاہتی سرد پانی بہرتی اس درجہ مین بہت تحفہ پچیکاری اور منبت کاری کی ہوئی ہی شاید کہ یہہ حمام شاہجہان اور عالمگیر کی بعد پہر گرم نہوا ہو مشہور ہی کہ سوا سو من لکڑی سی گرم ہوتا تہا

موتی محل

یہہ ایک محل ہی سنگ سرخ کا اور اوسکو سنگ پتہانی سی سفید کرکی رنگکاری اور طلا کاری کی گل بوٹی بنائی تہی اوسمین ایک درجہ ہی سترہ گز کا لنبا اور آٹہہ گز چوڑا متصل دو شہ نشینون پر اور اوسکے بیچ مین ایک حوض ہی چار گز کا لنبا اور تین گز کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کی پیچہی ایک ایک درجہ ہی آٹہہ گز کا لنبا اور پانچ گز کا چوڑا

اور

اور ایوان ہیں پانچ پانچ در کی کہ جانب شرق سی مشرف بدریا ہی اور جانب غرب
مشرف بہ باغ حیات بخش اور ہر ایک ایوان کا طول تیس گز کا اور عرض بیس گز کا
اندر کی عمارت مین چار دہک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور باقی سنگ سرخ کا
اور اوسکو سنگ پتہانی سی سفید کیا ہی اور اسمین حوض اور نہر ہی اور اسمین ایک
چادر دو گز کی حوض سی جانب باغ حیات بخش ایک حوض مین پڑتی ہی کہ وہ بہی
بہی عجائب روزگار سی ہی کہ اتنا بڑا پتہر اور ایسا بڑا حوض اور کہین ہو گا
حقیقت اسکی یہہ ہے کہ یہہ پتہر اتنا بڑا بجرم مکرانہ کی کان مین سے نکلا جو کہ صفائی اور
شفافی مین بی نظیر تہا اسواسطی بموجب حکم بادشاہ کی اوسکا حوض بنایا گیا کہ چار
گز کا مربع اور ڈیڑہ گز کا عمیق ہے وار بنا کہ تمام حوض معہ پایونکی ایک پتہر کا ہے
بعد تیار ہونی اوس حوض کی مکرانہ سی کہ دار الخلافہ سی دو سو کوس دور ہی بہ احتیاط لائے
اور اسمقام پر لاکر رکہہ دیا اسی موتی محل کی جانب جنوب اور جانب شمال بہی مکانات ہیں
اور اب بہی موجود ہین مگر اونمین کچہہ نقصان ہی گیا ہی

نہر بہشت

اس محل مین ہو کر جو نہر سنگ مرمر کی دیوان خاص اور بڑی بیٹہک اور رنگ محل مین
جاتی ہی وہ نہر بہشت کہلاتی ہی اور پہر وہان سی منشعب ہو کر ہر ایک محل او
مکان مین بہتی ہے

باغ حیات بخش

سبب باران گل شگفتہ رہتے   سبزہ رہتا اور آب منتہ رو

کی نہر میں یہ باغ بہت خوب اور نہایت تیار تھا۔ اب بالکل ویران اور خراب

ہو رہا کوئی اس کی بنا نہیں مکان کی نشانیاں بھی تمام نکال لے

یہاں آکر آباد تھی سب بہشت، لیکن اس عہد میں نایاب اور کام

کی مرمت کو نہیں ہے

حوض و نہر

اس باغ کے چمن میں ایک حوض تھا کہ گرد اس کے گز اور سنگ مرمر کے بنے

زمانہ میں انتخاب فوارہ جاری کی گئی تھی اور دریا سے پانی آتے تھے

وہ سب کنار چاروں طرف ... فوارہ ... کی ... تھے

سبب دریا ... گرد تھی حوض کی ... اون طرف سنگ مرمر کی نہر تھی

وہ سب سے تھی اور ... نہر میں ... فوارہ جاری کی ہر وقت ... تھے

اب ان فواروں کا نام بھی نہیں البتہ ... فوارہ ... وہاں ایک ... تھی

شعر دل ... بہشت ... اب ... کہ باغ کی ... تھا

اس حوض میں ... وہ شاہ جہاں کی عمر محل ... ہے

بہادون

اس باغ میں جانب جنوب ایک مکان ہے سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اسکو

بہادون کہتے ہیں چہرہ اسکا یہ ہے کہ ایک چبوترہ کرسی دیکر بنایا ہے اور اوسپر سولہ

ستون

ستون ہین کہ ایک ایوان کا تمام یک سنگی مثل اور دو ایوان کے جانب شرق و جنوب
اور دو بنگلہ ہین آگی پیچہ ان ستونون کی سب چونی مین پتہر پچی کی بنی ہین
بنی ہوئی ہی اور مین ایک حوض سنگ مرمر کا ہی تیار کر نیچہ وسط مین اوپر
نیچی کہ اوس مکان مین نہر بہشت سی نہر آتی ہی اور حوض مین چادر ہو کر
پڑتی ہی اور پہر اوس مین سی نکلکر ایک اور چادر ہوتی ہی اور نہر مین پڑتی تہی
یہ عمارت ہی بہت نادر ہی اور اوس مین پانی کا پہرنا اور چادرون پر تہنا ایسا
معلوم ہوتا تہا کہ گویا بہادون کا مینہ برستا ہی اور اسی سبب سے اس مکان کا
بہادون نام رکہا ہی اب اس مکان مین پانی آنیکا اور چادرین چہوٹنی کا رستہ بالکل
بند ہو گیا ہی اس مکان کی حوض اور چادرون مین محرابی ہوئی ہوئی طاق
بنا دی ہین کہ دنکو اون مین گلدانہای زرین رکہی جاتی ہی اور رات کو شمع کافوری
روشن ہو الرتی تہین اور اوسکے اوپر پانی کی چادر پڑتی ہی اور اندر سے
اون ہو لونکی خوشنمائی اور چراغون کی روشنی عجب عالم دکہاتی تہی اسکی
چارون کونون پر چار برجیان جو گنبد کی شکل سی بنی ہوئی ہین

ساون

اسی باغ مین جانب شمال یہ عمارت ہی بڑی سنگ مرمر کی نہایت نفیس اور
بہت تحفہ کہ اوسکی لطافت اور نفاست حد بیان سی باہر ہی اور چہرہ اسکا
بعینہ مثل چہرہ بہادون کی ہی بال برابر بہی فرق نہین گویا ایک مکانکو

پہیا ہوا اور اونکو نکالو ایک ذرہ فرق نہیں اور اسیطرح اسمین پہاڑ دیتی ہی۔ بجنو ہے
اور حوض بہی بنایا اور اسیطرح گلدان اور چراغدان کہنی کو محرابی طاق بنائی ہیں
اس سبب سے کہ اس مکان مین پانی کی آمد اور چادر کا پڑنا اور زور شور سے پانی کا بہنا
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسا ساون بہادون کا مہینہ اسواسطی اس عمارت کا نام ساون بہادون کہتے ہے

شاہ برج

یہہ برج بہی عجب عمارت ہی قطر اس برج کا سولہ گز کا ہی اور اوسکی عمارت تین
طبقہ پر ہی پہلی طبقہ کو زمین سے بارہ گز گہری دیکر بنایا ہی اور اسکی چہت اندر سے
گول اور اوپر سی مسطح ہی یہہ عمارت تمام سنگین ہی چار ہاتہ تک تو سنگ مرمر سے
بنی ہوئی ہی اور اوسمین چار رنگین سے پچی کاری کی ہوئی ہی اور چار ہاتہ سے
چہت تک سنگ تہانی سے سفید کر کی سنہری گل بوٹی بیل ٹی بنائی ہیں یہہ درجہ
مثمن ہی اور اسکا قطر آٹہہ گز کا ہی اور اوسمین چار طاق اور دو نشیمن نیم مثمن شہ نشین
مربع بنائی ہیں اور اوسکی دو کار سنگ مرمر کی ہی طول اور عرض طاق شمالی
اور شرقی کا چار گز کا ہی اور غربی اور جنوبی طاق کا طول چار گز کا اور عرض تین گز کا ہے
اور مثمن درجہ کی بیچمین ایک حوض ہی تین گز کی قطر کا نہایت دلربا اور نہایت خوشنما
کہ اوسکی صنعت کاری دیکہہ کر عقل حیران ہو جاتی ہی اور صنعت الٰہی یاد آتی ہے
اور غربی طاق مین ایک آبشار ہی اور چہوٹی چہوٹی طاق محرابدار بنائی ہیں
کہ اونمین دن کو پہول اور رات کو چراغ رکہا کرتی اوس آبشار کی آگی ایک حوض ہے

سنگ

سنگ مرمر کا سا ہے تین گز کی طول اور ڈہائی گز کی عرض ہے اور اس حوض سے شرقی طاق کی کنارہ تک ایک نہر ہے ڈیڑہ گز کی عرض ہے نری سنگ مرمر کی بہت تحفہ اور پرچین بنا ہے اور منبت کار اور یہہ دو نو حوض بہی نہایت پرچین بنا ہے اور منبت کاری بہیں اور عقیق اور مرجان اور اور پتہر بیش قیمت جڑی ہوئی ہیں اس نہر میں سے ایک نہر نکلکر غربی طاق کی حوض میں گئی ہے اور اوس ہے برج کی نہر میں آن کر اور اسمن حوض میں سے ہوکر شرقی طاق کیطرف بہتی ہے کہ اوسکے نیچے دریا کیطرف ایک آبشار بنی ہوئی ہے ساری قلعہ میں اسی مقام سے نہر گئی ہے اور تکمیہ پانی کی جا بجا قلبہ اسی برج میں بنی ہوئی ہیں اور ہر ہر قلبہ پر نام لکہا ہوا ہے کہ یہہ فلانی حوض کا قلبہ ہے اور یہہ فلانی نہر کا اور دوسرے درجہ کی عمارت بہی مثمن ہے نہایت صفائی کی ساتہہ آٹہہ گز کی قطر ہے اور اوسکے آٹہوں ضلعوں پر سرا سر ایوان ہے چونتیس ستونکا اور تیسرے درجہ کی عمارت ایک نشیمن ہے گنبدی آٹہہ ستون پر اور اوسکا برج سنگ مرمر اور کلس سنہری ہے غرضکہ یہہ عمارت بہی بہت نفیس ہے

مہتاب باغ

یہہ باغ کسی زمانہ میں بہت اچہا ہوگا مگر اب تو بنجر ہے اسلیے کہ ایک بہت چوڑی نہر اوسمیں جاری ہے اور اسکے غرب کی جانب سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے قطب صاحب کے جہرنہ کی نقل بنائی ہے اور کچہہ نہیں

شہر شاہجہان آباد

یکے زانکہ کانی نشاد باشد ۵ کہ در شاہجہان آباد باشد

جبکہ یہ قلعہ بن چکا اور بادشاہ اسمین رہنی لگی یعنی سنہ ۱۰۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۶۴۸ء جب ہی سی یہ شہر بہی آباد ہونا شروع ہوا چنانچہ میر یحیی کاشی نی یہ تاریخ کہی

شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد

مرات آفتاب نما سنہ ۲۳ جلوسی مطابق سنہ ۱۰۶۰ ہجری موافق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی شاہجہان کی حکم موجب مٹی اور پتھر سی چار مہینہ کی عرصہ مین ڈیڑہ لاکھہ روپیہ خرچ ہو کر شہر کی فصیل تیار ہوئی مگر دو برس تک برسات مین اکثر جگہہ سی گر پڑی اسواسطی شاہجہان نی چونہ اور پتھر سی ازسرنو بنانی کا حکم دیا اور سات برس کی عرصہ مین یعنی سنہ ۱۰۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۸ عیسوی مین چار لاکھہ روپیہ خرچ ہو کر یہہ فصیل تیار ہو گئی طول اسکا چھہ ہزار چھہ سو چونسٹھہ گز کا ہی اور چار گز کی چوڑی اور نو گز کی اونچی ہی اور اسمین ستائیس برج دس دس گز کی قطر کی ہین سنہ ۱۲۱۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۳ عیسوی کی جب سرکار انگریزی عملدار ہوئی تو یہہ فصیل اکثر جگہہ سی ٹوٹ رہی تہی سرکار کی حکم سی اسکی مرمت ہوئی اور خندق اور دیوار بہت آراستگی سی درست کی گئی اجمیری دروازہ کی باہر نواب غازی الدین خان فیروز جنگ پسر نظام الملک آصف جاہ کا مقبرہ تہا جو مدرسہ کر کر مشہور ہی اسکو بہی شہر پناہ کی اندر لے لیا اور قریب سنہ ۱۲۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۱ عیسوی کی اوس مدرسہ کی گرد بہی شہر پناہ سرکار کی حکم سی بنائی گئی اوس نئے شہر پناہ کی برج پر سنگ مرمر مین یہہ کتبہ کہودا گیا

برج اکبر شاہ

اس شہر کی دروازہ بہت خوشنمائی سی بنی ہوئی ہین اکثر دروازونکی ایک سے قطع ہی ۱۸۵۲ع مطابق ۱۲۶۹ سنہ ہجری مین سرکار انگریزی کی حکم سی ایک اور نیا دوہرا دروازہ بنا ہی ایک دروازہ مین سی آتی ہین اور ایک مین سی جاتی ہین اور کلکتہ دروازہ اسکا نام رکہا ہی اور اوسپر یہہ کتبہ ہی

کلکتہ دروازہ ۱۸۵۲ سنہ ع

اب اس شہر کی چودہ دروازہ اور چودہ کہڑکیان ہین اور اونکی نام یہہ ہین

نام دروازونکے

دلی دروازہ راجگہاٹ دروازہ خضری دروازہ کلکتہ دروازہ نگمبود دروازہ کیلہ گہاٹ دروازہ لال دروازہ کشمیری دروازہ بدررو دروازہ کابلی دروازہ پتہر گہٹی دروازہ مسدود لاہوری دروازہ اجمیری دروازہ ترکمان دروازہ

کہڑکیونکے نام

زینت المساجد کی کہڑکی نواب احمد بخش خانکی کہڑکی نواب غازی الدین خانکی کہڑکی نصیر گنج کی کہڑکی نئی کہڑکی شاہ گنج کی کہڑکی اجمیری دروازہ کی کہڑکی مسدود سید بہولی کی کہڑکی مسدود بلند باغ کی کہڑکی مسدود فراشخانہ کی کہڑکی امیر خانکی کہڑکی خلیل خانکی کہڑکی بہادر علی خانکی کہڑکی نگمبود کی کہڑکی

اردو بازار اور چاندنی چوک

قلعہ کی لاہوری دروازہ کی آگی چالیس گز چوڑا اور ایکہزار پانسو بیس گز لنبا بازار ہے

اگلی تاریخ کی کتابوں میں اس بازار کو لاہوری بازار کر کر لکھا ہی اس بازار کو سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نی بنایا ہی وسط ساحہ کی [illegible] بیچ میں سو ہاتھ لنبا ایک چوک ہی ہشت پہلو کر کا مربع اس چوک کے مین کوتوالی چبوترہ ہی اس چوک سی چار سو گز آگے ایک اور چوک ہی ہشت پہل سو گز کا سو گز اس چوک کو چاندنی چوک کہتی ہیں سب لگ کر بہت خوبصورت دوکانیں بنی ہوئی ہیں اور شمال کی طرف باغ ہی جسکو صاحب آباد یا بیگم کا باغ کہتی ہیں اسکی اگلی چار سو ساٹھ گز لنبا اور بازار ہی اور سارا اسمیں نہر بہتی ہی بیچ بازار کی سری پر فتحپوری مسجد ہی مرات آفتاب نما

فیض بازار

قلعہ کی دلی دروازہ کی سامنی ایک بازار ہی ایک ہزار پچاس گز لنبا اور تیس گز چوڑا اور اسکی دونو طرف پختہ دوکانیں بنی ہوئی ہیں اور بیچ میں بہت خوبصورتی نہر بہتی ہی اس بازار کو اکبرآبادی محل شاہجہانی بیوی نی سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ میں بنایا تھا اور اکبرآبادی مسجد بھی بیچ بازار کی ہی اس بازار کا نام تاریخ کی کتابوں میں اکبرآبادی بازار ہی یہ دونو بازار شاہجہانی شہر کی ساتھ کی بنی ہوئی ہیں اور باقی اور بازار رفتہ رفتہ بنتی گئی ہیں مرات آفتاب نما

اراستگی بازار اور شہر

شاہجہان کی وقت میں ان سب بازاروں میں بیچ بیچ نہر بہتی تھی جنکی سبب بازار صاف رہتے تھے اور سرسبز ہونی پاتی تہی اب کہ عمارتوں کا بالکل انقلاب ہو گیا وہ نہریں کچھہ تو بند ہو گئیں اور کہیں کہیں ان سب بازاروں میں سنہ ۱۲۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۲ عیسوی ستر ہزار روپیہ کی صرف سے کلکٹر اور مجسٹریٹ شاہجہان آباد نے بازار

بازاروں کی صفائی اور شہر کی آبادی پر ہمت صرف کی الغرض کلکتہ کی مدرسوں کی نمونہ پر
اور بعضی جگہہ پرانی مدرسوں کو نمونہ وار کیا اور بڑی بازاروں میں دونوں طرف دوکانوں
کی بیچ میں پختہ مدریں بناکر شہر کی نہر کا پانی نکلوا دیا دوکانوں کی آگی سنگ سرخ کے
خوبصورت ستون رکھ کر بنگلے اور بڑی بازاروں میں آگو دو طرفہ لالٹینوں کی روشنی ہونی
انکی سبب سے اس شہر کو بڑی زیب و زینت اور رونق ہو گئی

فیض نہر

مراۃ آفتاب نما

اول بانی نہر کا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہی اوسنی سنہ ۶۸۹ ہجری مطابق سنہ ۱۲۹۰ عیسوی کے
اس نہر کو سواد پرگنہ خضر آباد میں پانی کاٹا اور تیس کوس تک قصبہ سفیدون میں جہاں
اوسکی شکار گاہ تھی لاکر چھوڑ دیا پھر کسی بادشاہ کو اوسکا دھیان نہ آیا کہ وہ نہر بند ہو گئی تھی
سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق ۱۵۶۱ عیسوی کی جلال الدین اکبر بادشاہ کی عہد میں شہاب الدین احمد خان صوبہ دار
دہلی نی اس نہر کو پھر صاف کرایا اور اپنی جاگیر میں لایا اور نہر شہاب اسکا نام رکھا ایک مدت
بعد یہہ نہر پھر بند ہو گئی تھی سنہ ۱۰۴۷ ہجری مطابق ۱۶۳۷ عیسوی کی شہاب الدین محمد شاہجہان نی اس
نہر کی سفیدون تک صاف ہو سکا اور سفیدون سی قلعہ شاہجہان تک نئی کہدنیکا حکم دیا
چنانچہ یہہ نہر تیار ہوئی اور جب قلعہ بن چکا تو قلعہ اور شہر میں جاری ہوئی ایک مدت بعد
اس نہر کا پھر یہی حال ہو گیا تھا تخمیناً سنہ ۱۸۲۰ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۳۶ ہجری کی سرکار انگریزی نی
پھر نہر کو جاری کیا اور آج تک بدستور جاری ہی اور مرمت اور نگہداشت
درخت سی تیار اور مصفا رہتی ہی

فہرست تیسری باب آثار الصنادید کی جسمین [illegible]

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام جسکے عہد مین بنا	سال بنا		کیفیت	صفحہ نمبر
				ہجری	عیسوی		
١	لوہے کی لاٹھ	راجہ سری باوی عرف دہاوا	راجہ دہاوا	.	تخمیناً سال ۸۹۵ قبل سنہ مسیح	اس لاٹھ پر سنسکرت میں کتبہ کا کندہ ہے مگر رواج خط کی بابت سے تو یہ ہے کہ یہ حرف پانچوین صدی بعد حضرت عیسیٰ کے کندہ ہوئی ہین	٦
٢	لاٹھ اشوکا یا مینار زرین یا لاٹھ فیروز شاہی	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	.	سال ۲۹۰ ق	پرانی خط مین بودھ کی مذہب کے احکام اور ناگری حرف مین	۴
٣	لاٹھ اشوکا یا مینار [illegible]	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	.	۲۹۰ سال ق	بیسلدیو چوہان کا فتحنامہ کندہ ہے [illegible] فتحنامہ کندہ ہوا رای پتہورا کی وقت مین	٨
۴	اننگ پور	اننگ پال تونور	اننگپال تونور	سنہ	سنہ ۶۷۶		٩
٥	اننگپال	اننگپال تونور	اننگپال تونور	سنہ ۵۰	سنہ ۶۷۶		١٠
٦	سورج کنڈ	سورج پال	اننگپال تونور	سنہ ۶۷	سنہ ۶۸۶		١١
٧	بتخانہ واقع قطب صاحب	پرتی پراج عرف رای پتہورا	رای پتہورا	سنہ ۵۳۸	سنہ ۱۱۴۳	سنہ ۵۸۷ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۱ عیسوی کے قطب الدین ایبک نے بتخانہ توڑکر	١١
	مسجد قوۃ الاسلام	قطب الدین ایبک سپہ سالار	سلطان معزالدین			مسجد بنائی اور بتخانہ پر اور لاٹھ کے پہلی درجہ پر فتحنامہ لکھا اور	١٢
	ایضاً	تعمیر سلطان معزالدین	سلطان معزالدین			سنہ ۵۹۴ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۷ عیسوی کے سلطان معزالدین کی تاریخ	١٣
	ایضاً	تعمیر شمس الدین	سلطان شمس الدین			محرابین بنوائین سنہ ۶۲۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۲۹ عیسوی کے سلطان شمس الدین التمش نے	١۴

نمبر	نام مکان	نام اس بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سنہ بنا ہجری	سنہ بنا عیسوی	کیفیت	نمبر نقشہ
	الیضا	تعمیران سلطان علاؤالدین	سلطان علاؤالدین			مین تین محرابین اور بزائین اور لاٹہ پر پانچ درجہ اور بر ہائے سنہ ۷۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۱ عیسوی کی سلطان علاؤالدین نے اس مسجد کو بڑا نا چاہا اور دوسری لاٹہ پہلی لاٹہ سی دوگنی بنانی چاہی کہ ناتمام رہگئی	۲۰
۸	لاٹہ قطب صاحب	رای پتھورا عرف رائے پتھورا	رای پتھورا				۱۵
	الیضا	قطب الدین ایبک باہتمام	سلطان معزالدین				۱۷
	الیضا	سلطان شمس الدین	سلطان شمس الدین				۱۹
۹	دروازہ کلان متصل لاٹہ	سلطان علاؤالدین	سلطان علاؤالدین				۲۰
۱۰	اور بنی لاٹہ ناتمام	سلطان علاؤالدین	سلطان علاؤالدین				۲۲
۱۱	برج شمسی	سلطان شمس الدین التمش	سلطان شمس الدین التمش	سنہ ۶۲۷	سنہ ۲۲۹	سنہ ۶۲۷ مطابق سنہ ۱۲۲۹ کی سلطان علاؤالدین نے اس خوشنما بھی برجی بنائی	۲۳
۱۲	مقبرہ سلطان غاریہ	سلطان شمس الدین التمش	سلطان شمس الدین التمش	سنہ ۶۲۹	سنہ ۱۲۳۱	ناصرالدین محمود سلطان شمس الدین کی بیٹے کا مقبرہ ہے	۲۳
۱۳	مقبرہ سلطان شمس الدین	رضیہ سلطان بیگم	رضیہ سلطان بیگم	سنہ ۶۳۳	سنہ ۱۲۳۵		۲۴
۱۴	درگاہ شاہ ترکمان	.	معزالدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۸	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۵	مقبرہ رکن الدین فیروز شاہ	معزالدین بہرام شاہ	معزالدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۹	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۶	مقبرہ رضیہ سلطان بیگم	معزالدین بہرام شاہ	معزالدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۹	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۷	مقبرہ معزالدین بہرام شاہ	علاؤالدین مسعود شاہ	مسعود شاہ	سنہ ۶۳۹	سنہ ۱۲۴۱		۲۶
۱۸	مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۸۳	سنہ ۱۲۸۳	خان شہید کی مرنیکی وقت اسکی قبر اور یہ مقبرہ بادشاہ نے بنایا	۲۶

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۹	حوض علائی یا حوض خاص	سلطان علاؤالدین	سلطان علاؤالدین	سنہ ۶۹۵	سنہ ۱۲۹۵	فیروزشاہ کے وقت میں حوض خاص اسکا نام ہوا	۲۷
۲۰	قصر سلطان علاؤالدین	قطب الدین مبارک شاہ	قطب الدین مبارک شاہ	سنہ ۷۱۷	سنہ ۱۳۱۸		۲۷
۲۱	باولی درگاہ حضرت نظام الدین	حضرت نظام الدین	غیاث الدین تغلقشاہ	سنہ ۷۲۱	سنہ ۱۳۲۱	سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۱ عیسوی کے محمد معروف نے اس باولی پر کتابت کی	[illegible]
۲۲	مقبرہ غیاث الدین تغلقشاہ	محمد عادل تغلقشاہ	محمد عادل تغلقشاہ	سنہ ۷۲۵	سنہ ۱۳۲۴	محمد عادل تغلقشاہ کی بی بی کی قبر ہے	۲۹
۲۳	درگاہ حضرت نظام الدین	.	محمد عادل تغلقشاہ	سنہ ۷۲۵	سنہ ۱۳۲۴	خلیل اللہ خان نے سنہ ۱۰۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۳ء کے مزار پر بارہ دری بنائی	۳۰
۲۴	ست پلہ	محمد عادل تغلقشاہ	محمد عادل تغلقشاہ	سنہ ۷۲۷	سنہ ۱۳۲۶		۳۱
۲۵	درگاہ شیخ صلاح الدین	.	فیروزشاہ	سنہ ۷۵۳	سنہ ۱۳۵۲		۳۲
۲۶	مسجد درگاہ حضرت نظام الدین	فیروزشاہ	فیروزشاہ	سنہ ۷۵۴	سنہ ۱۳۵۳		۳۳
۲۷	مسجد جامع فیروزشاہ	فیروزشاہ	فیروزشاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴	تیمور کا خطبہ اسی مسجد میں پڑھا گیا	۳۴
۲۸	کوشک انور یا مہندیان	فیروزشاہ	فیروزشاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴	.	۳۴
۲۹	برج شکار گاہ محل	فیروزشاہ	فیروزشاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴		۳۵
۳۰	کالی مسجد نزدیک نظام الدین	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۷۲	سنہ ۱۳۷۰		۳۶
۳۱	درگاہ روشن چراغ دہلی	فیروزشاہ	فیروزشاہ	سنہ ۷۷۵	سنہ ۱۳۷۳		۳۶
۳۲	قدم شریف یا مقبرہ فتح خان	فیروزشاہ	فیروزشاہ	سنہ ۷۷۶	سنہ ۱۳۷۴		۳۷

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جنکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۳۳	مسجد چوراسی قدم مہیقت	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۶۶ سنہ	۱۳۶۴ سنہ		۳۸
۳۴	درگاہ حضرت سید محمود بہار	۔	فیروز شاہ	۷۶۹ سنہ	۱۳۶۷ سنہ	۔	۳۸
۳۵	کالی مسجد شہر	خان جہان	فیروز شاہ	۷۸۹ سنہ	۱۳۸۷ سنہ		۳۹
۳۶	مسجد بیگم پور	خان جہان	فیروز شاہ	۷۸۹ سنہ	۱۳۸۷ سنہ		۳۹
۳۷	مسجد کالو سرائے	خان جہان	فیروز شاہ	۷۸۹ سنہ	۱۳۸۷ سنہ		۳۹
۳۸	مسجد کھڑکی	خان جہان	فیروز شاہ	۷۸۹ سنہ	۱۳۸۷ سنہ		۴۰
۳۹	مقبرہ فیروز شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	محمد شاہ ناصر الدین	۷۹۲ سنہ	۱۳۸۹ سنہ		۴۰
۴۰	خضر کی گمٹی	ابو الفتح مبارک شاہ	مبارک شاہ	۸۲۴ سنہ	۱۴۲۱ سنہ	خضر خان کا یہہ مقبرہ ہے	۴۱
۴۱	مبارکپور کوٹلہ	محمد شاہ	محمد شاہ	۸۳۷ سنہ	۱۴۳۳ سنہ		۴۱
۴۲	مقبرہ محمد شاہ	علاء الدین عالمشاہ	علاء الدین عالمشاہ	۸۴۹ سنہ	۱۴۴۵ سنہ		۴۲
۴۳	مقبرہ سلطان بہلول	سلطان سکندر	سلطان سکندر	۸۹۴ سنہ	۱۴۸۸ سنہ		۴۲
۴۴	پنج برجہ مرد نزول	زمرد خان	سلطان سکندر	۸۹۳ سنہ	۱۴۸۸ سنہ		۴۳
۴۵	بستی ودیوار	بستی خواجہ سرا	سلطان سکندر	۸۹۳ سنہ	۱۴۸۸ سنہ		۴۳
۴۶	موٹھ کی مسجد	شہاب الدین	سلطان سکندر	۸۹۳ سنہ	۱۴۸۸ سنہ		۴۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	صفحہ نمبر
۴۷	مقبرہ لنگر خان	•	سلطان سکندر	سنہ ۹۰۰	سنہ ۱۴۹۴		۴۵
۴۸	تبرجہ	•	سلطان سکندر	سنہ ۹۰۰	سنہ ۱۴۹۴		۴۵
۴۹	راجوکی بامن	دولتخان	سلطان سکندر	سنہ ۹۲۲	سنہ ۱۵۰۶		۴۵
۵۰	مقبرہ سلطان سکندر	سلطان ابراہیم	سلطان ابراہیم	سنہ ۹۲۳	سنہ ۱۵۱۷		۴۶
۵۱	درگاہ یوسف قتال	شیخ علاؤالدین	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۳	سنہ ۱۵۲۶		۴۶
۵۲	درگاہ مولانا جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۵	سنہ ۱۵۲۸		۴۷
۵۳	مسجد درگاہ جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۵	سنہ ۱۵۲۸		۴۷
۵۴	نیلی چھتری	ہمایون بادشاہ	ہمایون بادشاہ	سنہ ۹۳۹	سنہ ۱۵۳۲		۴۸
۵۵	درگاہ امام ضامن	امام ضامن	ہمایون بادشاہ	سنہ ۹۴۴	سنہ ۱۵۳۷		۴۸
۵۶	درگاہ حضرت قطب صاحب	خلیل اللہ خان	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۴۹
۵۷	مسجد قلعہ کہنہ	شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۵۰
۵۸	شیر منڈل	شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۵۱
۵۹	مسجد و مقبرہ خیر پور	خیر خان	شیر شاہ	سنہ ۹۵۰	سنہ ۱۵۴۳		۵۲
۶۰	کہارے مادوستے	عماد الملک خواجہ عبد اللہ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۲	سنہ ۱۵۴۵		۵۲

نمبر	نام مکان	نام اس بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۶۱	مقبرہ عیسیٰ خان	عیسیٰ خان	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۴	سنہ ۱۵۴۷		۵۳
۶۲	مسجد عیسیٰ خان	عیسیٰ خان	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۴	سنہ ۱۵۴۷		۵۳
۶۳	مسجد درگاہ قطب صاحب	اسلام شاہ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۹	سنہ ۱۵۵۱	فرخ سیر نے اس مسجد کو بڑا کر کر بنایا	۵۳
۶۴	عرب سرا	حاجی بیگم	اکبر شاہ	سنہ ۹۶۸	سنہ ۱۵۶۰		۵۴
۶۵	خیر المنازل	ماہم بیگم	اکبر شاہ	سنہ ۹۶۹	سنہ ۱۵۶۱		۵۴
۶۶	بھول بھلیاں یا مقبرہ ادہم خان	اکبر بادشاہ	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۶۹	سنہ ۱۵۶۱		۵۴
۶۷	مقبرہ ہمایوں	حاجی بیگم	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۳	سنہ ۱۵۶۵		۵۵
۶۸	نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خان	نواب نوبت خان	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۳	سنہ ۱۵۶۵		۵۶
۶۹	مقبرہ اتکہ خان	کوکلتاش خان	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۴	سنہ ۱۵۶۶		۵۷
۷۰	درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ	.	اکبر بادشاہ	سنہ ۱۰۱۲	سنہ ۱۶۰۳		۵۷
۷۱	درگاہ حضرت امیر خسرو	عماد الدین حسن	نور الدین جہانگیر	سنہ ۱۰۱۴	سنہ ۱۶۰۵		۵۸
۷۲	جیلی یا سرائے فرید خان	فرید خان	جہانگیر	سنہ ۱۰۱۷	سنہ ۱۶۰۸		۵۸
۷۳	بارہ پلہ	آغا مان	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۱	سنہ ۱۶۱۲		۵۹
۷۴	منڈی	آغا مان	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۱	سنہ ۱۶۱۲		۵۹

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	صفحہ نمبر
۷۵	کوس مینار	جہانگیر	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۹	سنہ ۱۶۱۸		۹۰
۷۶	پل سلیم گڑھ	جہانگیر	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۱	سنہ ۱۶۲۱		۹۰
۷۷	مقبرہ شیخ فرید	شیخ فرید	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۲	سنہ ۱۶۲۳		۹۱
۷۸	نیلہ برج یا مقبرہ فہیم	عبد الرحیم خانخانان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۲	سنہ ۱۶۲۳		۹۱
۷۹	چونسٹھ کھمبہ یا مقبرہ اتکہ خان کوکلتاش	مرزا عزیز کوکہ	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۲	سنہ ۱۶۲۳		۹۲
۸۰	مقبرہ خانخانان	عبد الرحیم خانخانان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۶	سنہ ۱۶۲۶		۹۲
۸۱	مقبرہ پتاشہ والا	خان دوران خان	شاہجہان	سنہ ۱۰۳۶	سنہ ۱۶۲۶		۹۳
۸۲	خاص محل	خاص محل	شاہجہان	سنہ ۱۰۴۲	سنہ ۱۶۳۲		۹۳
۸۳	مقبرہ شیخ عبد الحق	شیخ الاسلام	شاہجہان	سنہ ۱۰۵۲	سنہ ۱۶۴۲		۹۳
۸۴	جامع مسجد	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۹۴
۸۵	دار الشفا و دار البقا	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۹۵
۸۶	باغ بیگم	جہان آرا بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۹۵
۸۷	مسجد فتحپوری	فتحپوری بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷
۸۸	مسجد اکبر آبادی	اکبر آبادی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷

نمبر	نام مکان	نام جس بانی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	صفحہ نمبر
۸۹	مسجد سرہندی	سرہندی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۱
۹۰	باغ شالامار	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۳	سنہ ۱۶۵۳		۷۱
۹۱	باغ روشن آرا	روشن آرا بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۳	سنہ ۱۶۵۳		۷۲
۹۰	باغ سرہندی	سرہندی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۳	سنہ ۱۶۵۳		۷۲
۹۳	موتی مسجد	عالمگیر	عالمگیر	سنہ ۱۰۷۰	سنہ ۱۶۵۹		۷۳
۹۴	قبر جہاں آرا بیگم	جہان آرا بیگم	عالمگیر	سنہ ۱۰۹۲	سنہ ۱۶۸۱		۷۳
۹۵	مقبرہ سرمد	.	عالمگیر	سنہ ۱۱۰۰	سنہ ۱۶۰۹		۷۴
۹۶	سید حسن رسول نما کا حصار	.	عالمگیر	سنہ ۱۱۰۳	سنہ ۱۶۹۱		۷۴
۹۷	جھرنہ	غازی الدین خان	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۲	سنہ ۱۷۰۰		۷۵
۹۸	مسجد اورنگ آبادی	اورنگ آبادی بیگم	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۳	سنہ ۱۷۰۳		۷۶
۹۹	مقبرہ زیب النساء بیگم	عالمگیر	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۴	سنہ ۱۷۰۲		۷۷
۱۰۰	موتی مسجد قطب صاحب	بہادر شاہ	بہادر شاہ	سنہ ۱۱۲۱	سنہ ۱۷۰۹		۷۷
۱۰۱	زینت المساجد	زینت النساء بیگم	بہادر شاہ	سنہ ۱۱۲۲	سنہ ۱۷۱۰		۷۸
۱۰۲	مقبرہ یعنی غازی الدین خان	غازی الدین خان	بہادر شاہ / شاہ عالم	سنہ ۱۱۲۲	سنہ ۱۷۱۰		۷۸

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۰۳	مقبرہ شاہ عالم بہادر شاہ	جہاندار شاہ	جہاندار شاہ	سنہ ۱۱۲۴	سنہ ۱۷۱۲	شاہ عالم اور اکبر شاہ ثانی بھی یہیں مدفون ہیں	۷۹
۱۰۴	برج مقبرہ پولی تیمان	•	رفیع الدرجات	سنہ ۱۱۳۱	سنہ ۱۷۱۸		۸۰
۱۰۵	سنہری مسجد کوتوالی چبوترے	روشن الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۴	سنہ ۱۷۲۱		۸۰
۱۰۶	مسجد دریبہ	شرف الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۵	سنہ ۱۷۲۲		۸۱
۱۰۷	جنتر منتر	راجہ سوائی جے سنگھ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۷	سنہ ۱۷۲۴	اس رصد خانہ میں انگریزی ترکیب نہیں	۸۱
۱۰۸	شاہ مرداں	نواب قدسیہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۷	سنہ ۱۷۲۴		۸۷
۱۰۹	فخر المساجد	فخر النساء خانم	محمد شاہ	سنہ ۱۱۴۱	سنہ ۱۷۲۹		۸۸
۱۱۰	باغ محلدار خان	ناظر محلدار خان	محمد شاہ	سنہ ۱۱۴۱	سنہ ۱۷۲۹		۸۹
۱۱۱	آب نمائی محمود	•	محمد شاہ	سنہ ۱۱	سنہ ۱۷۳۷		۸۹
۱۱۲	مسجد روشن الدولہ	روشن الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۵۶	سنہ ۱۷۴۵		۹۰
۱۱۳	باغ ناظر	ناظر روز افزوں	محمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱	سنہ ۱۷۴۸		۹۱
۱۱۴	مقبرہ محمد شاہ	محمد شاہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱	سنہ ۱۷۴۸		۹۱
۱۱۵	قدسیہ باغ	نواب قدسیہ	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۲	سنہ ۱۷۴۹		۹۲
۱۱۶	چوبی مسجد	احمد شاہ	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۳	سنہ ۱۷۵۰		۹۲
۱۱۷	سنہری مسجد	جاوید خواجہ سرا	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۵	سنہ ۱۷۵۱		۹۲
۱۱۸	مقبرہ منصور	شجاع الدولہ	عالمگیر ثانی	سنہ ۱۱۶۷	سنہ ۱۷۵۳		۹۳

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۱۹	کالکا جی		شاہ عالم	سنہ ۱۱۸۷	سنہ ۱۷۹۴		۹۴
۱۲۰	لال بنگلہ	شاہ عالم	شاہ عالم	سنہ ۱۱۹۳	سنہ ۱۷۷۹		۹۶
۱۲۱	مقبرہ نجف خان		شاہ عالم	سنہ ۱۱۹۵	سنہ ۱۷۸۰		۹۷
۱۲۲	جینیوں کا مندر	ہرسکھ رائے سوہن لال	شاہ عالم	سنہ ۱۲۱۵	سنہ ۱۸۰۰		۹۷
۱۲۳	گرجا گھر	کرنیل اسکنر	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۲	سنہ ۱۸۲۶		۹۸
۱۲۴	جوگ مایا	راجہ سیدمل	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۳	سنہ ۱۸۲۷		۹۸
۱۲۵	جینیوں کا مندر	پنچایتی	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۴	سنہ ۱۸۲۸		۹۹
۱۲۶	کوٹھی جہاں نما	مٹکف صاحب بہادر	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۴	سنہ ۱۸۲۸		۱۰۰
۱۲۷	[illegible] ساگر	ممتاز محل	ولیم چہارم	سنہ ۱۲۴۸	سنہ ۱۸۳۲		۱۰۰
۱۲۸	ظفر محل	بہادر شاہ	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۵۸	سنہ ۱۸۴۲		۱۰۱
۱۲۹	ہیرا محل	بہادر شاہ	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۵۸	سنہ ۱۸۴۲		۱۰۱
۱۳۰	کوٹھی دلکشا	مٹکف صاحب بہادر	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۰	سنہ ۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۱	باؤلی قطب صاحب	حافظ داؤد	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۰	سنہ ۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۲	آہنی پل ہنڈن	گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۳	سنہ ۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۳	[illegible] کی	گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۳	سنہ ۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۴	پل بند محمود	گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۸	سنہ ۱۸۵۲		۱۰۳

مطبوعہ مطبع احمدی واقع دہلی باہتمام شیخ ظفر علی

سنہ ۱۲ ہجری و سنہ ۱۸۵۳ عیسوی

تیسرا باب

بادشاہوں اور امیروں کی بنائی ہوئی عمارتوں کے بیان میں

نمبر

لوہی کی لاٹھ

یہ لاٹھ راجہ باوا سیدہاوی کی قطب صاحب کی مینار کی پاس ہی اور سیدھی
پاون تک لوہی کی ڈھلی ہوئی ہی ایسکے سری پر لوہی کی ٹکڑوں میں ہالی توب
منبت کاری اور گلوں میں بہت خوبصورت بنائی ہین بلندی اس لاٹھ کی
زمین پر سی بائیس فٹ چھ انچ ہی اور محیط تہائی حصہ کا پانچ فٹ تین انچ ہی ایک
کہانی مشہور ہی کہ رائی پتھورا کی وقت مین برہمنون نی اس لاٹھ کو راجہ باسک کی
سر پر گاڑا تھا اس غرض سی کہ رائی پتہورا کی خاندان کی عملداری کبھی نہ ٹلی مگر یہ
بالکل غلط ہی اس لاٹھ پر سنسکرت زبان اور ناگری حرفوں میں تین اشلوک کندہ ہین
تھا.

بنگالہ[۱] خلاصۃ مضمون یہہ ہی کہ دوالی سندہ نی فوج جمع کی تہی راجہ دہاوا سے
لڑنیکو بعد لڑائی کی راجہ دہاوانی شکست پائی اور یہہ لاتہہ بطور یادداشت اپنی
فتح کی بنائی مگر قبل ازین لاتہہ کی مرزا جمیس پرنسپ صاحب لکہتی ہین کہ اس راجہ کا[۲]
اور کچہہ حال نہین معلوم ہوا بجز اسکی کہ ہستناپور کی راجاؤن کا راجہ ہی اور
اس قسم کی نکر یعنی حرف تیسری یا چوتہی صدی بعد حضرت عیسی مین جاری ہوئی
تہی اسی سبب سے خیال کیا ہی کہ یہہ لاتہہ پانچوین صدی کی بہت ورسئی گئی
آٹہوین صدی مین بعد حضرت عیسی کی یہہ بات کی مانی ہی انکار کرتی[۳]
ہین اسکا سبب یہہ ہے کہ راجاؤن کی تاریخ سنہ ۱۲۰۶ عیسوی سے مسلمانون کی عملداری
ہونی تک بصحت معلوم نہی ہین کچہہ تک نہین اون راجاؤن مین اس راجہ کا ذکر[۴]
نہین علاوہ اسکی اس لاتہہ پر سمت کندہ ہونی سی یقین نہ ہی کہ بکرماجیت
سی پہلی کی ہی کیونکہ بکرماجیت کی عہد ہی سمت لکہنی کا اور کوئی سنہ مقرر
کرنیکا بالکل رواج ہو گیا تہا اسکی سوا وس سمت مین ہستناپور کی راجاؤن کا
راج بالکل جاتا رہا تہا ان دلیلون سے ہماری نزدیک یہہ لاتہہ راجہ بیسالدیو
عرف راجہ دہاوا کی بنائی ہوئی ہی جو چہتری کی اولاد مین سے ایک سوان
راجہ ہی اگرچہ یہہ راجہ اندرپت مین آ بسی تہی بلا قدیم تہکانا اونکا ہستناپور تہا
اسی سبب سے ہستناپور کی راجہ کہلاتی تہی مذہب اس راجہ کا بشنوی تہا
لاتہہ کی کتبہ سی یہی ہی مذہب معلوم ہوتا ہے مروج تاریخی کتابون سی بہی ظاہر ہے[۵]

۱ دیکھو نمبر ۱

۲ دیکھو ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کتاب نمبر ۳ صفحہ ۲۰۹ و کتاب نمبر ... صفحہ ۱۰۷

۳ دیکھو ایشیاٹک سوسائٹی کتاب نمبر ۳ صفحہ ۲۰۴

۴ دیکھو آئین اکبری

۵ ... بہاگوت و خلاصۃ التواریخ و راجاولی و سلسلۃ الملوک

کہ راجہ سیندھاوی ایک ہزار نو سو پانچ برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا ا
انگریزی مورخوں نے جو صحیح حساب راجہ جدھشٹر کی مسند نشینی کا نکالا ہے
اوس حساب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ راجہ آٹھہ سو بچانویں سال قبل حضرت مسیح
مسند نشین ہوا تھا اور اسی سبب سے ہماری رای میں یہہ لاٹھہ نویں صدی میں قبل
حضرت مسیح کے بنی الا ناتمام رہی بہی ایک مدت بعد کسی راجہ نے راجہ دھاوا کا
فتحنامہ جس صدی میں اوس راجہ نے اسکو بنایا تہا کہود کر لاٹھہ کو نصب کر دیا کچہہ
عجب نہیں کہ یہہ بات تیسری یا چوتہی صدی بعد حضرت عیسی کی ہوئی ہو چنانچہ یہہ
رای پتہورا نے اس لاٹھہ کے قریب قلعہ اور بتخانہ بنایا تب یہہ لاٹھہ بتخانے کے
صحن میں آگئی اور جب وہ بتخانہ توڑ کر قطب الدین ایبک نے مسجد بنائی تب یہہ
لاٹھہ مسجد کے صحن میں آگئی چنانچہ ایبک مسجد کے صحن میں موجود ہے بہر حال یہہ لاٹھہ
ایک عجب چیز ہے اب تک اسمیں کچہہ نقص نہیں آیا شاید کوئی صدمہ ہے
ایک مقام پر ہتہوڑا سا مارا گیا ہے نوجوان آدمی اس لاٹھہ کو کولہیں پکڑتی ہیں
اور یہہ کہیل کہیلتے ہیں کہ جسکے کولہیں یہہ لاٹھہ آجاوے وہ حلال کا اور جسکے کولہیں
نہ آوے وہ حرام کا ہے

نمبر ۲ لاٹھہ اشوکا یا منارۂ زرین یا لاٹھہ فیروز شاہ

یہہ لاٹھہ پتہر کی ہے اور لوگ کو رنڈ کا پتہر بتاتے ہیں اور بہت صاف بنائی ہے اسکے
ساتہہ کی پانچ لاٹہیں ہیں ایک رادہیا میں دوسری بتہیا میں تیسری الہ آباد میں
ہوئی

پوتھی سیرتھہ کی نواح مین پانچوین موضع نوہرہ مین ان پانچون لاٹہون کو راجہ اشوکا
نی بنایا تہا چنانچہ اس لاٹہ پر دو کتبہ کہودی ہوئی ہین پہلا کتبہ لیکر راجہ کی — دیکہو کتبہ نمبر ۵
نام کا ہی اس کتبہ کی زبان پالی اور سنسکرت آمیز ہے اور حروف بہی بہت پرانے
نا تہنزلے ہین دیوناگری حرفون سی پہلی تہا اور اوسمین مہو کی مذہب کی
تعلیم اور جاندار کو دکہہ ندینی اور مجرم پر سزائے قصاص اور سیاست
من جاری نکرنی کی احکام لکہی ہین لیکن یہہ کتبہ کسی پہلی زمانہ مین پڑہا نہین گیا — مصنف قبلیم
اور فیروز شاہ نی بہی بہت شدت جستجو کی الا اون سی بہی پڑہا نہین گیا — تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف
مگر مسٹر پرنسپ صاحب نی اس کتبہ کو پڑہا وہ کہتی ہین کہ راجہ اشوکا پوتا تہا چندر گپت کا — آرکیولوجیکل سوسئیٹی بنگال کتاب نمبر صفحہ ۶۶۰ و ۹۰۲ تا ب وصفحہ ۱۹۱ در ویل سوسئیٹی
اور یہہ دانا اور بعض کاتین تحویشت (?) قبل حضرت مسیح و ہم مسند نشین ہوا اور سنہ
جلوس مطابق دو سو اٹہانوین سال قبل حضرت مسیح یہہ لاٹہہ بنائی فارسی تاریخون سی — سوسئیٹی کتاب صفحہ ۶۹۰
معلوم ہوتا ہی کہ یہہ راجہ در اصل کشمیر کا راجہ تہا اور تمام ہندوستان مین — آئین اکبری و تاریخ کشمیر
معہ قنوج اوسکا عمل تہا اوسکے وقت مین مذہب کی بابت گفتگو ہوئی تہی کہ جس
سبب سی تمام رعایا ناراض ہو گئی اور اوسکو لاچار ریاست چہوڑ دینی
پڑی ان لاٹہون پر مذہب کی گفتگو کندہ ہونی سی یقین پڑتا ہی کہ یہی راجہ اشوکا ہی
جسکی دار السلطنت کشمیر تہی اپنی فارسی تاریخون سی یہہ بہی معلوم ہوتا ہی
کہ راجہ اشوکا تخمینا ایک ہزار تین سو تہتر سال قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا تہا
مگر ہم پہلی مدت کو صحیح جانتی ہین دوسرا کتبہ اس لاٹہہ پر بلدیو چوہان کی — دیکہو کتبہ نمبر ۲

نام کا ایک بنی بیسلدیو نامی شہر کا راجہ تہا جہان سی چوہانونکا نسل ہے۔ اوسنے
فوج کشی کر کر تو رون پر جو دلی کی راجہ تہی فتح پائی رای پتہورا انہی کی زریہ بابت
یعنی سمت ۱۲۲۰ مطابق سنہ ۱۱۶۳ع کی اس لاٹہہ پر اپنی فتح کا فتح نامہ لکہوادیا اس
کتبہ کی ناگری حرف اور سنسکرت زبان ہے۔ اسیلئے اشلوک بخوبی پڑہی جاتے
ہین اس کتبہ مین بیسلدیو کی تعریف اور اوسکی خوبیونکا بیان اور یہہ بات کہ
اوسنے فتح کر کر ہندوستان مین برہم قایم کر دیا لکہا ہوا ہے۔ جس زمانہ مین کہ
فیروز شاہ بعد بنانی کوٹلہ کی ہنسہ کیطرف گیا اور پہیرو وہان سے پہر کر دلی مین آیا
یعنی قریب سنہ ۷۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۳۶۷ع کے تو اوس زمانہ مین یہہ لاٹہہ موضع توبرہ
پرگنہ سالورہ ضلع خضرآباد مین نصب تہی جو دلی سی پہاڑ کیطرف نوے کوس کی
فاصلہ پر ہے اور اوس زمانہ مین مشہور تہا کہ بہیم کی گوبر چرانے کی یہہ لاٹہی ہے
فیروز شاہ نی ارادہ کیا کہ اسکو یہان سی اوکہاڑ کر دلی مین لیجانا چاہیے
کہ مدت تک یادگار رہی کہ اس خیال سی گرد نواح کی قصبات اور دیہات سے
بہت سی آدمی جمع کئی اور روئی کی بوری بہروا کر اس لاٹہہ کی گرد چن دی
اور اوسکی نیو کو کہودنا شروع کیا جب کہ نیو تک کہدی چلی تو ٹیڑہی ہو کر اون
روئی کی بورون پر تہم گئی پہر ایک ایک بورہ روئی کا بیچ بیچ نکالتی گئی اور
لاٹہہ کو نیچی لیتی گئی اسکی جڑ مین ایک بہت بڑا مربع پتہر تہا جسمین یہہ لاٹہہ کہڑی
کی تہی اوس پتہر کو بہی نکالا اور جب یہہ لاٹہہ زمین پر لیٹ گئی تو اسکے گرد

با

تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

بانس باندھی اور کچی چمڑے کی بھاری لاٹھ کو منڈھ دیا کہ کسیطرحکا صدمہ نہ پہنچی او
اوسکے لادنیکو ایک چھکڑہ بیالیس پہیہ کا بنایا اور بہت سے آدمیون نے
ملکر رسیان باندہ کر اس لاٹھ کو اوٹھایا اور چھکڑے پر رکھا اور اوسکے ہر ایک پہیہ مین
بہت مضبوط رسیان باندہین اون رسیون کو دو دو سو آدمی ملکر کھینچتی تھی جب
چھکڑا چلتا تھا اسطرح بہزار مشقت لاٹھ کو دریا کی کنارہ پر لائی جو موضع توپرہ کی
نیچی بہتا تھا اور بہت بڑی بڑی کشتیان باندہ کر اس لاٹھ کو کشتیون پر چڑھایا
اور دریا دریا شہر فیروزآباد مین لائی اور کوشک فیروز شاہ مین مسجد کے پاس
اس لاٹھ کی کھڑا کرنیکو تہ منزلا مکان بنانا شروع کیا جب ایک درجہ تیار
ہوجاتا تب لاٹھ کو اوٹھاکر اوسپر رکھتی اور پھر دوسرا درجہ بنانا شروع کرتی
جب وہ بھی تیار ہوجاتا تو اس لاٹھ کو اوٹھاکر اوس درجہ پر رکھتی اسیطرح جو تین
درجہ بنگئی جب لاٹھ کو کھڑا کرنا چاہا تو بہت موٹی موٹی رسی بناکر ایک سرا
اونکا لاٹھ مین باندھا اور زمین مین بہت مضبوط مضبوط چرخ لگا کر دوسرا سرا
رسونکا انہین باندھا اور بہت آدمی ملکر اون چرخونکو پھیرتی تھی اور بہت زور
کرتی تھی جب آدہ گز لاٹھ اونچی اوٹھتی تھی اوسوقت اوسکے نیچی بڑی بڑی
لکڑ اور روئی کی گدّے رکھہ دیتی تھی تاکہ کسیطرحکا صدمہ مکان کو یا لاٹھ کو نہ پہنچے
اسیطرح بہت دنونمین یہ لاٹھ سیدہی کھڑی ہوئی اور اوسکے نیچے
ڈوبی مربع پتھر پر بدستور رکھدیا اور پھر چونہ اور پتھری بہروا کر مضبوط کردیا اور

اوسپر سنگ مرمر اور سنگ موسی کی بہت خوبصورت برجی بنائی اور تانبی کا کلس سنہری ملمع دار بہت خوبصورت اوسپر لگایا اور اسی سبب سے اس منارہ زرین اسکا نام رکہا مگر افسوس کہ نہ اب وہ برجی ہی اور نہ وہ کلس رہا بلکہ لاٹھہ کی سر کا تہوڑا سا ٹکڑا بہی ٹوٹ گیا بعضی کہتی ہین کہ بجلی گرنے کی صدمہ سے ٹوٹا اور بعضے کہتی ہین کہ گولہ کی صدمہ سے ٹوٹا طول اس لاٹھہ کا بتیس گز کا ہے آٹھہ گز اوسمین سی عمارت مین گڑی ہوئی ہے اور چوبیس گز بلند عمارت کے اوپر نکلی ہوئی ہے

نمبر ۲ لاٹھہ دوم اشوکا یا منارہ کوشک شکار

یہہ دوسری لاٹھہ بہی آشوکا کی جو بستی واب مین میرٹھہ کہتی ہین اوسمین تہی زمانہ مین جبکہ فیروز شاہ نی منارہ زرین اپنی کوشک مین لگایا یہہ دوسری لاٹھہ کوشک جہان نما یا کوشک شکار مین لاکر لگائی اگرچہ یہہ لاٹھہ پہلی لاٹھہ سی چہوٹی ہی تو بہی اس لاٹھہ کی لاٹ مین بہی وہی قلمین اور شکلین کندہ تہین جو پہلی لاٹھہ مین اونہان تہین جبکہ یہہ لاٹھہ اس کوشک پر کہڑی ہوچکی تو بادشاہ نی جشن کیا اور سارے شہر کے خلقت کو تماشا دیکہنی کا حکم دیا اور ہر جگہہ شربت کی سبیل مخلوقات کے پینی کو رکہوادی تہی بہت مدت ہوئی کہ ایک میگزین اوڑنی کی سبب جو اسکی قریب تہا یہہ لاٹھہ ٹوٹ گئی اوسکے پانچ ٹکڑی ٹوٹی ہوئی اب بہی ولیم فریزر صاحب کے کوٹہی کی قریب پڑے ہین اگر ان پانچون ٹکڑونکو ملاوین تو پونی تینتیس فٹ لنبی

تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

ہوگی

ہوتی ہی قطر سب سے موٹی ٹکڑیکا مین فٹ دو انچہ اور سب سے پتلی ٹکڑیکا ڈہائی فٹ ہے اور وزن تمام ٹکڑونکا مین سو ہتر من انور کتبہ کی حرف بالکل ناقص ہو گئی ہین اور وہ جو نیچے بچرین اوکہڑ جانیکی سبب دیکہنی کی قابل ہی نہین ہی

نمبر ۴

اننگپور

قلعہ تغلق آباد سے تین میل پر یہ راجہ تنم کدہ کی عملداری مین ہے یہ کا نوین جکہ سمت ۲۲ بکرماجیت مطابق سنہ عیسوی اور سنہ ہجری راجہ انیکپال تونور دلی کا راجہ ہوا اوسنے سیر و شکار کی واسطے پہاڑونکے بیچ مین ایک بہت تخفہ بند بنا کر پانی کو روکا تہا اس بند کے دو طرف تو پہاڑ ہین اور بیچ مین چہوٹی سی گہاٹی تہی اوس گہاٹی کو بند سے بند کر دیا ہی ایسا خوبصورت بند اور کہین نہین ہی اور اب تک باوجودیکہ اسقدر گذرنے اسقدر زمانہ کی قایم ہی پیچ اس بند کا دوسو سولہ فٹ اور دونو بازوؤن مین سین تیس فٹ لنبی ہین جسکا کل طول ایکسو نوّے فٹ ہوا اور شمالی اور جنوبی ضلع پچاس فٹ کی ہین اونچا اس بند کا زمین کی برابری سے اٹہائیس فٹ کا ہے اس بند کی دیوار مین سیڑہیان بنائی ہین چنانچہ اب بہی ستر سیڑہیان زمین کے اوپر موجود ہین اور پرانے زمیندار بیان کرتی ہین کہ ہماری ہوش مین قد آدم سے سوا اور نیچا تہا اور کئی سیڑہیان اور نکلی ہوئی تہین اب مٹی سی دب گئی ہین اور اس بند کی اتنی بڑی ہے کہ کبہ آدمی اوسمین سی چلا جاتا ہے اگرچہ اس بند مین اب پانی نہین ٹہرتا مگر اوسکے چہڑ مین سی ہر وقت پانی رستا ہی اوسی زمانہ مین آجہ

انیکپال نی اس جگہ پاس پہار کی چوتی پر ایک قلعہ بنانا شروع کیا تہا ہو رہی
کہ اوس قلعہ کی چار دیواری کی سوا اور کچھہ نہ بن پایا اب وہ چار دیواری بہی
قایم نہین رہی کہیں کہیں سی دیوار کا توتا ہوا نشان معلوم ہوتا ہے گوجر لوگ
پتوری بہات جو انیکپال کا بار برداری تہا یہان آباد ہوا چنانچہ ابتک اس گانو مین اوسکی اولاد
بستے ہی اور یہی لوگ وہانکی زمیندار ہین لیکن بہوپال کی بعد جو تینی پشت مین
ہوا گرانی کو جبر سے گہر مین ڈال لی تہی اور اوس سے اولاد ہوئی اسواسطے
یہہ لوگ تورونین سی خارج ہو کر گوجرون مین مل گئی اب یہان کی زمیندار گوجر کہلاتے
ہین متصل اس قلعہ کی ایک پہاری او مین بلور کی کان ہی اور بہت تحفہ بلور
نکلتا ہی کسی سبب سے راجہ نی اس کان کو بند کر دیا ہے

نمبر ۹ انیک تال

اسی راجہ نی اپنی زمانہ حکومت مین یعنی بحساب سمت ۷۳۳ بکرماجیت مطابق سنہ ۶۷۶ عیسوی
موافق سنہ ۵۶ ہجری کی قریب موضع مہرولی کی ایک تالاب بنایا تہا اگرچہ
وہ تالاب اب بالکل منہدم ہو گیا ہی الا قطب صاحب کی لاتہہ کی قریب جانب
شمال ابتک ایک عمیق گرہا موجود ہی اور انیک تال کی نام سی مشہور ہی
معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۷۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۱ع تک یہہ تالاب قایم تہا کیونکہ جب
سلطان علاؤالدین نی منار کی پاس دوسرا منار اور مسجد بنانی شروع کی
تہی تب اس تالاب مین سے اپنی مسجد مین پانی لایا تہا چنانچہ ابتک پانی آنی
کی راہ ہی

کی بنا کا نشان وجود ہے

نمبر ۶ — سورج کنڈ

یہ ایک تالاب ہے پختہ اور نہایت خوبصورت اور بہت عمیق سر جو متصل
موضع انکپور سرحد موضع لکڑپور علاقہ سرکار انگریزی میں غالب ہی کہ ایسا
خوبصورت تالاب اور کہیں نہو چاروں طرف اس تالاب کی مدور سیڑھیاں بنائی
ہیں اور ایک طرف جانوروں کی پانی پینے کا گھاٹ بنایا ہی اور ایک طرف
آدمیوں کی آمد و رفت کی سیڑھیاں کہیں ہیں اور ایک طرف پہاڑونکا پانی
آنیکا رستہ رکھا ہی اور جانب شمال اس تالاب کے کنارہ پر بطور محل کے
ایک عمارت بنائی تہی اور تالاب میں ہی وس محل میں جانیکی نہایت خوبصورتی
سے سیڑھیاں بنائی ہیں اگرچہ وہ محل بالکل منہدم ہو گیا ہی مگر وہ سیڑھیاں اب تک
باقی ہیں اس تالاب کو کنور سورج پال راجہ انیکپال کی پانچویں پشتی نے تخمینا ہونی ہلٹ
سنبت ۶۹۶ مطابق ؟ ہجری میں بنایا ہی بہادوں سدی چہٹ کو ہر سال اس تالاب
پر نہان ہوتا ہے اور اس تالاب کے کنارہ پر سیڑھیوں کے اوپر ایک پیپل کا درخت ہے
اوس پیڑ پوجا کی بعد ناریل چڑہتی ہیں اور وہاں کا چڑہاوا انکپور اور لکڑپور کے
برہمن لیتی ہیں مگر بہت زیادہ نہیں ہوتا

نمبر ۷ — بتخانہ رای پتہورا

قلعہ رای پتہورا کی پاس یہ ایک بتخانہ تہا نہایت بنا ہی چاروں طرف اس بتخانہ کے

دو ہی اور تہ گہی اور جو گہی دالان بنی ہوئی تہی اور بیچ میں صحن تہا اور جنوبی اور شمالی اور شرقی
ضلعوں میں دروازے تہی اور غربی سمت میں مورت تہی ایک سطح اس تبخانہ کی باہر دالان
بنائی تہی اور اونکو چہپا کی دالان کہتی ہی یہہ مندر بنی تہا عہد کی ساتہہ یعنی سنہ ۱۱
بکرماجیت مطابق سنہ ۱۱۴۳ موافق سنہ ۳۲۹ ہجری میں بنا عمارت اس مندر کی نہایت تحسین سے — سنہ الہوبخ
اور ایسی اوستاد سنگ تراشوں کا کام بنا یا ہوا ہے کہ اوس سے بہتر بنا خیال میں نہ
نہیں آتا ہر ایک پتہر منبت کاری میں ایسی ایسی نفیس صورت گلکاری کی بنے اور
ایسی ہی ابہی بیل بوتی کہودی ہیں کہ بیان سے باہر ہیں ہر ایک حلقہ در و دیوار
ستون پر تو تکنی مورتیں بنی ہوئی ہیں اور زنجیروں میں گہنٹی لٹکتی ہوئی کہدی تہی
تہی چنانچہ ابتک اس تبخانہ کا صحن شرقی اور شمالی بدستور موجود ہے اور اس مندر
میں جو بہی بنی لاتہ کو جو بیشنوی مذہب کے ہی بدستور قایم رکہنی اور در و دیوار کے
اوتار اور مہادیو اور گنیش اور بشنو مان کی مورتیں کہودنی سی یقین ہوتا ہے
کہ یہہ مندر بیشنوی مذہب کا تہا اگرچہ مسلمانوں کی وقت میں سب مورتیں توڑ
ڈالی گئی ہیں الا ان ٹوٹی مورتوں میں بہی غور کرنی سی معلوم ہو سکتا ہے کہ یہہ فلانی
مورت تہی ہماری رائی میں اس تبخانہ میں ان دالانوں کی سوا ایک سنگ کی بہی بنے ہوئے
مورت تہی کہ وہ بہی توڑی گئی کیونکہ اس قسم کی پرانی پتہر مورت دار اب
بہی پائی جاتی ہیں

مسجد ادینہ دہلی یا مسجد جامع دہلی یا مسجد قوۃ الاسلام

جگہ

تاریخ الفی

بنہ ۵۸۹ سنہ ہجری مطابق ۱۱۹۱ع ہوا فتح شکست دیا تب قطب الدین ایبک معز الدین محمد
بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کی بہ سالاری دلی کو فتح کیا
تب اس بتخانہ کو مسجد بنا دیا اور مورت مندر میں سے نکال ڈالی اور جس جگہ
دیواروں میں اور دروازوں میں اور ستونوں میں بتوں کی مورتیں بنی ہوئی تھیں انہوں نے
کسیکو بالکل توڑ دیا اور کسیکا چہرہ مٹا دیا مگر بتخانہ کی عمارت بدستور قائم رہنے دی
اور اسی بتخانہ کا اسباب جو پانچ کروڑ اور چالیس لاکھ دلیوال کا تھا
اس مسجد میں چن دیا اور شرقی دروازہ پر فتح کی تاریخ اور اپنے نام کا کتبہ
لگا دیا

دلیوال ایک سکہ دین زمانہ کا تھا چنانچہ بہت سے سلطان معز الدین اور سلطان شمس الدین کی وقت تک کے دلی وال موجود ہیں اور انکا ذکر ایڈورڈ تھامس صاحب نے بنگال کتاب نمبر ۲ نقشہ نمبر ۳ و ۳ و ۳۶ و ۲ وغیرہ میں مندرج ہے

تعمیر سلطان معز الدین

بعد اسکے جبکہ قطب الدین ایبک دوبارہ اجمیر اور قلعہ رنتھنبور اور نہروالہ
گجرات کو فتح کر کر غزنین گیا تب سلطان معز الدین نے حکم دیا کہ اس بتخانہ میں
مسجد کی عمارت بھی بنائی جاوے غزنین سے مراجعت کر کر ۵۹۴ سنہ ہجری مطابق ۱۱۹۷ع
میں بادشاہ کے حکم بموجب اس بتخانہ کی غربی ضلع کے سامنے پانچ در بطور مسجد کے
سنگ سرخ سے بنانے شروع کئے اور شمالی دروازہ پر تعمیر شروع ہونیکی
تاریخ کندہ کر کر لگا دی ۵۹۴ سنہ ہجری مطابق ۱۱۹۷ سنہ عیسوی کو یہ عمارت بنکر
تیار ہو گئی چنانچہ بیچ کے در کی بائیں بازو پر یہ تاریخ کندہ ہے ان پانچوں در میں سے
بغلی دو دو در تو تخمیناً اٹھائیس اٹھائیس فٹ اونچے ہیں اور بیچ کا بڑا در

دیکھو کتبہ نمبر ۳ و ۴
تاریخ فرشتہ ۱۱۰

دیکھو کتبہ نمبر ۵

دیکھو کتبہ نمبر ۶

نقش کی ترتیب اونچا اور کتبے بنے تھے جو اب بھی ان دروازوں پر نہایت تکلف کی
منبت کاری اور طرح طرح کی بیل بوٹے پہول بنے ہوئے ہیں کہ بیان سے
باہر ہیں پانچون دروازوں پر کلام اللہ کی آیتیں اور حدیثیں کہدی ہوئی ہیں جب یہ
مسجد تیار ہوئی تو اسکی در و دیوار پر نہایت تیاری سے سنہری کلس بنائے گئے تہے — تاج المآثر
تہی ان دروں میں بہی بتخانہ کی پتہر لگے ہوئے ہیں چنانچہ بیچ کے در کا ایک پتہر
گر پڑنے سے اندر کا ایک پتہر دکہائی دیتا ہی جسمین ٹوٹی مورتین کہدی ہوئی ہیں
دور ہی سے وہ مورت بخوبی دکہائی دیتی ہی غرض اسقدر مسجد جو سلطان
معز الدین اور قطب الدین ایبک کے وقت میں بنی تہی پچاس گز او طول اٹہتر گز تہی
کی ہی اس مسجد کا متولی فضل ابن ابو المعالی مقرر ہوا تہا چنانچہ غربی دالان کے
ایک ستون پر اوسکا نام کندہ ہی — دیکہو کتبہ نمبر ۲

تعمیر سلطان شمس الدین التمش

بعد اوسکے سلطان شمس الدین التمش نے اس مسجد کو بڑہانا چاہا اور سنہ ۶۲۷ ہجری
مطابق ۱۲۲۹ عیسوی کی اس مسجد کے دونو طرف جنوبا اور شمالا تین تین در اور بنائے
اور برابر پہورا کے بتخانہ کی باہر کی دالان تک مسجد بڑہا دی یہ در بہی سنگ
سرخ کی بہت تحفہ بنی ہوئی ہیں اوپر نسخ اور کوفی خط میں آیات قرانی کندہ
ہیں اور بہت تحفہ بیل بوٹے پہول پتی منبت کاری کے بنی ہوئی ہیں جنوبی
دروں میں سے بیچ کے در کی بائیں بازو پر تاریخ تعمیر کی کندہ ہی ان دروں کی اکثر — دیکہو کتبہ نمبر ۳

محر

مخزن میں ٹوٹ گئی ہیں بلکہ شمالی دروازہ کا ایک درسا بکا سیارا ٹوٹ کر میں اکیا ہے بنکہ ۱۳۲ ہجری مطابق ۱۲۳۳ عیسوی میں سلطان شمس الدین نے مالوہ اوجین کو فتح کیا تاریخ فرشتہ
اسوقت بتخانہ مہاکال کو توڑکر وہاں سے ہو تین راجہ بکرماجیت کی تصویریں بہت دلی میں لاکر اس مسجد کی دروازہ کی آگے الدین ہیں ہیں ہیں میں تین دروازہ غربی کی جانب شمال اور جنوب کو جو شمس الدین التمش نے بنائی ہیں ترسیٹ گز اور ایک ایک فٹ لمبی ہیں اور ہنکا درآمد گز کا چوڑا ہے اور جنوبی ضلع اسکا بتخانہ کے قدیم دالان ہیں جو پر کہا کے لیے بنائی تہی اونکا طول اکسو ترسٹھ گز تہ فٹی کرسی ہے

نمبر ۸ قطب صاحب کی لاٹھ یا مینار مازنہ

اس عمارت کی رفعت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان ہو نہیں سکتا حقیقت میں یہہ عمارت ایسی ہی کہ روی زمین پر اپنا مثل نہیں رکھتی نقل مشہور ہے کہ اگر اوسکے نیچے کھڑے ہو کر اوپر دیکھو تو ٹوپی والی کو ٹوپی اور پگڑی والی کو پگڑی تہام کر دیکھنا پڑتا ہے اس لاٹھ پر سے نیچی کی آدمی ذرا ذراسے معلوم ہوتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی آدمی ننھی ننھی ہاتی گھوڑے دکھائی دیتے ہیں عجب کیفیت معلوم ہوتی ہے اسطرح نیچی والوں کو اوپر کے آدمی بہت چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتی ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا فرشتہ آسمان سے اوتری ہیں غرضکہ یہہ لاٹھ عجایب روزگار سے ہے باوجود سقدر بلندی اور عظمت کے

ایسی خوبصورت اور خوش قطع بنی ہوئی ہی کہ بیان سے باہر ہے دیکھنی کو جی چاہتا ہے
اس لاٹھہ کی نیچے کی درجہ کی ایک پنج مدور اور ایک کمر کی بنائی ہی اور دوسرے
درجہ کی سب کنگنی مدور ہین اور تیسرے درجہ کی سب کنگنی کمر کی ہین اور اوپر کے
دونو درجہ گول ہین اور تمام پتھر سنگ سرخ کا لگا ہوا ہے مگر چوتھی درجہ مین سنگ مرمر
بھی ہی اور ہر جگہہ منبت کاری اور گلکاری ایسی خوبصورتی سے کی ہی کہ اوسکی
ہر ایک بیل سلسل پر ہزارون معشوقون کی زلف دوتا قربان ہے اور اوسکے
ادنی سے ادنی پھول پتی پر سیکڑون گلرخون کے لب جان بخش نثار ہین مگر
اس لاٹھہ کی بنا مین بہت گفتگو ہی مسلمانون مین بہت مشہور ہے کہ یہ لاٹھہ
سلطان شمس الدین التمش کی بنائی ہوئی ہی اور اکثر تاریخ کی کتابون مین اور تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف
کتبہ عہد سکندر بہلول مین اس لاٹھہ کو سلطان شمس الدین التمش کی لاٹھہ کرکے
لکھا ہی اور بعضی تاریخون مین اس لاٹھہ کو مسجد کا ماذنہ لکھا ہی اور بعضی کتابو تقویم البلدان
اس لاٹھہ کو سلطان معزالدین کی لاٹھہ لکھا ہی مگر اس سبب سے کہ اس لاٹھہ کا فتوحات فیروزشاہی
پہلا دروازہ شمالرویہ ہی اور ہندون کی مندر کی عمارت کا دروازہ ہمیشہ
شمالرویہ ہوتا ہے برخلاف ماذنون کی کہ اونکی دروازہ ہمیشہ شرقرویہ ہوتے
ہین چنانچہ سلطان علاؤ الدین نی جو لاٹھہ بنانی شروع کی اوسکا شرقرویہ
دروازہ رکھا اور نیز اس سبب سے کہ اکثر مسلمانون کی عادت ہے کہ ایسی
عمارت کو کہ کسی دیگر نی بنائی ہین جیسی کہ سلطان علاؤ الدین نی اپنی لاٹھہ کو
ک

ازسرِ دیگر بنانا شروع کیا تھا برخلاف ہندوؤن کی کہ وہ بدون گری بنائی نہین
جیسی کہ یہہ لاٹھہ بنی ہوئی ہی اور نیز اس سبب سے کہ اس لاٹھہ کی پہلی درجے کے پتہر کہو تے ہوئے
مقام ہی ایسی معلوم ہوتے ہین جیسی بچی کر لگائی ہین اور نیز اس سبب سے کہ جسطرح
اِس بتخانہ مین زنجیرون مین گھنٹی لٹکتی ہوئی پتہرون پر کہودی ہین اسیطرح اِس لاٹھ کے
کہنبہ پر زنجیرون مین گھنٹی لٹکتی ہوئی کہدی ہوئی ہین اور نیز اس دلیل سے کہ جسطرح
کتبہ فتح نامہ کا بنام قطب الدین ایبک سپہ سالار اور دوسرا معز الدین کے
نام کا اصل بتخانہ پر ہی اوسیطرح اس لاٹھہ پر ہی غالب ہے کہ پہلا گنبد اس لاٹھہ کا
ہندوؤن کی وقت کا ہی کچہہ عجب نہین کہ اس پہلی گنبد مین جہان جہان کتبہ کہدا ہوا ہے
وہان پہلی بتون کی مورتین ہون اس سبب سے وہ پتہر نکال کر یہہ کتبہ جنمین بادشاہ
نام اور قران کی آیتین ہین لگائی ہون جسمین بادشاہ کی تعریف ہے جو بات
کہ مدت سے مشہور چلی آئی ہی کہ یہہ لاٹھہ راے پتہورا نے اپنی قلعہ اور بتخانہ کے
ساتھہ یعنی سمت ۱۲۰۰ بکرماجیت مطابق ۱۱۴۳ع موافق ۵۳۸ ہجری کے بنائی
صحیح معلوم ہوتی ہی کیونکہ اوسکے مت مین سورج مکہی مذہب کی تہی اور ہندو
جمنا کو سورج کی بیٹی اعتقاد کرتی ہین اسواسطے اس مذہب والے جمنا کا
درشن کرنا بہی بڑا دہرم جانتے ہین اس سبب سے جمنا کی درشن کو اوپر
لاٹھہ کا پہلا گنبد بنا ۵۸۷ ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی مین جب یہہ بتخانہ مسلمانون نے
فتح کیا تو امیر اپنی نام سے کتبہ لگائی اور فضل ابن ابو المعالی کو متولی کیا — دیکھو کتبہ نمبر ۵

دیکھو کتبہ نمبر ۱ اور اوسکا نام شہر پر کہود کر دروازہ کی پاس لگا دیا جس زمانہ مین سلطان شمس الدین
التمش نے اس مسجد کے ادہر اودہر مین در بڑہائی یعنی ۶۲۷ سنہ ہجری سے
مطابق ۱۲۲۹ سنہ عیسوی کی اوسی زمانہ مین اس لاٹہ کو بہی بڑہایا اور دوسرے
دیکھو کتبہ نمبر ۱۱ کہنڈ کی دروازہ پر اسکا حال کہدوایا اور جب سے اسکا نام ماذنہ رکہا اور ہر دروازہ پر
دیکھو کتبہ نمبر ۴ اسی نام کا کتبہ اور جمعہ کی نماز کی آیت کو کہودا اور معمار کا نام لکہا اگرچہ اب
اس لاٹہ کی پانچ گنبذ ہین لیکن اسمین بہی کچہہ شک نہین کہ جسطرح مشہور ہے پہلے
اس لاٹہ کی سات گنبذ تہی اور منارہ ہفت منظری کی نام سے بہی یہ لاٹہ مشہور تہی
اور جہان اب کٹہرا لگا ہوا ہے وہان ایسی کنگورہ بنی ہوئی تہی جیسی فصیلون کے
ہوتی ہین اور پانچوین درجہ پر ایک درجہ تہا کہ اوسکے چارون طرف دروازہ تہے
اور اوسکے اوپر بطور لٹنی برجی کی شکل اس مخروط لدا ہوا تہا کہ ساتوان
درجہ شمار مین آتا تہا یہ ساتوان درجہ ۷۷۰ سنہ ہجری مطابق ۱۳۶۸ سنہ عیسوی مین فیروز شاہ نے
فتوحات فیروز شاہی بنایا تہا کیونکہ وہ لکہتا ہے کہ مرمت کی وقت مینی اس لاٹہ کو جتنی پہلی تہی
اوس سے اونچا کر دیا اور اس لاٹہ کی مرمت کا حال پانچوین گنبذ کی دروازہ پر
دیکھو کتبہ نمبر ۱۳ کہدوا دیا بعد اسکے پہر لاٹہ مرمت طلب ہوگئی تہی ۹۰۹ سنہ ہجری مطابق ۱۵۰۳ سنہ عیسوی
مین فتحخان نے سلطان سکندر بہلول کی وقت مین مرمت کی اور اسکا حال
دیکھو کتبہ نمبر ۱۴ کہدوا کر پہلے دروازہ کی پیشانی پر لکہوا دیا مشہور ہے کہ تخمینا ۱۱۹۶ سنہ ہجری
مطابق ۱۷۸۲ سنہ عیسوی کی کالی آندہی اور بہونچال کی صدمہ سے اوپر کے گنبذ
گر پڑا

گر پڑی تھی اور زیر سبب پرانے ہونے کے پہلی کھنڈ کی تہہ پھٹ کر بڑی تھی اور
اُس جگہ سے شکستہ ہو گئی تھی سنہ ۱۸۲۹ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۴۰ ہجری کے سرکار دولتمدار
انگریز کے حکم سے مسٹر سمتھ صاحب کپتان نے اس لاٹھ کی اول سے
آخر تک مرمت کی اور جس جگہ کہ کنگورہ تھی وہاں سنگین کٹہرہ بہت مستحکم
لگا دیا اور پانچویں درجہ پر برجی کٹہرہ بہت خوبصورت بنا دیا اور چھٹے کھنڈ کے
جگہ سنگین آٹھ دری برجی نہایت خوبصورت اور ساتویں کھنڈ کی جگہ
کاٹھ کی برجی لگائی تھی اور اوس پر پھریرا لگا ہوا تھا مگر افسوس ہے کہ وہ دونوں
سنگین اس سبب سے سنگین برجی کو لاٹھ پر سے اوتار کر نیچے کھڑا کر دیا ہے
اور کاٹھ کی برجی ضائع ہو گئی مگر نہایت افسوس ہے کہ مرمت کے وقت
لاٹھ کی آیتوں کے حرف جو گر پڑے تھے بالکل غلط بنائی ہیں اکثر جگہ صورت لفظوں کی
بنا دی ہے جب غور کر کر دیکھو تو وہ لفظ نہیں ہے صرف نقش ہیں اور بعضے
غلط لفظ بنا دیے ہیں اور بعضی جگہ اپنی طرف سے ایسی عبارت لکھ دی ہے
کہ اصلی کتبہ کے مضمون سے بالکل علاقہ نہیں رکھتی آج تک اس لاٹھ کی کتبہ نہیں کھنچے
گئی تھی ہمنے ساری کتبہ دوربین کی استعانت سے پڑھے پہلا کھنڈ اس لاٹھ کا
بتیس گز کا ہی انچہ اور دوسرا کھنڈ ستره گز کے انچہ اور تیسرا کھنڈ تیرہ گز اور چوتھا
کھنڈ سوا آٹھ گز اور پانچواں کھنڈ بھی معہ اوس چھتری کے جو اونچائی کے
کٹہرہ کے اندر ہی سوا آٹھ گز اونچا ہی اس حساب سے کل اونچائی اس لاٹھ کی

پانچوین گنبدونکی جواب موجود ہین قریب اسی گز کی موٹی ہی اور سیڑھیان برجی کے
اونچائی جو سرکار انگریزی نی چڑھائی تہی اور اب اوتار کر نیچی رکھدی ہی چھہ گز
ہی کہ جو نیچی ہی اور پہریرہ کی اونچائی ملکر یہہ لاٹہہ سو گز اونچی ہی اور مشہور یہی ہی
کہ جب اس لاٹہہ کی ساتون گنبد قایم تہی تو یہہ لاٹہہ سو گز اونچی تہی اس لاٹہہ کے
جڑ کا پچاس گز کا محیط ہے اور سرے پر کا دس گز کا ہی یہہ لاٹہہ اندر سے بالکل خالی
ہی اور اوسمین چکردار سیڑہیان بنی ہوئی ہین پہلی درجہ مین ایکسو چھیین اور دوسرے
درجہ مین اٹہتر اور تیسرے درجہ مین باسٹہہ اور چوتہی مین اکتالیس اور پانچوین مین
اکتالیس ہین کہ کل سیڑہیان اس لاٹہہ کی تین سو اٹہتر ہوئین اور یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ پہلی بہی اسیقدر سیڑہیان ہونگی کیونکہ اوپر کی دونو درجون مین [illegible] کا رستہ تہا

نمبر ۹ تعمیر سلطان علاؤالدین

لاٹہہ کی پاس کا بڑا دروازہ

جبکہ سلطان علاؤالدین محمد شاہ خلجی بادشاہ ہوا اور اوسکے دلمین عمارت کا شوق آیا
اوسنے ۷۱۱ ہجری مطابق ۱۳۱۱ عیسوی اس مسجد کی لیے بہت بڑا دروازہ لاٹہہ کے
پاس بنوایا یہہ دروازہ بالکل سنگ سرخ کا ہی اور کہین کہین سنگ مرمر بہی
لگا ہوا ہے اسکے چارون طرف چار دروازہ بنائی ہین اور چہت کا بطور گنبد کے
بہت اونچا لداؤ لادا ہے ہر ایک جگہہ بہت تحفہ منبت کاری اور گلکاری بنی ہے
اور حدیثین اور قرآن کی آیتین کہدوادی ہین اور غربی اور جنوبی اور شرقی

خزاین الفتوح یعنی تاریخ علائی

تصویر دیکھو کتبہ [illegible] دیکھو کتبہ نمبر [illegible]

دروازہ

دروازہ پر اپنی نام کا کتبہ لگایا ہی مگر اس کتبہ کی بہت پتہر گر پڑی ہین اور بعضے
حرفون کو شوغبےز کہا کیا ہی اس دروازے کے بن جانی کی بعد بادشاہ نی حکم دیا کہ
اس مسجد مین چوتہا درجہ اور بنایا جاوے پہلا درجہ تو سلطان معزالدین کا بنایا ہوا تہا[1]
اور ادہر ادہر کے دو دو درجہ سلطان شمس الدین التمش کے بنائی ہوئی تہی۔
شمال کی طرف جو تہا درجہ سلطان علاء الدین کی حکم سی بنا شروع ہوا یہہ درجہ
ایک سو چھتیس گز کا تہ فٹ گز بنایا تہا اور نو درون کی بنیاد رکہی تہی اور پہلا در صولہ
گز کا کہولا تہا ۷۱۱ ہجری مطابق ۱۳۱۱ع مین یہہ عمارت بن رہی تہی افسوس کہ
بادشاہ کی عمر نے وفا نہی کہ ۷۱۵ ہجری مطابق ۱۳۱۵ عیسوی کی مر گیا اور یہہ مسجد
ناتمام رہ گئی اگر یہہ عمارت پوری ہو جاتی تو ساری مسجد ملکر ضلع شرقی و غربی
اسکا دو سو اکتالیس گز کا لنبا اور ضلع جنوبی شمالی ایک سو تیس گز کا لنبا ہوتا
اس جانب کو بادشاہ نی ایک دروازہ بنانا شروع کیا تہا مگر وہ بہی ناتمام
رہ گیا ان تمام عمارتون مین بہی نہایت سنگ تراشی کی پتہر لگائی تہی اور کتبہ
اور حد نشین کہدوائین تہین معلوم نہین کہ یہہ پتہر کون اوکہیڑ لیگیا کیونکہ صاف پتہر
اوکہڑی ہوئی معلوم ہوتی ہین اور اب بجز چونہ اور پتہر کی چنائی کی اور کچہہ
نہین ہے اس مسجد کی تعریف قران السعدین مین امیر خسرو نی لکہی ہے اور
یہہ ایک شعر اوسمین کا ہے شعر مسجد او جامع فیض اله
زمزمہ خطبہ او تا بماہ

[1] خزاین الفتوح یعنی تاریخ علائی

نمبر ۱۰ ادہ بنی لاٹہہ

اس بادشاہ کو اپنے نام اور کتابت کا شوق تہا اس سبب سے جب اوسنے مسجد بڑہانیکا حکم دیا یعنی سنہ ۷۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۱ع مین تو اوسکے ساتہہ یہہ بہی حکم دیا کہ اس مسجد کی صحن مین ایک مینار ایسا بناوین کہ پہلے مینار سے دوگنا ہو چنانچہ سو گز کی محیط سے مینار بنانا شروع ہوا اور اس مینار کی بنیاد مسلمانون کے طریق پر رکہی یعنی کرسی بہی دی اور پہلا دروازہ غرب کی جانب بہی رکہا اور یہہ ارادہ کیا کہ دو سو گز اونچا بنایا جاوے ہر چند اس مینار کی بہت پایدار رکہی مگر عمر کی کچہہ مضبوطی نہو سکی کہ ہنوز ایک درجہ بہی پورا ہونے نہ پایا تہا کہ بادشاہ کی عمر پوری ہو گئی اور یہہ عجب عمارت ادہوری رہ گئی اس لاٹہہ کا پہلا پتہر سب اوکہڑ گیا ہی نرا چونے اور پتہر کا ڈہیم کہڑا ہی امیر خسرو قران السعدین مین اس مینار کی بہی تعریف لکہتی ہین اور یہہ اونہین کی دو شعر ہین شعر

نکل منارہ جو ستونی زسنگ — ازپی سقف فلک شیشہ رنگ
سقف سما گر کہنہ شد نمون — در تہ او داشتہ سنگین ستون

تاریخ کی کتابون مین اس مسجد کو مسجد آدینہ دہلی اور مسجد جامع دہلی کرکر لکہا ہے مگر مسجد قوۃ الاسلام اسکا نام کہین نہین ملا معلوم نہین کہ یہہ نام کب رکہا گیا ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب یہہ بتخانہ فتح ہوا اور مسجد بنائی گئی اوسوقت اسکا نام قوۃ الاسلام رکہا ہوا لا ایسی مسجدین اصلی نام سے مشہور نہین ہوتین بلکہ

جامع مسجد کرکر مشہور ہو جاتی ہین جیسی شاہجہان اباد کی مسجد کہ اصلی نام اسکا
مسجد جہان نما ہی مگر جامع مسجد کرکر مشہور ہے

نمبر ۱۱ حوض شمسی یا قطب صاحب کا تالاب

قطب صاحب کی نواح مین سلطان شمس الدین التمش نی قریب ۶۲۷ سنہ ہجری کے — تاریخ فرشتہ
مطابق ۱۲۲۹ سنہ عیسوی کی یہہ حوض بنایا تہا مشہور ہے کہ یہہ حوض سنگ سرخ کا بنا ہوا تہا
مگر اب سب ٹوٹ گیا ہی اور نرا تالاب رہ گیا ہی یہہ تالاب دو سو چہتر بیگہہ پختہ
کا ہی جب یہہ حوض بنا ہوا تیار ہو گا تو خیال کرنا چاہیی کہ کتنا بڑا ہو گا سلطان — خزاین الفتوح مشہور بہ تاریخ علائی
علاؤالدین نی قریب ۷۱۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۱ سنہ عیسوی کے اس حوض کو کہ مٹی سے
اٹ گیا تہا صاف کرایا اور اوسکے بیچون بیچ مین ایک لداؤ کا چبوترہ بیچ
سی خالی بنا کر اوسپر برج نہایت خوبصورت بنائی چنانچہ ایک وہ برج بھی
موجود ہے فیروز شاہ نی بہی اپنی زمانہ بادشاہت مین اس حوض کی مرمت کیے — فتوحات فیروز شاہی
اور پانی انی کی رستہ صاف کرائی مگر اب یہہ تالاب بہت اٹ گیا ہے
اور تین چار مہینی سی سوا اسمین پانی نہین ٹہرتا

نمبر ۱۲ مقبرہ سلطان غاری

قطب صاحب سے دو کوس پرے جانب غرب یہہ مقبرہ ہی سلطان ناصرالدین محمود
پسر کلان سلطان شمس الدین التمش کا جو لکہنوتی کا حکم تہا اور ۶۲۶ سنہ ہجری مطابق — تاریخ فرشتہ
۱۲۲۹ سنہ عیسوی کے اپنی باپ کے جیتی جی مر گیا اوسکی لاش کو دلی مین لا کر یہان

دفن کیا اور سنہ ۶۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۲۲۹ عیسوی میں سلطان شمس الدین التمش نے یہ مقبرہ
بنایا یہ مقبرہ بہت عمدہ ہے اِسکے اندر چاروں طرف مکان ہیں اور چار عجیب
نری سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور بیچوں بیچ میں ایک غار ہے
کہ نیچے کو سیڑھیاں اوترکر اوسمیں جاتے ہیں اور اوسمیں یہ قبر ہے اور اوس غار میں
ستون کھڑے کرکے چھت پاٹ دی ہے اور چھت پر سیمین چبوترہ چار طرف سے
سات انچہ کا اونچا بنایا ہے دروازہ بھی اس مقبرہ کا سنگ مرمر کا ہے اور
دیکھو کتبہ نمبر ۲ — اوسپر آیات قرانی بخط نسخ و کوفی اور کتبہ کھدا ہوا ہے اور چار دیواری
سنگ خارا کی بہت مستحکم بنائی ہے چاروں کونوں پر چار برج ہیں دروازہ
اتنا کرسی دیکر بنایا ہے کہ بائیس سیڑھیاں چڑھکر اوسمیں جاتے ہیں

نمبر ۱۳ مقبرہ سلطان شمس الدین التمش

مرآت آفتاب نما — قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس یہ مشہور مقبرہ ہے جبکہ سلطان شمس الدین التمش
سنہ ۶۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۵ع مرا تو یہاں دفن کیا غالب ہے کہ یہ مقبرہ رضیہ
سلطان بیگم اوسکی بیٹی نے بنایا اس مقبرہ کی عمارت باہر سے نری سنگ خارا کی
ہے اور اندر سے سنگ سرخ کی ہے اور کہیں کہیں سنگ مرمر بھی لگا ہے تمام
دیواروں پر آیات قرانی کندہ ہیں اور بہت اچھی صنعت کاری کی ہوئی ہے
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس مقبرہ پر ستونوں کا گنبد بھی تھا مگر اب گر گیا ہے
فتوحات فیروز شاہی — فیروز شاہ لکھتا ہے کہ میں نے اس مقبرہ کی بھی مرمت کی اور صندل کا کٹہرہ لگایا
اور

دراوسکے گنبد مین تہر کی شگرفی نراش کرلگائی ہے مگراب ان چیزون کا پتہ نہین رہا

نمبر ۱۴ درگاہ شاہ ترکمان

مراۃ آفتاب نما واخبار الاخیار

یہہ درگاہ شہر شاہجہان آباد کی اندر ترکمان دروازہ کی پاس واقع ہے شاہ ترکمان صاحب عجب بڑی بزرگون مین سی ہین شمس العارفین انکا لقب ہے جو مہینون رجب ۶۳۸ سنہ ہجری مطابق ۱۲۴۰ سنہ عیسوی معزالدین بہرام شاہ کی وقت مین آپ کا انتقال ہوا اور تب ہی سی یہہ مزار بنا مگر کچہہ عمدہ مکان یہان بنا ہوا نہین ہے قبر کی گرد سنگ مرمر کا کٹہرا ہی اور تہوڑی دور تک سنگ مرمر کا فرش ہے سو وہ بہی حال کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے ہر برس جو مہینون رجب کو یہان عرس ہوتا ہے اور بہار کی موسم مین ہر برس بڑی دہوم دہام سی بسنت ہوتی ہی شہر کا ترکمان دروازہ انہین کی مزار کی سبب اس نام سی مشہور ہے

نمبر ۱۵ مقبرہ رکن الدین فیروز شاہ

فتوحات فیروز شاہی

زیر دیوار مقبرہ سلطان غاری سواد موضع ملکپور یہہ مقبرہ ہی صرف آٹہہ ستون کہڑی کرکراوپر برج بنا دیا ہی جبکہ ۶۳۵ سنہ ہجری مطابق ۱۲۳۷ سنہ عیسوی یہہ بادشاہ رضیہ سلطان بیگم سی لڑکر پکڑا گیا اور قید مین مرا تب اس مقام پر دفن ہوا فیروز شاہ نی اپنی سلطنت مین اس برج کی ازسرنو مرمت کی

نمبر ۱۶ مقبرہ رضیہ سلطان بیگم

شہر شاہجہان آباد مین بلبلی خانہ کی محلہ مین ترکمان دروازہ کی پاس ایک

تاریخ فیروز شاہی

شمس سراج عفیف

ٹوٹی پہوٹی چار دیواری اور چہوٹی سی قبر رضیہ سلطان بیگم بنت سلطان شمس الدین التمش کی ہی جو خود ایک چند مدت تخت پر بیٹھی سنہ ۶۳۸ ہجری مطابق سنہ ۱۲۴۰ عیسوی معز الدین بہرام شاہ کے وقت میں قتل ہوئی جب یہ مقبرہ بنا مگر اب بجز اسکے اور کچھ نہیں

نمبر ۱۷ مقبرہ معز الدین بہرام شاہ

فتوحات فیروز شاہی

مقبرہ سلطان غاری کے زیر دیوار سواد موضع ملکپور میں ہے یہ مقبرہ صرف آٹھ ستون کہڑے کرکے اوپر برج بنایا ہے جبکہ سنہ ۶۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۲۴۱ عیسوی کے امرا نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور علاء الدین کو تخت پر بٹھایا تب اس مظلوم بادشاہ کی قبر پر یہ گنبد بنا فیروز شاہ کے وقت میں اس مقبرہ کی مرمت ہوئی تھی

نمبر ۱۸ مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن

جہاں قطب صاحب کے قدیم آبادی کی ٹوٹی کہنڈر ہیں وہاں یہ مقبرہ ہے جبکہ سنہ ۶۸۶ ہجری مطابق سنہ ۱۲۸۷ عیسوی کے یہ بادشاہ مرا تو یہاں دفن کیا یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا اور پتھر سب اوکھڑ گئے ہیں جو یہ کھنڈر رہ گیا ہے اسی مقبرہ کے نزدیک ایک اور قبر ہے مشہور ہے کہ وہ قبر خان شہید بیٹے کی ہے جو سنہ ۶۸۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲۸۴ عیسوی کے لاہور کی طرف لڑائی میں مارا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقبرہ اس بادشاہ نے اپنے سامنے بنایا تھا جب کہ خود مرا تو وہ بھی یہاں دفن ہوا

قوم

نمبر ۱۹ حوض علائی یا حوض خاص

یہہ حوض حضرت سلطان علاؤالدین کا بنایا ہوا ہے جسنے بموجب اپنی تاریخ کے سنہ ۶۹۵ ہجری مطابق سنہ ۱۲۹۵ عیسوی کے بنایا تہا یہہ حوض بہی انگلیسو کی پختہ مین بنا ہوا ہر طرف اسکی پختہ دیوارین بنی ہوئی ہین فیروز شاہ کیوقت مین یہہ حوض مٹی سے بہر گیا تہا اور پانی نہین رہا تہا اوسنے تخمینا سنہ ۷۵۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۴ عیسوی کے اس حوض کو مٹی سے خالی کیا اور جہان جہان ٹوٹ گیا تہا اوسکی مرمت کی اور اوسکے اوپر ایک مدرسہ بنایا اور طالب علم مقرر کئی اور مدرس نوکر رکہی سبب اسکا نام حوض خاص مشہور ہوگیا تہی مدرس اس مدرسہ کے سید یوسف بن جمال حسینی تہی جنکا انتقال سنہ ۷۹۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۸۸ عیسوی مین ہوا اور اسی مدرسہ کے صحن مین دفن ہوئی اور مقبرہ فیروز شاہ کا بہی اسی مقام پر ہے

فتوحات فیروز شاہی واخبار الاخیار

فتوحات فیروز شاہی

اخبار الاخیار

نمبر ۲۰ مقبرہ سلطان علاؤالدین خلجی

قطب صاحب کی لاٹہہ کی پاس ہے۔ قوۃ الاسلام کی مسجد کی نہایت ٹوٹا ہوا ایک گنبد رکہا ہی یہہ مقبرہ ہی سلطان علاؤالدین خلجی کا اگرچہ یہہ بادشاہ سنہ ۷۱۶ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۶ عیسوی کے مرا لیکن غالب ہے کہ یہہ مقبرہ سنہ ۷۱۷ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۷ عیسوی کے قطب الدین مبارک شاہ کی عہد مین بنا ہے پاس ایک مسجد تہی اور ایک مدرسہ وہ بہی بالکل شکستہ ہو گیا ہی کچہہ کچہہ نشان پائی جاتی ہین

مرآت آفتاب نما

فتوحات فیروزشاہی

فیروز شاہ نے اپنے عہد میں اس مقبرہ اور مدرسہ اور مسجد کی بہی مرمت کی ہی اور
صندل کا چپرکہٹ لگا دیا تہا مگر یہہ مقبرہ بالکل چونکا ڈہم ہی سب پتہر اوکہڑ گئی ہیں اور
قبر تک بہی ٹوٹ گئی ہی

نمبر ۲۱ باولی حضرت نظام الدین

مشہور ہی کہ یہہ باولی حضرت نظام الدین نے اپنی جیتی جی قریب ۷۲۱ ہجری کے
مطابق ۱۳۲۱ عیسوی کے بنائی ہی اس باولی کا پانی بہی متبرک گنا جاتا ہے اور جن پر اوسنے
اور بہوت بنا گئی اور پٹ رہنی کی منت سی اسمیں نہایا جاتا ہی یہہ باولی بہت خوب
اور نہایت درستی سی بنی ہی پانی کی اندر تہ ملک اسمیں گول سیڑہیاں بہت خوب
سی بنی ہوئی ہیں ۷۸۱ ہجری مطابق ۱۳۷۹ عیسوی کے محمد معروف ابن حمید الدین نے
اس باولی کی جنوبی ضلع پر فیروز شاہ کی عہد میں کچہہ مکانات بنائی اور جانب جنوب
ایک پتہر چند اشعار لگائی وہ پتہر اور اشعار ناموزوں و خط زشت اتنک قائم ہے
اس باولی کی اوپر اور بہی مکانات اور قبرستان بن گئی ہیں اور میلہ کے دن ہزاروں
آدمی اس باولی پر جمع ہوتی ہیں اور بہت اونچی اونچی جگہہ سی تیرنی والی آدمی
کودتی ہیں بڑا تماشا یہہ ہوتا ہے کہ تماشائی اوپر سی پیسہ پہینکتی ہیں اور کودنی والی
اوسکے ساتہہ کودتی ہیں اور رستہ میں پیسہ لپک لیتی ہیں اس درگاہ کی
چار دیواری نواب احمد بخش خان بہادر والی فیروز پور نے بنوا دی ہی اور
دروازہ پر یہہ مصرع لکہوا دیا ہی مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

مقبرہ

نمبر ۲۲ مقبرہ تغلق شاہ

قلعہ تغلق آباد کے پاس یہ مقبرہ ہے غیاث الدین تغلق شاہ کا جبکہ وہ بادشاہ سنہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی کے مرا تو اوسکے بیٹے محمد شاہ تغلق نے جسکو محمد عادل تغلقشاہ بھی کہتے ہیں یہ مقبرہ بنایا قطع اس مقبرہ کی بہت خوبصورت ہے برج کی چاروں دیوار بالکل سنگ سرخ کی ہے اور گنبد سنگ مرمر کا سنگ سرخ میں جا بجا سنگ مرمر کے دہارے یا ن لگی ہوئی ہیں اور بہت خوبصورت صنعت کاری کی ہوئی ہے اسکے برج کا لداو بہت بلندی ہے اور ایسی خوب وصل کی ہیں کہ ایک ذرا نقصان نہیں آیا گرد اس مقبرہ کی جونہ اور پتہر کی نکونہ فصیل ہے اور فصیل کی دیوار میں اندر کے رخ حجرے بنے ہوئی ہیں جسمیں سپاہ رہتی ہیں فصیل کا دروازہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور اسمیں تئیس سیڑہیان ہیں اس دروازہ سے قلعہ تغلق آباد تک ایک پل بنا ہے تاکہ قلعہ میں سے مقبرہ میں آنیکا رستہ ہو کیونکہ اسکے چاروں طرف جنگل کا پانی بہرا رہتا تہا اس مقبرہ میں ایک تو اسی بادشاہ کی قبر ہے دوسرے مخدومہ جہان اسکی بیوی کی تیسری سلطان محمد عادل تغلقشاہ اسکے بیٹے کی جو سنہ ۷۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۱ عیسوی کے رود سندہ کے کنارہ پر مرا تہا دروازہ کے پاس جو فصیل کا برج ہے اوسپر ہے ایک چہوٹا سا گنبد ہے معلوم نہیں کہ اوسمیں کسکی قبر ہے فیروز شاہ کے وقت میں یہ مقبرہ دار الامان کہلاتا تہا اور فیروز شاہ نے ان قبروں پر صندل کا چہپر کہٹ اور خانہ کعبہ کی پردہ چڑہائی تہی اور حسن

فتوحات فیروز شاہی

گون کو کہ سلطان محمد عادل تغلقشاہ نی مار ڈالا تہا یا اونکی ہاتہہ پاؤن ناک کان کاٹ ڈالی تہی یا اندہا کر دیا تہا اونکو اور اونکی وارثونکو روپیہ دیکر راضی کیا اور عفو جرایم کی سندین لیکر اور ایک صندوق مین بند کرکی قبر کی سرہانے رکہوا دیا تہا

درگاہ حضرت نظام الدین اولیا

نمبر ۲۳

یہہ درگاہ پرانی قلعہ سی ایک میل آگی بہت نامی ہی جبکہ حضرت نظام الدین کا سنہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی کی انتقال ہوا تو آپکی مزار پر ایک چہوٹا سا گنبد اور جالیان بنین فیروزشاہ[۱] نی اپنی وقت مین اوسپر صندل کا چہپر کہٹ چڑہایا اور برج کی چارون کونونمین سونی کی کٹوری سونی کی زنجیرون مین لٹکائے سنہ ۹۷۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۲ عیسوی کی سید فریدون خان نی اکبر کی عہد مین گنبد کے گرد سنگ مرمر کی جالیان لگائین اور گنبد کے اندر ایک لوح پر چند اشعار تاریخ کی لگائی کہ مادہ تاریخ اوسکا قبلہ گہ خاص و عام ہے ۹۷۰ بعد اسکے نورالدین جہانگیر بادشاہ کی عہد مین فرید خان المخاطب بمرتضی خان نی سنہ ۱۰۱۷ ہجری سے مطابق سنہ ۱۶۰۸ عیسوی کی آپکی مزار پر سیپ کی بچکاری کا بہت تحفہ چہپر کہٹ چڑہایا حقیقت مین اسکی بچی کاری بہت تحفہ ہی اور اوس بچکاری مین چند اشعار تاریخ کندہ ہین کہ مادہ تاریخ اوسکا قبہ شیخ ہی ۱۰۱۷ بعد اسکے سنہ ۱۰۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۳ عیسوی کی شاہجہان کی عہد مین خلیل اللہ خان نی اس گنبد کے گرد سنگین بارہ دری

[۱] فتوحات فیروزشاہی

مسلک

تک سنگ سرخ کی ستونونکی بنائی اور اوسکے دو سے اور جو بی دریکہ پیش گنبد لگوائے — دیکھو کتبہ نمبر ۱۰۹
سنہ ۱۱۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۵ عیسوی عزیزالدین عالمگیر ثانی نی چند اشعار اردو اونکے
کہدواکر گنبد کے اندر لگوا دی بعد اسکے سنہ ۱۲۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۸ عیسوی نواب
احمد بخش خان بہادر رئیس فیروزپور نی غلام گردش کی سنگ سرخ کے
ستون نکلوا ڈالی اور سنگ مرمر کی ستون بہت تحفہ اور خوبصورت لگا دیے
سنہ ۱۲۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۰ عیسوی فیض اللہ خان بنگش نی غلام گردش مین تانبی
کی چہت چڑہا دی اور سونی اور لاجورد سے بہت تحفہ مینا کاری کروا دی بعد اسکے
سنہ ۱۲۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۳ عیسوی اکبر شاہ ثانی نی اوس برج کو سنگ مرمر کا بنوا دیا
اور اوسپر بہت خوشنما سنہری کلس لگوا دیا اب یہہ درگاہ بہت عمدہ عمارت روشن
ہی سترہوین ربیع الثانی کو ہر برس بڑی دہوم سی یہان عرس ہوتا ہی
اور موسم بہار مین بسنت بہی بہت دہوم سی ہوتی ہی مسجد اس درگاہ کی فیروز شاہ
کی بنائی ہوئی ہی

نمبر ۲۲ ست پلہ

موضع کہڑکی کی سرحد مین متصل درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی یہہ پل بنا سنہ ۷۲۷
ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۶ عیسوی سلطان محمد عادل تغلقشاہ نی یہہ پل بنایا ہی درحقیقت — اخبار الاخیار
یہہ بند ہی اور دور دور کا پانی اسمین کہرا ہی نالہ کی نکلنی کو بیچ مین سات در
بطور پل کی بنائی ہین اور اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہے اسکی اوپر بہی مکان

ی ہوئی ہین اور دروازہ بہت خوشنمائی سی بنائی ہین ایک جگہ پر یہ
ہیہ پل ٹوٹ گیا تہا وہان کچا بند بنا دیا ہی اس پل کی درون کی پاس
ایک کنوان ہی اگرچہ وہ کنوان اب نہین ہی مگر نالی مین ایک گڑہا کر پانی جمع
کرتی ہین اور اوسکو تبرک سمجہتی ہین بیمارونکو نہلاتی ہین اور بچون کی لیئی ظروف مین
پانی بہر کر اور برس کی بیتی رکہہ کر دور دور لیجاتی ہین کاتک کی مہینہ مین
دیوالی کی قریب ہفتہ اور اتوار اور منگل کی دن بڑا ہجوم ہوتا ہی صدہا زن ومرد
اور بچی نہانی کو آتی ہین تاکہ آسیب جن اور بہوت اور جادو سی محفوظ رہین
کہتی ہین کہ یہان حضرت روشن چراغ دہلی نی وضو کیا تہا اوسکی
سبب یہان کی پانی کو برکت جانتی ہین دیوالی کی دنونمین یہان بازار لگتی
چہوٹی بچی نہلا جہیکی کو بکتی ہی

نمبر ۲۵ ۔ درگاہ شیخ صلاح الدین

اخبار الاخیار[1]

حضرت شیخ صلاح الدین سلطان محمد عادل تغلقشاہ کیوقت مین تہی اور آپ
مرید ہین شیخ صدر الدین کی محمد تغلقشاہ کو ہمیشہ سخت جواب دیتی تہی
جب اونکا انتقال ہوا تو موضع کہرکی کی متصل دفن کیا یقین ہی کہ سنہ [illegible]
ہجری مطابق سنہ [illegible] عیسوی کی فیروز شاہ کی وقت مین یہ درگاہ بنی ایکی مزار پر ایک
گنبد ہی اور اوسکی چارون طرف جالیان ہین اوسکی پاس بہت
بڑی مسجد تہی اب اکثر جگہ سی گر پڑی ہی اوسکی پاس مجلس خانہ کا

دالان

دالان کی اور چھوٹی سی گنبد مین اور قبرین ہین۔ ایک تہا مسون جعفر کو خبر بس ہیان۔
عرس ہوتا تہا اب مسجد کی سبب سی موقوف ہو گیا ہے

نمبر ۲۶ مسجد درگاہ حضرت نظام الدین

یہہ مسجد کتابون مین جماعت خانہ کرکر لکہا ہی حضرت نظام الدین کی درگاہ مین ہے
اس مسجد کو فیروز شاہ بادشاہ نی قریب ۷۵۳ سنہ ہجری مطابق ۱۳۵۲ سنہ عیسوی کے بنایا ہے
خود فیروز شاہ لکہتا ہی یہہ جماعت خانہ نی سری سی مینی بنایا پہلی یہان نہ تہا اس سے
ثابت ہوتا ہی کہ خاص ہو نہین جو اس مسجد کا پہلی سے ہونا مشہور ہے یہہ غلط ہے
مسجد بہت نادر ہی اس مسجد کا بیچکا درجہ زرد پتہر سنگ سرخ کا ہی اور جو دو طرف کے
قطر کا گنبد ہے اور اسکے بیچ مین سونی کا کٹورا لٹکتا ہی جاٹون نی ہمین کولیان ماری
نہین مگر ٹوٹا نہین دو درجہ اس بڑی درجہ کی ادہر اودہر ہین اور انکی چہت پر
دو دو برج ہین کہ ساری مسجد کی پانچ برج ہوئی مسجد کی درون کی پیشانی پر
بعضی جگہہ نسخ خط اور بعضی جگہہ کوفی خط مین آیات قرآنی کندہ ہین مگر تاریخ نہین ہے
باہر کی دیوار پر صحن کی رخ پہ ... ہوئی ہوتی کہ کسی شخص نی حضرت
نظام الدین کی انتقال کی تاریخ کہود دی ہی مگر پہلی کی کہودی ہوئی نہین ہے

تاریخ

نظام دو گیتی شہ ما و طین — سراج دو عالم شدہ بالیقین
چو تاریخ فوتش بجستم زغیب — ندا داد ہاتف شہنشاہ دین

فتوحات فیروز شاہی
شیخ علی محمد نیز د شیخ نبہ حق
ہوئی ... دُر تاریخ حوا
من لکہی ہی یہہ مسجد کی
د مغفرت خان سلطان ... اب
کی ہونی بنای ہی یعنی ...
۷۵۸ سنہ ہجری ... ۱۳۵۶ سنہ مطابق
بن تو ... تمیر جماعت
خانہ فیروز شاہ کا ہوا
جو ... نی نام ... سمو
ی ۱۲ امنہ

نمبر ۲۷ مسجد جامع فیروزی

فیروز شاہ نی اپنی کوٹلہ مین قریب سنہ ۷۵۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۴ عیسوی کے یہہ مسجد بنائی
تہی چنانچہ ابتک یہہ مسجد ٹوٹی ہوئی لاٹہہ کی پاس موجود ہے[1] اس مسجد کا گنبد ہشت پہلو تاریخ فرشتہ[1]
تہا اور اوسکے آٹہون طرف بادشاہ نی تاریخ فتوحات فیروز شاہی کا
خلاصہ جو اس بادشاہ نی خود اپنی حالات مین تصنیف کی تہی پتہر مین کہدوا کر
لگا دیا تہا اور اسمین خلاصہ اون احکامات کا تہا جو اس بادشاہ نی دربار اوقاف
اور دربار تعمیر نی سیاست بدنی اور لینی خراج اور آسایش رعایا مین
جاری کئی تہی لیکن اس گنبد کا اب نشان بہی نہین رہا ٹوٹی ہوئی پتہر بہی
کہین نہین ملتی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ گنبد جہانگیر بادشاہ کی زمانہ تک ثابت تہا
پہر معلوم نہین کہ کس زمانہ مین ٹوٹا سنہ ۸۰۱ ہجری مطابق سنہ ۱۳۹۸ عیسوی مین جب تیمور نی[2] توزک تیموری[2]
دلی کو فتح کیا تو اسی مسجد مین تیمور کی نام کا خطبہ پڑہا گیا

نمبر ۲۸ کوشک انور یا مہندیان

یہہ ایک کہنہ عمارت ہی کوٹلہ فیروز شاہ کی سامنی جیلخانہ کی پاس اگرچہ اسکا حال
کچہہ معلوم نہین مگر کتابون مین[3] اسکا نام کوشک انور لکہا ہی اسکی نام سی یقین اخبار الاخیار[3]
پڑتا ہی کہ کسی بادشاہ کی بنائی ہوئی ہی کیونکہ اسطرح کی نام اوس زمانہ مین
بادشاہی عمارتونکی ہوتی تہی اور جس موقع پر یہہ عمارت محاذی کوٹلہ کی
واقع ہی اس قرینہ سی متصور ہوتا ہے کہ فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہی پہر کچہہ

عجب

عجب نہین کہ قریب ۸۰۰ سنہ ہجری مطابق ۱۳۹۷ سنہ عیسوی کے بنی ہو ہندوستان مین رواج ہو گیا ہی کہ برسوین دن بڑی پیر کے نیاز مین باعدگی برجی جسکو ہندی مین کہتی ہین بناکر اوسکے چارون طرف روشنی کرتی ہین یا تو اس سبب سے کہ اس عمارت کی صورت اوسی طرح کی ہی اور یا اس سبب سے کہ خاص اوسی دن کی روشنی کو بنی تھی یہان اسکا نام مشہور ہو گیا ہے بہر حال اسکے دونو نامون سے ثابت ہی کہ یہہ عمارت روشنی کرنی کے لیے بنی ہی یہہ مکان نئی قطعہ کا ہی اسکے نیچے درہ لاد کر بنی ہی اور پر اوسکے اوپر پانچ برج بنائی ہین چارون کونون پر اور ایک بیچمین برج جو اسکے قطعہ بھی بہت خوبصورت ہی مگر اب یہہ مکان بہت شکستہ ہو گیا ہے اور جو کہ نری چونہ اور پتھر سی بنا ہوا تھا اوسکی بالکل گر پڑا ہی دو ایک برجیان باقی رہ گئی ہین

نمبر ۲۷ بولی بہٹیاری کا محل

ایک بند ہی شہر شاہجہان اباد کی باہر تھوڑی فاصلہ پر درگاہ سید حسن رسول نما کی پاس غالب ہی کہ یہہ بند فیروز شاہ کا اوس زمانہ کا بنایا ہوا ہو جس زمانہ مین کہ اوسنے کوشک شکار بنایا یعنی قریب سنہ ہجری مطابق ۱۳۵۰ سنہ ع کا اور اس بند پر ایک مکان چھوٹا سا بہت بد قطع بنا ہوا ہے اوس مکان کا نام بھی ہی مشہور ہے کہ کسی زمانہ مین بو علی خان بھٹیاری اس مکان مین رہتی تھی جیسی بو علی بھٹیارہ کا

محل مشہور ہو گیا ہی یہہ بند بہت خوب بنا ہوا ہی اور اسباب بجز تھوڑی سی
نقصان کی اوسمین کچہ نہین بگڑا اسی بند پر ہر سال بساؤ ہ کی مہینے مین لوگ تماشے کو
پون رچہیا کا میلہ ہوتا ہے اور برہمن جاکر اس بند مین ایک جہنڈے گہڑی کرکر ہوا کو
دیکہتی ہین اور اوس ہی موسم کی بہلائی برائی کا حال بتاتی ہین اور اسکو
یہان بڑا میلہ اکہٹا ہوتا ہے

نمبر ۲۸ کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کی یہہ مسجد خانجہان فیروز شاہی کی بنائی
ہوئی ہی اوسکے سنہ ۷۸۹ ہجری مطابق سنہ ۱۳۸۷ عیسوی کے بنائی قطع اس مسجد کی ایسی ہی جیسے
کالی مسجد اور بیگم پور وغیرہ مسجدون کی ہی چونہ اور تہری یہہ مسجد بنی ہی اور
دروازہ پر کتبہ سال بنا کندہ ہی دیکہو کتبہ نمبر ۳

نمبر ۲۹ درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

یہہ درگاہ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کی بہت نامی ہی انتقال آپکا اٹھارہوین
رمضان سنہ ۷۵۷ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۶ عیسوی جمعہ کی دن ہوا ہے مگر یہہ عمارت فیروز شاہ
بادشاہ کی سنہ ۷۷۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۷۳ عیسوی مین بنائی ہی درگاہ کی گنبد کے بارہ در ہین
اور سنگ خارا کی ستون لگی ہوئی ہین سب دروازون مین سنگ سرخ کی
جالیان ہین جنوب کے ایک در مین دروازہ ہے گنبد چونہ تہری بنا ہی اور اوسپر
سنہری کلس ہے اور گنبد کے اندر سنہرے کٹورے لٹکتا ہی سنگین چہجہ گنبد مین

خواجہ

نواب محمد خان نی سال مین بنوا دیا ہی اور میرزا غلام سید نی گنبذ کے گرد بارہ دری
بنوائی تہی کہ وہ گر پڑی درگاہ کی صحن مین جو گنبذ ہین ایک مین حضرت شیخ
فرید شکر گنج کی پوتی کی قبر ہی اور دوسرے مین مخدوم زین الدین کی قبر ہے
جو آپکی بہانجی اور خلیفہ تہی اوسکے پاس مخدوم کمال الدین کی قبر ہی جو مولوی
فخر الدین صاحب کے پیرون مین ہین اور اسی مقام پر نواب فیض طلب خان بنگش
کی قبر ہی درگاہ کی پاس ایک مسجد ہے فرخ سیر کے عہد کی اس درگاہ کا دروازہ
ہی گنبذ نما ہی اور اوسپر فیروز شاہ کی نام کا کتبہ لگا ہوا ہے سنہ ۱۱۳۲ ہجری مطابق — دیکھو کتبہ نمبر ۲۱
سنہ ۱۷۲۹ عیسوی کے محمد شاہ بادشاہ نی اس درگاہ کی گرد پونی چار لاکہ روپیہ
خرچ کر کر شہر پناہ بنوادی ہی اور اوسمین چار دروازہ اور ایک کہڑکی ہے

نمبر ۳۰ قدم شریف یا مقبرہ فتح خان

یہہ درگاہ بہت نامی اور در حقیقت یہہ مقبرہ ہی شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ کا
جبکہ سنہ ۷۷۶ ہجری مطابق سنہ ۱۳۷۴ عیسوی کے شاہزادہ فتح خان نی انتقال کیا تو اوسکی — تاریخ فرشتہ
لاش یہان دفن ہوئی اور فیروز شاہ نی اوسکے گرد مکانات اور مدرسہ اور مسجد
بنائی اور چار دیواری کے پاس ایک بہت بڑا حوض بنوایا کہ ایک پتہر جو ہے
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک معجزہ ہوا تہا کہ اوسکے سبب
پتہر پر نقش قدم پڑ گئی تہی چنانچہ اکثر کتابون مین یہہ مذکور ہی مشہور ہے کہ اوسمین — قصیدہ ہمزیہ
نقش قدم کی پتہرون مین کا ایک پتہر فیروز شاہ کی عہد مین ملا یا اور اوسنے وہ پتہر

بطور تبرک اپنی بیٹی کی قبر پر لگا دیا اور اسی سبب سے یہہ مقبرہ قدم شریف کے
نام سے مشہور ہے اس قبر پر حوض بنا دیا ہے اور اوسکے گرد سنگ مرمر کا
کٹہرا لگایا ہے اوسمین پانی بھرتے ہین اور نقش قدم کو دہو کر پانیکا تبرک
لے جاتے ہین اور زبان حال سے یہہ شعر پڑہتے ہین شعر اے خضر دل اسکے
پینے سے نجات ہے پانی قدم شریف کا آب حیات ہے بارہوین ربیع
الاول کو ہر سال یہان بہت بڑا میلہ ہوتا ہے تمام خلقت جمع ہوتی ہے زیارت کو
ملنگ آتے ہین اور دروازے پہ آکے دہمال کرتے ہین

نمبر ۳۱ مسجد چوراہہ قدم شریف

یہہ مسجد ہے فیروز شاہ کے وقت کی بنی ہوئی ہے اور قطع اسکی ایسی ہی ہے
جیسے خانجہان کی بنائی ہوئی مسجدین ہین مگر خیال مین یہہ آتا ہے کہ جب
فیروز شاہ نے یہہ مقبرہ بنایا یعنی قریب ۷۶۰ ہجری مطابق ۱۳۵۸ عیسوی تب اونہی نے
آپ یہہ مسجد بھی بنائی یہہ مسجد چونہ اور پتہر سے برجون دار نہایت مستحکم بنی ہوئی
ہے اور چوراہہ قدم شریف کی مسجد کے نام سے مشہور ہے

نمبر ۳۲ درگاہ حضرت سید محمود بحار

یہہ درگاہ سرحد موضع کیلوکہڑی مین واقع ہے اور اگرچہ یہان کوئی عمدہ عمارت
نہین مگر یہہ درگاہ بہت متبرک مانی جاتی ہے حضرت سید محمود بحار بڑے
عالم اور بہت بڑے ولی تہے حضرت سید ناصر الدین سونی پتی کی اولاد مین
سنہ ۸۰۸

ششصد ہجری مطابق ۱۳۰۳ عیسوی کو انکا انتقال ہوا مشہور ہے کہ انکی دعا سے ایک مردہ
جی اوٹہا تہا اس سبب سے محی العظام اور راجہ ہاڑ کو بہی انکا لقب ہوگیا ہے
ستائیسوین صفر کو ہر برس یہان عرس ہوتا ہے

نمبر ۲۳

کالی مسجد یا کلان مسجد

فیروز شاہ کی وقت مین جب شہر فیروز آباد آباد ہوا تہا اوسکے ایک محلہ مین
خانجہان نی ۷۸۹ ہجری مطابق ۱۳۸۷ عیسوی کے یہہ مسجد بنائی تہی جب وہ شہر ویران
ہوا اور شاہجہان نی یہہ شہر بسایا تو یہہ مسجد شہر مین آگئی اس مسجد کو بہت
کرسی دیکر بنایا ہی کہ تیس سیڑہیان چڑہ کر مسجد مین جاتی ہین اندر سے مسجد کو
تہ کہا بنایا ہی اور ہر کہہ مین پانچ پانچ در ہین اور اوسکی چہت پر لداو کے
چہوٹی چہوٹی گنبد بنائی ہین اور اوسکے دروازہ پر کتبہ ہے دیکہو کتبہ نمبر ۲۲

نمبر ۲۴

مسجد بیگم پور

یہہ مسجد بہی منجملہ اونہی مسجدون کی ہی جنکو خانجہان فیروز شاہی نی ۷۷۲ ہجری
مطابق ۱۳۷۰ عیسوی کے بنایا تہا یہہ مسجد نری چونہ اور پتہر کی ہی قطع اسکی کہ ترشے
ہہدی بالکل پٹہانون کی وقت کی ہی مگر البتہ مستحکم خوب ہے اسکی قطع اور
کہڑکی کی مسجد کی قطع بہت قریب قریب معلوم ہوتی ہے

نمبر ۲۵

مسجد کالو سرای

متصل مسجد بیگم پور کے ایک اور مسجد ہی خانجہان فیروز شاہی کی بنائی ہوئی

یہہ بہت ہی چونہ اور پتہری پر جو نقاشی ہوئی ہی اور جبکہ یہہ سب مسجدین خانجہان نی قریب قریب زمانہ مین بنائی ہین اسواسطی اسکی سال بنا بہی ورنہ ۷۸۹ ہجری مطابق ۱۳۸۷ع تصور کی جاتی ہی اس مسجد کی ضلع شمالی جو چہوتی منہدم ہوگئی ہین اور اب سیدار اسمین بستی ہین

نمبر ۳۶ مسجد کہڑکی

موضع کہڑکی مین ست پلہ کی پاس یہہ مسجد ہے قریب ۷۸۹ہجری مطابق ۱۳۸۷ع فیروزشاہ کی وقت مین خانجہان نی یہہ مسجد بنائی ہی اب اس مسجد مین زمیدار بستی ہین یہہ مسجد چوکہونٹی ہی اور چارون طرف مربع کی ضلع کی بیچ مین ایک ایک مربع بطور تاج کی نکلا ہی تین طرف تو دروازہ ہین اور قبلہ کی طرف سی بند ہی تمام مسجد مین بہت سی ستون لگائی ہین ایک ایک برج چارون تاج کی مربعون پر ہے اور مسجد کی چہت پر نو جگہہ ملی ہوئی نو نو برج ہین ہر ہر برج کی تلی چار چار ستون ہین مسجد کی صحن مین چار چوک چہوتی ہین اس قطعکی مسجد اس نواح مین اور نہین ہی بلاد روم کی مسجد وضع معلوم ہوتی ہے

نمبر ۳۷ مقبرہ فیروزشاہ

یہہ مقبرہ حوض خاص کی کنارہ واقع ہی جبکہ ۷۹۰ ہجری مطابق ۱۳۸۸ع مین فیروزشاہ کا انتقال ہوا تو اسمقام پر دفن کیا میری رای مین یہہ مقبرہ ناصر

یہ مقبرہ بنا ہے سنہ ۱۳۹۰ عیسوی مطابق سنہ ۷۹۲ ہجری ناصر الدین محمد شاہ کی وقت مین
بالکل چونہ اور پتھری بنا ہوا ہے اسکی پیشانی پر چونہ کی حرفون سی کتبہ بھی ہے دیکھو کتبہ نمبر ۴۳
کہ اکثر حرف جھڑ گئی ہین اسی جگہہ اور بہی چھوٹی چھوٹی برج بنی ہوئی ہین
اور ناصر الدین محمد شاہ اور علاو الدین سکندر شاہ کی بہی قبرین ہین اور ایک
چھوٹا سا برج شہاب الدین تاج خان اور سلطان ابو سعید کا بہی اور اوسپر
کتبہ لگا ہوا ہے دیکھو کتبہ نمبر ۴۴

نمبر ۳۸ خضر کی گمٹی

خضر کی گمٹی

دریا کی کنارہ پر متصل اوکھلہ کی سرحد مین خضر خان کا یہ مقبرہ ہی سنہ ۸۲۴ ہجری مطابق سنہ ۱۴۲۱ عیسوی مین ابو الفتح مبارک شاہ اسکے بیٹی نی یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ کچھہ اچھا نہین ہی صرف ایک گنبد تہا کہ وہ گر پڑا ہی فقط مین کا ایک برج باقی رہ گیا ہی البتہ دریا کی بہنی اور کشتیون کی چلنی کی ایک کیفیت ہے

نمبر ۳۹ مبارکپور کوٹلہ

یہ مقبرہ موضع مبارکپور مین شاہجہان آباد سی تین چار کوس جنوب کیطرف واقع ہی سکہ معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ سنہ ۸۳۷ ہجری مطابق سنہ ۱۴۳۳ عیسوی مین مرا تب یہ مقبرہ بنا یہ مقبرہ بہی بہت خوش قطعہ ہی سنگ خارا سی بنا ہوا ہے اور سنگ خارا ایسی خوبصورتی سی لگایا ہے

کہ دکھنی سی علاقہ رکہتا ہی بعضی لوگ یون خیال کرتی ہین کہ اس بادشاہ نے
شہر مبارک آباد بہی اسی مقام پر اباد کرنا چاہا تہا مگر یہہ بات صحیح نہین
بلکہ اس بادشاہ نی موضع مبارکپور ریتی مین شہر مبارک اباد اباد کرنا چاہا تہا

مقبرہ محمد شاہ

نمبر ۴۰ سلطان
منصوریہ کے مقبرہ کی سامنی سواد موضع خیرپور مین ہی یہہ مقبرہ ہی سلطان
محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا جو سلطان معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ
بن خضر خان کی بعد تخت پر بیٹہا جبکہ ۸۴۹ ہجری مطابق ۱۴۴۵ عیسوی کے
اس بادشاہ کا انتقال ہوا تو یہان دفن کیا اور یہہ مقبرہ اوسکے بیٹے
علاؤ الدین عالم شاہ نی بنایا یہہ مقبرہ نرا چونہ اور پتہر کا بنا ہوا ہے لیکن ایک قطع
اسکے بہت نفیس ہی اندر کا مکان اور باہر کی غلام گردش اور اوسکے
برجیان بہت خوبصورتی سی بنائی ہین

نمبر ۴۱ مقبرہ سلطان بہلول لودی

جبکہ سلطان بہلول لودی موضع بہیداولی نواح سکیٹ مین ۸۹۴ ہجری
مطابق ۱۴۸۸ عیسوی کے مرا اوسکی نعش کو اسمقام پر حضرت روشن چراغ دہلی کے
کی درگاہ کی پاس لاکر دفن کیا اور سلطان سکندر اوسکے بیٹے نے
یہہ مقبرہ بنایا یہہ مقبرہ عجب قطعہ کا بنا ہوا ہی یعنی تو بارہ در ہین اور اوپر
پانچ برج ہشت مجموعی مقبرہ کی بہت خوبصورت ہی اسمقام پر اور بہی

قبر

قبرستان بن گیا ہی اور سنگ کے محجر مین قبر بنی ہوئی ہین یہان سے
روشن چراغ دہلی کی درگاہ کی فصیل جو محمد شاہ نی بنائی ہی اور ایک دروازہ
فصیل کا بہت خوشنمائی سی دکہائی دیتا ہی

نمبر ۴۲ پنج برجہ زمرد پور

زمرد پور ایک گانو ہی شاہجہان آباد سی دکہن مین جانب جنوب پہلی اس گانو کا
نام کہنجن سرای تہا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سلطان سکندر بہلول کی وقت
زمرد خان کی جاگیر مین تہا جب سی زمرد پور نام پڑا اس گانو مین زمرد خان کا
قبرستان ہی اور قبرون پر چہوٹی چہوٹی اور بڑی بڑی برج ستون دار
بنی ہوئی ہین عمارت دیکہنی سی کچہ شک نہین رہتا کہ یہہ عمارت سلطان سکندر
کی وقت کی بنی ہوئی ہی اس قبرستان کی بنا ہی تخمیناً پندرہوین صدی
یعنی قریب سنہ [illegible] ہجری مطابق سنہ [illegible] عیسوی کے خیال کی گئی ہی

نمبر ۴۳ بستی باورے

یہہ مقبرہ ہی قریب درگاہ حضرت نظام الدین کی سلطان سکندر بہلول کے
وقت مین بستی خواجہ سرا تہا اوسنی اپنا مقبرہ قریب سنہ ۹۰۸ ہجری مطابق
سنہ ۱۵۰۲ عیسوی کے بنایا اہتمام پر ایک باولی بہت نفیس ہی اوس مین نیچی اوپر دالان
بنی ہوئی ہین جانب غرب باولی کی ایک مسجد ہی اور اوس پر چونہ کی
منبت کاری مین آیات قرانی کندہ ہین مسجد کی نکلنی پائین طرف دروازہ ہی

اور اوسنے پہر یہی برج بنا ہوا ہے اوس دروازہ کی سامنی قبر کا گنبد شکستہ ہے پہلے تو
جب اونچا تہو تڑوہ بنا کر اوسمین کمری کی طور پر کہر بنائی ہین ور اوسپر قبر
بنائی ہی اور قبر پر برج بنی برج معہ لداو اور ستونون کی سنگ سرخکا بہت
نفیس بنا ہوا ہی چبوترہ بہی بہت خوبصورت ہی اوسکے چارون کونون پر بہی
خوشنمائی کی لئی چار برجیان بنائی تہین اونمین کی تین برجیان قایم ہین اور
ایک توٹ گئی ہی

نمبر ۴۴ موٹہہ کی مسجد

مبارکپور کوٹلہ سی تہوڑی دور آگی یہہ مسجد اور اوسکے سامہنے کا ایک کنواں ہے
مگر یہہ مسجد بہت نامی اور نہایت خوشنما چونہ اور پتہر کی ہی دروازہ اوسکا
مسجد سی ہی اچہا بنا ہوا تہا سنگ مرمر ان ایات و الی کندہ تہین مگر اب
بالکل شکستہ اور خراب ہوگیا ہی مشہور ہے کہ کسی شخص نی راہ چلتی مین زمین
پر سی موٹہہ کا دانہ اوٹہا لیا تہا اوس دانہ کو بوایا جو اوسمین خوشہ اوسکے لگے دو
برس پہر اوسکو بوایا یہان تک کہ چند سال مین بہت روپئی موٹہہ کی ہو گئی
اوسکی یہہ مسجد بنی اور اسی سبب سے موٹہہ کی مسجد مشہور ہے کنوین کے اندر
ایک کتبہ[۱] سنگ سرخکی پتہر پر ہی اوسکے اکثر حرف شور لگنی سی جہڑ گئی
ہین جسقدر کہ باقی ہین اوسی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مسجد اور کنواں سلطان سکندر
بن سلطان بہلول کی وقت مین یعنی تخمینا ۹۴ سنہ ہجری مطابق ۱۵ عیسوی بنی

تہی

[۱] دیکہو کتبہ نمبر ۴۰

نمبر ۵۴

مقبرہ لنکر خان

موضع زرد کی پاس راہ پور ایک گانو ہی اوسکے سرحد مین یہہ مقبرہ ہے لنکر خان سلطان بہلول لودہی کی وقت کی امیرون مین سی تہی اونکا یہہ تہہ ہی اوسی واسطے اسکے بنا تخمنا سنہ ۸۸۰ ہجری مطابق سنہ ۱۴۷۵ عیسوی خیال کی گئی ہی یہہ مقبرہ نہایت بہدا جونہ پتہر کا بنا ہوا ہے مگر اسکے اندر کی قبر اتنی اونچی بنائی ہی کہ اگر آدمی اسکے پاس کہڑا ہوکر ہاتہہ اونچا کری تو بہی اونگلیان قبر کی سرے تک نہین پونچتین اسی مقبرہ کی پاس ایک خوکسندے کی برجی اور بہی اور اوسمین بہی کسیکے قبر ہی شاید کہ انہی کی خاندان مین سی کسیکے ہوگی

نمبر ۵۶

گنبد

موضع کی مسجد کی پاس ہی مین برج برابر برابر ہین معلوم نہوئی کہ یہہ کسیکے مقبرہ ہین مگر اسمین کچہہ شک نہین کہ سلطان سکندر کی عہد کی یعنی تخمینا سنہ ۹۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۴۹۴ عیسوی کے بنی ہوئی ہین یہہ تینون مقبرہ جونہ و پتہر سے بنی ہوئی ہین پہلا مقبرہ اور مقبرون سی اچہا بنا ہوا ہے اور کہین کہین اوسمین سنگ سرخ بہی لگا ہوا ہے

نمبر ۵۷

راجون کی باین

نواح قطب صاحب مین کوٹہی دلکشا سی تہوڑی دور پرے یہہ باولی ہے

سنہ ۹۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۰۶ عیسوی کے سکندر شاہ کی وقت مین دولت خان نے اُسکو
بنایا ساخت اس باولی کی بہت اچھی ہی سیڑہے پانون تک چونہ پتہر کی ہی
اور اب تک سب جگہہ سی ثابوت ہی اسکے پاس ایک مسجد ہے اور اوسکے
صحن مین گنبد ہے پتہر کی ستون کہڑی کر کر اوسپر برجی بنائی ہی جسکے
زمانہ مین اس باولی کی مکانات مین رواج آئسی تہی جب سے راجون کے
دیکھو کتبہ نمبر ۲۶ بابین مشہور ہے اس باولی کی برج کی پیشانی پر یہہ کتبہ لگا ہوا ہے

نمبر ۴۸ مقبرہ سلطان سکندر بہلول

موضع خیرپور کی پاس یہہ مقبرہ سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودہی کا یہہ مقبرہ
سنہ ۹۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۷ عیسوی کے سلطان ابراہیم اوسکے بیٹی نے بنایا
اگرچہ مقبرہ نری چونہ اور پتہر کا ہی الا اندر کا درجہ اور باہر کی غلام گردش
اور اوپر کی برجیان بہت خوشنمائی سی دکہائی دیتی ہین

نمبر ۴۹ درگاہ شیخ یوسف قتال

اخبار الاخیار کہڑکی کی مسجد کے پاس یہہ درگاہ ہی شیخ یوسف قتال کی جو مرید ہین قاضی
جلال الدین لاہوری کی سنہ ۹۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۶ عیسوی کے انکا انتقال ہوا اور
دیکھو کتبہ نمبر ۲۷ شیخ علاؤالدین حضرت شیخ فرید شکر گنج کی نواسہ نے یہہ مکانات بنائے
یہہ درگاہ سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی چارون طرف کی جالیان ہین
سنگین ہین برج چونہ کا ہی اور اوسکے حاشیہ پر چینی کا کام بنا ہوا ہے
اور بیچ

اوسکے پاس ایک مسجد ہے جو نہ پتہری بنی ہوئی ہی لیکن اب بہت ٹوٹ گئی ہے۔

نمبر ۵۰

درگاہ مولانا جمالی

نواح قطب صاحب مین یہہ بہت مشہور درگاہ ہی شیخ فضل اللہ معروف جلال خان نی ۹۳۰ سنہ ہجری مطابق ۱۵۲۳ سنہ عیسوی کے اپنی جیتی جی یہہ کوٹہری بنائی تہی اور آزاد دونون طرح کے امین رہتی تہی جب ۹۴۲ سنہ ہجری مطابق ۱۵۳۵ سنہ ع کی انکا انتقال ہوا تو اسی حجرہ مین مدفون ہوئی بابر اور ہمایون اور سلطان سکندر کے عہد کی بڑی نامی شاعرون مین سی ہین اور جمالی اپنا تخلص کرتے تہی اسی سبب سے درگاہ مولانا جمالی مشہور ہے یہہ حجرہ بہت اچہا چونہ کا بنا ہوا ہی اور تہوڑی تہوڑی جگہ رنگ بہی لگی ہوئی ہی حجرہ کی اندر چونے کے منبت کاری مین وہ غزلین انہی کی کہی ہوئی کہدی ہوئی ہین

اخبار الاخیار

نمبر ۵۱

مسجد درگاہ مولانا جمالی

مولانا جمالی کی درگاہ کی پاس یہہ مسجد بہت بڑی اور نہایت شاندار چونے اور پتہری کی بنی ہوئی اس مسجد کو بہی مولانا جمالی نی اپنی جیتی جی قریب ۹۳۰ سنہ ہجری مطابق ۱۵۲۳ سنہ عیسوی کے بنایا تہا جہان یہہ مسجد واقع ہے دہلی آبادی قطب صاحب کی اسی مقام پر تہی چنانچہ اب بہی اس جگہ پر پرانی بستی کی کہنڈر پڑی ہوئی ہین بلکہ جس زمانہ مین پتہورا نی یہان قلعہ بنایا اوس زمانہ مین بہی آبادی اسی مقام پر تہی

اخبار الاخیار

نیلی چھتری

نمبر ۲ ه

سلیم گدہ کی نیچی دریا کی کنارہ نگمبود کی گہاٹ پر ایک چہوٹی سی بارہ دری ہے
بنگلہ نما اور اوسپر چینی کاری کا نیلہ رنگ مین کام کیا ہوا ہے اس سبب سے
توزک جہانگیر اوسکو نیلی چھتری کہتی ہین سنہ ۹۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۲ عیسوی کے ہمایون بادشاہ نے
دریا کی سیر دیکھنی کو یہ چھتری بنائی اگرچہ سنہ اس چھتری کو پانڈوں کی وقت کی
بتاتی ہین اور کو یہ بات صحیح ہو مگر اتنی بات مسلم ہی کہ اس چھتری مین جو چینی کا
کی اینٹین لگی ہوئی ہین وہ اور کسی ہندوؤں کی جگہ سی اوکھاڑ کر اسمین لگائی ہین کیونکہ
اون اینٹون مین مورتین شکستہ اور برہم خوردہ موجود ہین اور مورتونکی قطع ہاتھ پاؤں
ہو جاتی ہی کہ کسیکا سر کٹ گیا ہی کسیکا دہڑ ہی باقی ہی اور بیل بوتون کے
انتظام کی اولٹ پلٹ ہونی سی صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ اینٹین اور جگہ سے
اندرپرستہ مہاتم اوکھاڑ کر یہان لگائی ہین ہندوؤں کی تاریخ موجب راجہ جدہشٹر نے اس گہاٹ پر
جگ کیا تہا کچہ عجب نہین کہ ہندوؤں کی عہد مین اس گہاٹ پر کسی مقام کو اوس
جگ کی جگہ تصور کر کر چھتری بنا دی ہو اور ہمایون کی عہد مین وہی چھتری
ٹوٹ کر یہ چھتری نئی ہو سنہ ۱۰۲۸ ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۹ عیسوی کے جب جہانگیر بادشاہ
دیکھو کتبہ نمبر ۲۸ بارادہ جانے کشمیر کے دلی مین پہونچا تو اوسنے ایک کتبہ اسمین لگا دیا
دیکھو نمبر ۲۹ اور جب سنہ ۱۰۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۰ عیسوی کے وہان سی پہرا تو دوسرا کتبہ لگا دیا

نمبر ۳ ه درگاہ امام ضامن یعنی مقبرہ سید حسین پاس کی منار

لاٹھہ

لاتہہ کی تپی بڑی دروازہ کی پاس ہیہ ایک مقبرہ ہی امام محمد علی شہید کا
جنکو سید حسین بای بنا رہی کہتی ہین یہہ بزرگ شہد مقدس طوس سی سلطان مرآت آفتاب نما[1]
سکندر کی وقت مین دلی مین آئی اور اپنی مقام پر سکونت اختیار کے
اور یہہ مقبرہ اپنی سامنی آپ بنایا جب سنہ ۹۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۰ عیسوی مین
انکا انتقال ہوا تو بموجب وصیت کی اسی مقبرہ مین دفن ہوئی قطع اس
مقبرہ کی بہت اچھی ہی برج بہی خوشنما ہی اندر سنگ مرمر کا فرش ہے
دیکھو نمبر ۴۴ اور دروازہ پر کتبہ لگا ہوا ہے

نمبر ۴۵ درگاہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ
علیہ کی ہی انکا انتقال شب دوشنبہ چودہوین ربیع الاول سنہ ۶۳۴ ہجری مطابق
سنہ ۱۲۳۶ عیسوی کے ہوا اور اسی مقام پر مدفون ہوئی مگر یہان کچہہ عمارت نہی سنہ ۹۴۸
ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۱ عیسوی کے شیر شاہ کی وقت مین خلیل اللہ خان نی
ایک چار دیواری بنوائی تہی کہ وہ چار دیواری اب نہین رہی
سنہ ۹۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۱ عیسوی کے اسلام شاہ کی وقت مین یوسف خان نے
۹۵۸ھ بہی ایک دروازہ اس درگاہ مین بنایا کہ اوسکی تاریخ بنا درگاہ خواجہ قطب ہے
بعد اسکے سنہ ۱۱۱۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۷ عیسوی کے شاکر خان نی شاہ عالم بہادر شاہ کے
وقت مین ایک دروازہ جانب غرب بنایا کہ اب تک موجود ہے

ہو سنہ ۱۲۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۸۵ عیسوی کے قریب سید نے اپنی مزار کی گرد سنگ مرمر کے
بہت نفیس جالیاں بنوادیں اور سنگ مرمر کی دروازہ بہت لطیف بنوائے
دیکھو نمبر ۲۰۰ اور اون دروازوں پر کتبی لگائی

نمبر ۵ مسجد قلعہ کہنہ

تاریخ مرزا ہدایت اللہ خان
جبکہ شیر شاہ بادشاہ ہوا تو اوس نے سنہ ۹۴۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۱ عیسوی کے اس مسجد کو پرانی قلعہ کی اندر شمالی دیوار کی متصل بنایا اوس زمانہ کی عمارتوں میں یہ مسجد بہت خوبصورت عمارت ہے اندر اور باہر وہ کار سنگ سرخ کی بنی ہوئی اور کہیں کہیں نہایت خوشنمائی سی سنگ مرمر بھی لگایا ہی ہر جگہ قرآن کی آیتیں نسخ اور کوفی خط میں کندہ ہیں مہرابوں اور گوشہ اور کونوں پر بہت تحفہ منبت کاری اور بہت خوب پچکاری کی ہوئی ہی اسکی ساخت قابل دیکھنی کی ہی لہذا اوس مسجد کا نہایت عمدہ سنگ سرخ کے پتھروں کو چھوٹا چھوٹا تراش کر بہت خوبصورتی اور دانائی اور اوستادی سی ایسا خوبصورت اور مضبوط لگا دیا ہی کہ دیکھنی سی تعلق رکھتا ہی اوس کے اندر ہر جگہ بہت تحفہ منبت کاری بنائی ہی اسکی صحن میں ایک بہت خوبصورت سولہ پہلو کا حوض ہی مگر اب بے مرمتی کی سبب بالکل خراب ہو گیا ہے اس مسجد کی دیوار کے آثار بہت چوڑی ہیں اور اندر روشن چھت پر چڑہنی کا زینہ اور طرح طرح کی نشیمن نکالی ہیں اس مسجد کی چھت پر ایک

گنبد

۲ ا سنہ اب تک موجود ہے اور اوسکے اودہر گنبد کے دو چہتریان تہین کہ توٹ گئی ہین اس مسجد کو اکبر نامہ مین جامع مسجد کرکے لکہا ہے شاید ہمایون کے وقت مین یہی جامع مسجد شہر کی ہو اس مسجد پر کہین تاریخ کا کتبہ نہین ہے الا مسجد کے پیش طاق کے دہا مین بائین طاق مین چند شعر کندہ ہین

دیکہو کتبہ نمبر ۳۲

نمبر ۵۶ شیر منڈل

اسی پرانی قلعہ مین شیر شاہ نے ۹۴۷ ہجری مطابق ۱۵۴۰ عیسوی کے مسجد کے پاس بہت بلند ہشت پہلو ایک عمارت بنائی اور شیر منڈل اوسکا نام رکہا کہ اب تک اسی نام سے مشہور ہے یہ عمارت تمام سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور دو منزلہ ہے درمیان کی چوتہ مین ایک کمرہ بنا ہے اور چارون طرف بہت ہی تنگ غلام گردش ہے اور دیوار مین سے اوپر کو زینہ چڑہا ہے اور سب درمیان پر ایک برجی بنائی تہی مگر اب ٹوٹ گئی ہے اور یہی اس عمارت سے فائدہ معلوم نہین ہوتا جبکہ ہمایون بادشاہ دوبارہ دلی مین بادشاہ ہوا تو اسمکان مین کتب خانہ رکہا تہا ۹۶۳ ہجری مطابق ۱۵۵۶ عیسوی شام کے وقت ہمایون بادشاہ اس کتب خانہ مین آئے اور اوسی رات احتمال تہا کہ زہرہ طلوع کرے اوسکو دیکہنا چاہا جب وہان سے اترنے لگے تو زینہ پر سے کہ نہایت پیچدار ہے پاؤن پہسل گیا اور بادشاہ نیچے گر پڑے کنپٹی مین بہت چوٹ آئی اور تیسرے روز بعد مر گئے مرزا ہدایت اللہ خان نے

اکبر نامہ

ہی تاریخ میں اس عمارت کو ہمایوں بادشاہ کی بنائی ہوئی خیال کیا ہے
یہ صحیح نہیں ہے

نمبر ۵ مسجد و مقبرہ خیرپور

ہمیں تو کچھ شک نہیں کہ یہ مقبرہ اور مسجد پٹھانوں کے وقت کی ہے اور تخمیناً سنہ ۹۵۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۳ عیسوی یعنی قریب زمانہ شیر شاہ کی بنی ہوئی ہے اگرچہ اسکے بنانے والے کا نام تحقیق نہیں ہوا لیکن ہمیں کچھ شک نہیں رہا کہ پٹھانوں کے وقت کے کسی امیر کا اسکے نام پر یہ گانو آبادی ہے یہ مقبرہ ہے اور اوسکے یہ مسجد بنائی ہوئی ہے اگرچہ یہ مسجد چونہ اور پتھر کی بنی ہوئی ہے مگر اسکے خوش قطع ہونے میں کلام نہیں ہے اس مسجد میں نہ کاریگری ہے نہ تختہ سنگ کاری کی ہوئی ہے اور پیشانی میں جو نہ کاری کی ہے آیات قرآنی کہدی ہوئی ہیں ایسی خوش قطعہ مسجد پٹھانوں کے وقت کی بہت کم دیکھنے میں آئی ہے

نمبر ۵ کاری باؤلی

بیچ اہتمام عمادالملک خواجہ عبداللہ نے سلیم شاہ بادشاہ کے وقت میں سنہ ۹۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۹ عیسوی ایک کنواں بنایا تھا چھ برس بعد یعنی سنہ ۹۳۱ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۵ عیسوی کے اوس کنوئیں کے آگے باؤلی بنا دی جب شاہجہان نے شہر بسایا تو یہ باؤلی بھی شہر میں آگئی اب یہاں بہت لوگوں نے

مکا

بانی ... ہی ایک کتبہ تو بنا ہی اور ایک کتبہ اس باؤلی کی ہین۔ دیکھو کتبہ نمبر ۳۴

نمبر ۵۹ مقبرہ عیسی خان

جب سرائے کی پاس ایک چار دیواری ہی اوسکو عیسی خان کا کوٹلہ کہتی ہین اور اوس کوٹلہ مین یہ مقبرہ ہی اس مقبرہ کو عیسی خان نے جو اسلام شاہ کی عہد کے بڑے نامی امیرون مین سی ہین سنہ ۹۵۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۷ عیسوی کے اپنی جیتی جی بنایا مقبرہ کے دروازہ پر کتبہ لگا ہوا ہے ہمایون کی وقت کی عمارتون مین یہ مقبرہ نہایت خوبصورت ہے بیچ مین برج ہے اور چارون طرف غلام گردش ہے ایک چبوترہ اور چونہ کی بہت خوبصورت بنائی ہی اس مقبرہ مین گنوار بستے ہین اور کہین نقش عمارت کو خراب کرتی جاتی ہین دیکھو کتبہ نمبر ۳۵

نمبر ۶۰ مسجد عیسی خان

یہ مسجد عیسی خان کی مقبرہ کی پاس ہے اور اس مسجد کو بھی عیسی خان نے سنہ ۹۵۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۷ عیسوی کے اسلام شاہ کی وقت مین مقبرہ کے ساتھ بنایا ہے یہ مسجد بڑی چونہ اور پتھر کی بنی ہوئی ہی اور محرابون مین کہین کہین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہے

نمبر ۶۱ مسجد درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کے مزار کے پاس جالیون کے قریب یہ مسجد ہے اس مسجد کے تین درجہ ہین پہلا درجہ وہ محراب کا کچھ ہی صرف مٹی کا اس درجہ کو

حضرت قطب صاحب نے آپ بنایا تھا سنہ ۹۵۵ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۸ عیسوی کے سلیم شاہ کیوقت مین اوسمین کچھہ درجے گیے ای ایک اور درجہ بنا بعد اوسکے سنہ ۱۰۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۱ عیسوی کے فرح سیر نے اوسکے ای ایک اور تیسرا درجہ بنایا اور اوسکے پیشانی پر تاریخ لگائی جسکا مادہ تاریخ بیت ربی مستجاب ہے

نمبر ۶۲ **عرب سرا**

ہمایون کی مقبرہ کی پاس یہہ سرای ہے اور اس سرا کو نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی نی سنہ جلوس اکبری مطابق سنہ ۹۶۸ ہجری موافق سنہ ۱۵۶۰ عیسوی کے بنایا ہی اس سرا مین سو عرب آباد ہوئی تہی اس سبب سے سوعرب سرا کے نام سی مشہور ہے اگرچہ عمارت اس سرا کی بہت بدل گئی ہے الا قدیم دروازہ جو بہت خوبصورت اور نہایت تحفہ بنا ہوا اب بہی موجود ہے

نمبر ۶۳ **خیر المنازل**

یہہ مدرسہ ہے ماہم بیگم کا جنہون نی حضرت اکبر کو دودہ پلایا تہا سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ عیسوی کے یہہ مسجد اور مدرسہ پرانے قلعہ کی پاس بنا یا یہہ عمارت بالکل چونہ اور پتہر کی ہی اور اب بالکل شکستہ ہو گئی ہی مسجد کی پیشانی پر دیکھو کتبہ نمبر ۳۶ یہہ کتبہ لگا ہوا ہے

نمبر ۶۴ **بہول بہلیان**

قطب صاحب کے نواح مین لاٹہہ کے قریب ادہم خان ماہم انگہ کی بیٹے اور اکبر بادشاہ کے کوکہ

لوکہ کا یہہ مقبرہ ہی سنہ جلوس اکبری ہو افق ۹۶۹ سنہ ہجری مطابق ۱۵۶۱ سنہ عیسوی کے ادہم خان نی شمس الدین محمد خان اتکہ کو مار ڈالا اوسکے عوض بادشاہ نی ادہم خان کو قلعہ پر سے گراکر مار ڈالا ماہم انکہ بہی اوسی زمانہ مین مرگئی اور دونو لاشین اکبر اباد سی یہان لاکر دفن کین اور اکبر بادشاہ کی حکم بموجب یہہ مقبرہ بنا ماثر الامرا

یہہ مقبرہ ذرا چونہ اور پتہر کا ہی اسکی ایک دیوار مین زینہ بنا ہای اور جسکے دونو سطح پر بنائی ہی کہ اوسکے گرد پہرا سکتے ہین اور اوسمین ایک مقام پر ایسا دہوکا رکہا ہی کہ ادمی یہہ خیال کرتا ہی کہ جس رستہ کو مین جاتا ہون اسی رستہ سے نیچی اترونگا حالانکہ برخلاف اپنی قیاس کی اوپر چڑہ جاتا ہی اور پہر جب نیچے اوترنیکا ارادہ کرتا ہی تو بسبب ایک پیچ کے کہ نیچی اوترنیکا رستہ کونہ مین نظر سی پوشیدہ ہی اوسی رستہ پر آن پڑتا ہی اور پہر اوپر چڑہ جاتا ہے اور اسی سبب سے بہول بہلیان یعنی مقام گم گشتگی اسکا نام مشہور ہوگیا ہی

نمبر ۶۵

مقبرہ ہمایون

ہر کہ میخواہد کہ بیند شکل فردوس برین   گو بیا این قصر و این باغ ہمایون را ببین

یہہ مقبرہ شہر شاہجہان آباد سی قریب ڈہائی کوس جنوب کیطرف معز الدین کیقباد کے کیلوکہری مین واقع ہی اور اسمین ہمایون بادشاہ کی قبر ہی اس مقبرہ کے عمارت ایسی خوب ہی کہ اپنا نظیر نہین رکہتی سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے ملاکر اسکو بنایا ہی سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شرماوے اوسکے آگے

دریا کی خجالت میں ڈوب جاتا ہے اور تماشا ہے تو یہ نادر کہ گلاب کی پنکھڑیوں کو
شرف بخشتا ہے یہ پچ کاری سنگ مرمر کا گویا خدائی قدرت سے دریا کا ایک
ہوتی ہی قطع اسکے ایسی خوبصورت ہے کہ آسمان بھی اسکے آگے پانی کا ایک بلبلہ
ہی چوڑان چکلان اونچائی مقبرہ کی نہایت مناسب ہے باوصف مقدرت کے
کی بہت نازک دکھائی دیتا ہی صحن اوسکا بہت دلکشا اور نقشا اسکے
نہایت دلربا نقش اسکے نہایت خوب قطع اسکے نہایت مرغوب ہے
زمانہ میں یہ باغ بھی بہت آراستہ تھا چاروں طرف نہرین جاری تھین جابجا
حوض بنے ہوئے تھے پانی لہراتا تھا فوارہ چھوٹتے تھے پھول کھلتے تھے بلبلین چہچہاتے
تھین اب سب ویران ہو گیا نہ وہ قد بارہ دری اور عمارتین ہیں نہ وہ
پھول جو لب دلبرون سے بستے تھے نام کو بھی نہین نہرین ٹوٹ گئین حوض بند
ہو گئی فوارہ چپ ہو رہے کوئین اندھی ہو گئی آبشارونکا نام نہین زہار
کہین تو ناپید ہو ماں ہو نکا نشان پایا جاتا ہے سنہ ۹۷۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۵ عیسوی کے
مرآت آفتاب نما نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی نی سنہ ۱۴ جلوس اکبری مین اس مقبرہ کو
بنوانا شروع کیا سولہ برس کے عرصہ میں پندرہ لاکھہ روپیہ خرچ ہو کر تیار
ہوا خاندان تیموریہ کا یہ مقبرہ قبرستان ہے۔

نمبر ۶۶ نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خان

پرانی قلعہ کے پاس یہ مقبرہ ہی نواب نوبت خان اکبری کا اونہون نے
سنہ ۹۸۳

سنہ ۹۷۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۵ عیسوی کے یہ مقبرہ اپنے جیتے جی بنایا اس مقبرہ کا برج چینی کا نیلا تھا اس سبب سے نیلی چھتری کر کر مشہور ہے اب یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہے برج بھی گر پڑا ہے مقبرہ کی نمایش بھی خراب ہو گئی ہے

نمبر ۶۷ مقبرہ اتکہ خان

یہ مقبرہ شمس الدین محمد خان غزنوی کا جنکا اعظم خان خطاب تھا اکبر کے انا کی خاوند تھی سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ عیسوی ادہم خان نے انکو مار ڈالا تھا بادشاہ نے اوسکے بدلے ادہم خان کو دو دفعہ قلعہ پر سے گروا کر مار ڈالا اور خون شہید بربادی ایک ایک کے تاریخ ہی اور یہ مصرع بھی تاریخ کا ہی رفت اعظم بہ عظمت از جہان اور یہ قطعہ بھی تاریخ کی ہی قطعہ خان اعظم سپاہ اعظم خان کہ چو او کس درین زمانہ نبود بشہادت رسید ماہ صیام شربت تو ز دو دار چشید کاتب سال او نوشتہ شدی گشتہ سال فوت خان شہید غرض کہ انکی ماری جانی کی بعد انکی لاش دلی میں لائی اور حضرت نظام الدین کی درگاہ کی پاس دفن کیا سنہ ۹۷۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۶ عیسوی کے کوکلتاش خان انکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بھی بہت خوب ہے سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے آیات قرآنی اور گل بوٹے بہت خوبصورتی سی کندہ ہیں دروازے کی پیشانی پر تاریخ بنا کا کتبہ لگا ہوا ہے

مآثر الامرا

دیکھو کتبہ نمبر ۳۰

نمبر ۶۸ درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

یہہ درگاہ شہر شاہجہان اباد سی تہوڑی دور فراشخانہ کی کہڑکی باہر واقع ہے
حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب نقشبندیے کی یہہ درگاہ ہی ۱۰۱۲ سنہ ہجری مطابق
۱۶۰۳ سنہ عیسوی کے ایکا انتقال ہوا اور جب ہی ایکا مزار بنا بہر رفتہ رفتہ ایک گنبد
بن گئی اور بہت قبرین ہوگئی اپکے مزار کی سرہانی ایک دیوار ہے کہ
اوسمین طاق طاق بنی ہوئی ہین اوسمین چراغان روشن ہوتی ہین

نمبر ۶۹ درگاہ حضرت امیر خسرو

حضرت نظام الدین کی درگاہ کی پاس یہہ درگاہ ابوالحسن عرف امیر خسرو کی ہے
اخبار الاخیار اونتیسوین ذیقعدہ ۷۲۵ سنہ ہجری مطابق ۱۳۲۴ سنہ عیسوی کے ایکا انتقال ہوا اور اسمقام پر جو
یارانی چبوترہ کہلاتا تہا دفن ہوئی ایکی مزار کی سرہانی لوح پر تاریخ انتقال
کندہ ہی جسکا پہلا مادہ عدیم المثل اور دوسرا طوطی شکر مقال ہی ۹۷۶ سنہ ہجری
مطابق ۱۵۶۸ سنہ عیسوی کے سید مہدی نی صرف مجر بناکر یہہ عمارت جو اب موجود ہے
۱۰۱۴ سنہ ہجری مطابق ۱۶۰۵ سنہ عیسوی کے عماد الدین حسن نی یہہ عمارت سنگ مرمر کے
دیکہو کتبہ نمبر ۳۸ تعمیر کی برج کی اندر چند اشعار اور کتبہ تاریخ بنا کندہ ہی اس درگاہ مین ہر برس
سترہوین شوال کو بہت دہوم سی میلہ ہوتا ہی اور موسم بہار مین بسنت بہی
بہت خوب ہوتی ہے

نمبر ۷۰ جیلخانہ یا سرای فریدخان

درحقیقت یہہ سرای ہی نواب فرید خان جہانگیری المخاطب مرتضی خان کی بنائی ہوئی
ہی

تھا سنہ ۱۱۰۶ ہجری مطابق سنہ ۱۶۹۴ عیسوی کے انہون نی یہہ سرا بنائی تہی جب پرانی دلی
ویران ہو گئی یہہ سرا بہی ویران پڑی تہی سرکار انگریزی نی اسکی مرمت
کی اور اوسکو جیلخانہ تجویز کیا اس سرا کا دروازہ بہت عالیشان بنا ہوا ہے
اور اوسکے اوپر بہی مکانات ہین کہ داروغہ جیلخانہ اوسمین بفراغت
رہ سکتا ہی اب اسکے قریب اور بہت سی مکانات جیلخانہ اور کچہری
اور پاگل خانہ کی بن گئی ہین

نمبر ۱۷

بارہ پلہ

یہہ پل شاہجہان آباد کی جانب جنوب کیطرف واقع ہی ایسا نفیس پل اطراف
مین ہی نہین ہی اس پل کو جہانگیر بادشاہ کی عہد مین سنہ ۱۰۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۲ عیسوی کی
مہربان آغا عرف آغا مان المخاطب بہ آغای آغایان خواجہ سرا نی
بنایا ہے یہہ آغا اکبری اور جہانگیری عہد کی بڑی نامی خواجہ سراؤن مین تہی تزک جہانگیری
ہین اور یہہ پل بہی بہت خوبصورت پتہر اور چونہ سی بنا ہوا ہے اور اوسکی
سر پر ایک پتہر پر چند شعر پل بنی کی تاریخ اور جہانگیر بادشاہ کی تعریف دیکھو کتبہ نمبر ۳۹
مین کندہ ہین

نمبر ۱۸

منڈی

یہہ منڈی مہربان آغا خواجہ سرا کی بنائی ہوئی ہی اور جس زمانہ مین کہ اوسنے
بارہ پلہ بنایا یعنی سنہ ۱۰۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۲ عیسوی کے اوسی زمانہ مین یہہ منڈی بہی

تہائی اس منڈی کا دروازہ بہت خوبصورت ہے اور اوسیر پانی کا نام گمبھیر ہے
منڈی کی اندر ایک مسجد ہی وہ ٹوٹ گئی مگر ایک کنوان سیڑیون دار اب
موجود ہی اور باؤلی کی نام سی مشہور ہی اس قسم کی کنوی مالوہ کیطرف بہت ہین
مگر اسطرف ایسا کنوان عجایبات سی ہے،

نمبر ۳، کوس منارہ

جہانگیر بادشاہ نی اپنی عہد مین بنگالہ سی اگرہ ہوتی ہوئی دریای اٹک کی سرحد تک
ہواکر دوطرفہ درخت لگائی تہی سنہ ۱۴ جلوسی مطابق سنہ ۱۰۲۸ ہجری موافق سنہ ۱۶۱۹ عیسوی کے
یہہ بہی حکم دیا کہ اگرہ سی لاہور تک ہر کوس کی سرے پر ایک منارہ بنوایا توزک جہانگیری
جاوی اور تین کوس پر ایک کنوان چنانچہ یہہ منار چونہ اور پتہر کی بہت مستحکم
اور بلند ابتک بہی موجود ہین اکثر منارون مین معلوم ہوتا ہی کہ تعداد کوس کے
لیی پتہر لگانیکو خانہ چہوڑا ہی مگر کسی مین پتہر لگا ہوا نہین ہے

نمبر ۴، پل سلیم گڈہ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلیم شاہ نی جب سلیم گڈہ بنایا تہا تو اوسوقت دریا اسکے
نیچی بہتا تہا اور جنوب کیطرف پانی نہ تہا اور اوسیطرف کے دروازہ سے تہا
اس قلعہ مین جانی تہی اور ایک دروازہ شمال کی جانب دریا کی کنارہ
شاید ایک مدت کی بعد پانی کی ٹکری جنوب کیطرف کا گزر ہوا دریا کاٹ گیا
اور اس قلعہ کی چارونطرف پانی ہو گیا اور قلعہ مین جانیکا رستہ نہ رہا تب

نور

نورالدین جہانگیر بادشاہ کی سنہ جلوس مطابق ۱۰۳۱ سنہ ہجری ہوا تھی ۱۶۲۱ سنہ عیسوی کے
اس قلعہ کی جنوبی دروازے کے آگے ایک بہت پختہ اور نہایت مضبوط تختہ جو نہ
اور بہر کا پل ہوا ہے کہ وہ پل اب تک موجود ہے اور اوسپر دو کتبے بھی لگے ہے دیکھو کتبہ نمبر ۲۴
ہوئی ہیں جب شاہجہان نے قلعہ بنایا تو یہہ پل قلعہ میں ایسا مل گیا کہ گویا
اس قلعہ کی لئی بنایا تھا

نمبر ۵۷ مقبرہ شیخ فرید

بیگم پور کی مسجد کی پاس یہہ مقبرہ ہی شیخ فرید ابن شیخ احمد بخاری کا جنکو جہانگیر کے
عہد میں مرتضی خان کا خطاب ملا تھا اس مقبرہ کی مکانات بالکل ٹوٹ گئے ہے
ہیں صرف دالان باقی رہ گیا ہی سنہ جلوس جہانگیری مطابق ۱۰۲۵ سنہ ہجری کے
موافق ۱۶۱۶ سنہ عیسوی کے انکا انتقال ہوا کہ سال وفات اونکی قبر پر کندہ ہی اور
اسی زمانہ کی قریب یہہ مقبرہ بنا

نمبر ۵۸ نیلہ برج یا مقبرہ فہیم

یہہ مقبرہ ہی ہمایون کی مقبرہ کی پاس کوئی تو اسکو حجام کا مقبرہ بتاتا ہی اور
کوئی فہیم کا پہلی بات تو یقینی غلط ہی اور دوسری بات اگر صحیح ہو تو یہہ مقبرہ
عبدالرحیم خان خانخانان کا بنایا ہوا ہے ۱۰۳۳ سنہ ہجری مطابق ۱۶۲۳ سنہ عیسوی کے جبکہ
مہابت خان نے خانخانان کو براہ دغا نظربند کیا تو پہلی فہیم پاس جو
خانخانان کی بڑی عزیز چیلون میں سی تھا پیغام سازش کا بھیجا اوسنے

مآثر الامرا — نما اور یہی مثنی اور ڈیڑھ چالیس رفیقون کی ساتھہ لڑکر مارا گیا غالب ہے کہ جب
و تزک جہانگیری — خانخانان سنہ ۲۰ جلوس جہانگیری مطابق سنہ ۱۰۳۴ ہجری کو اور سنہ ۱۶۲۴ عیسوی کے جیو آیا تب اوسنے
یہہ مقبرہ بنایا یہہ مقبرہ بالکل چینی کاری کا ہی اور ایسی خوشرنگ اور خوبصورت
چینی کاری اور رنگ آمیزی کی ہوئی ہی کہ دیکھنی سی علاقہ رکھتی ہی برج
اس مقبرہ کا بالکل نیلہ رنگ کا ہی اور اسی سبب سے نیلہ برج کی نام سے مشہور ہی

نمبر ۷ ، چونسٹھہ کھنبہ

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کی یہہ مقبرہ مرزا عزیز کوکلتاش خان مخاطب بہ
خان اعظم اتکہ خان کا ہی جبکہ سنہ ۱۰۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۴ عیسوی کے احمد اباد گجرات مین
جہانگیر کی عہد مین انکا انتقال ہوا تب اونکی لاش کو یہان لاکر دفن کیا اور یہہ
مقبرہ اونکی قبر پر بنا یہہ مقبرہ درحقیقت نئی طرح کا ہی کہ ایسا نظیر نہین رکہتا سر سے
پاون تک سنگ مرمر کا ہی اس عمارت مین چونسٹھہ ستون سنگ مرمر کی
لگی ہوئی ہین اس سبب سے اسکو چونسٹھہ کھنبہ کہتی ہین اسکی محرابونکا انداز اور
جہت و زون کی قطع اور سنگ مرمر کی نمایش بہت ہی اچہی معلوم ہوتی ہے

نمبر ۸ ، مقبرہ خانخانان

یہہ مقبرہ بارہ پلہ اور ہمایون کی مقبرہ کی پاس عبد الرحیم خان خانخانان بن بیرم خان
خانخانان کا ہی سنہ ۱۰۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۶ عیسوی کے بہتر برس کی عمر مین انکا انتقال ہوا
مآثر الامرا — اور اسی مقبرہ مین دفن ہوی خان سپہ سالار کو اکی مرنکی تاریخ ہی یہہ مقبرہ ہے

ہی بنانے میں بہت خوب بنا ہوا تہا سارا برج سنگ مرمر کا اور ستون سنگ سرخ کا
سنگ مرمر کی پچی کاری کا تہا آصف الدولہ کی عہد میں اس مقبرہ کا تمام سنگ اکھڑ گیا
افسوس ہے کہ ایسی عمدہ عمارت یون خراب ہو گئی اب یہ مقبرہ زیر لکہوریہ کا بنید
اور بالکل لنڈ منڈ رہ گیا ہے خانخانان اکبر اور جہانگیری عہد کی بڑی نامی امیروں میں
ہی میں الموسیقی میں دخل تہا اور شعر بہی خوب کہتی تہی

نمبر ۷۹ مقبرہ سید عابد

سید عابد نواب خاندوران خان کی رفیقوں میں تہی کسی لڑائی میں مارے گئے
جب یہ مقبرہ تخمینا سنہ ۱۱۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۷ عیسوی بنا لال بنگلہ جو مکان مشہور ہے
اسکے پاس یہ مقبرہ بہی ساخت ہے اسکے بالکل چونہ اور اینٹ کی بنی ہے اور کہین کہین
چینی کاری کا بہی کام ہے یہ مکان بہی اچہا بنا ہوا ہے اسکے صحن میں حوض تہا چاروں طرف
نہرین تہین مگر اب خراب ہو گئی ہین دروازہ بہی اسکا خوش قطعہ بنا ہوا ہے
اور اوسپر ایک سہ دری معقول ہے

نمبر ۸۰ خاص محل

پرانی قلعہ کے پاس ایک محل تہا شاہجہان کی وفات کا سنہ ۱۰۷۶ ہجری مطابق
سنہ ۱۶۶۶ عیسوی ہے رنجان کی بیٹی بی جسکا خاص محل خطاب تہا یہ محل بنایا تہا اب یہ
محل بالکل ٹوٹ گیا ہے دروازہ باقی ہے

نمبر ۸۱ مقبرہ شیخ عبد الحق محدث

دوستی منی کی کہ رد شیخ عبد الحق محدث کا یہہ مقبرہ ہی جو اکبر بادشاہ کے
عہد کی بڑی نامی علما ہون مین سی ہین ۱۰۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۴۲ عیسوی انکا انتقال ہوا
اور اوسی زمانہ مین یہہ مقبرہ بنا مقبرہ کی اندر قبر کی سرہانی ایک دیوار
انکا سا احوال لکہہ رکہا ہی یہہ مقبرہ بڑی حوض نہر کا ہی مگر تالاب کے کنارہ
واقع ہونی سی البتہ ایک سیر کی جگہہ ہی

نمبر ۸۲ مسجد جہان نما یا مسجد جامع

شاہجہان نامہ و مراۃ آفتاب نما

یہہ مسجد اقصی اور یہہ معبد اعلی ارگ شاہجہان آباد سی ہزار گز کی فاصلہ پر غرب
کیطرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہی کہ وہ پہاڑی اوسمین بہوجہلہ
کہتی ہی اور شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نی اس مسجد کو بنایا ہی.
لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی اسکی بیان سی باہر ہی
آدمی کی طاقت نہین کہ اوسکا بیان کرسکے ایسی خوش قطع اور خوشنما
مسجد روی زمین پر نہین ہی سیڑہیان تک ایک رنگ کی سنگ سرخ کی
ہی اور اندر سی اجارہ تک سنگ مرمر کی اور جا بجا سنگ سرخ مین
سنگ مرمر کی دہاریان اور سنگ موسی کی پچی کاری کی ہوئی
برج اسکی تمام سنگ مرمر کی ہین اور اوسمین سنگ موسی کی دہاریان
بنی ہوئی ہین ایسی مہندسون نی بدل نی یہہ مسجد بنائی ہی کہ کوئی در و دیوار
طاق و محراب مرغولہ و کنگورہ تناسب سی خالی نہین دسوین شوال سنہ ۱۰۶۰ ہجری

کو ای

ہوا فی سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سال بست و چہارم جلوس میں اس مسجد کی بنیاد باہتمام
سعد اللہ خان دیوان اعلی اور فاضل خان خانساماں کی پڑی شروع ہوئی
اور ہر روز پانچ ہزار راج مزدور بیلدار سنگتراش کام کرتے تہے باوجود اس
اہتمام کی چھ برس میں دس لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تمام ہوئی
اس مسجد کی تین گنبد ہیں نہایت خوشنما نوے گز کی طول اور تیس گز کی
عرض میں اندر کو سات محرابیں ہیں اور باہر صحن کی طرف گیارہ در ایک در
تو بہت بلند ہے اور پانچ پانچ در ادہر اودہر ہیں بڑے در تو بالائی دیوار بطور
دیکھو کتبہ نمبر ۲ طغرا اور باقی درون پر کتبہ تمام نامی شاہجہان اور تاریخ تعمیر اور مصارف
سنگ موسی کی پچی کاری سے کہا ہوا ہے۔ ان دروں کی دونو طرف
مینار ہیں نہایت بلند اور بغایت خوشنما اور اوس میں زینے بنے ہوئے
ہیں کہ اوس رستے سے مینار کی اوپر چلے جاتے ہیں میناروں کی اوپر
بارہ دری کی برجیاں سنگ مرمر کی نہایت دلکشا دلربا بنی ہوئی
ہیں ان میناروں پر چڑہنے سی شہر کی عجب کیفیت معلوم ہوتی ہے اور
نہایت سیر دکہائی دیتی ہے تمام شہر مثل گلزار کے معلوم ہوتا ہے اور
درختوں کی رونق اور مکانوں کی خوشنمائی سے ایک عالم دکہائی دیتا ہے
شمالی مینار بسبب بجلی کی گر پڑا تہا اور اوس عمارت اور صحن کا فرش بہ سبب
کہ تمام سنگ سرخ کا ہے جا بجا سے بگڑ گیا تہا سرکار انگریزی نے سنہ ۱۲۳۳

مطابق سنہ ۱۶۰۰ عیسوی کے معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کی عہد مین اس مینار کو نیا
اور فرش بھی درست کروا دیا کثرت نمازیون کی ماشاء اللہ اس مسجد مین
اور ملنے سی زیادہ ہوتی تھی اور امام کی آواز تکبیر سب نمازیون کو نہین پہونچ
سکتی اسواسطی شاہزادہ میرزا سلیم ابن معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ نے
سنہ ۱۰۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۹ عیسوی کے بڑی در کی بیچمین ایک مکبر سنگ کا بنایا
بہت خوشنما بنوا دیا ہے کہ مکبر اوس مکبر پر کھڑی ہوکر آواز اللہ اکبر اور ربنا
لک الحمد سبکے کانکا آویزہ کرتا ہی اس مسجد مین تمام فرش سنگ مرمر کا ہے
اور اوسمین سنگ موسی کی پچکاری سی مصلے بنادی ہین مگر اس مسجد کا سنگ مرمر
ایسا خوش قطع بنا ہوا ہے کہ جسکا بیان ممکن نہین ہے شمال کی دالان مین
کچھ تبرکات جناب خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی رکھی ہین اور اوس مقام
درگاہ آثار شریف کہلاتا ہی صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرح
بخش ہی ایک حوض چھتیس گز کی عرض و طول سی اور اوسکے بیچون بیچمین حوض ہے
فرحت بخش روح افزا دلکش اور دلربا پندرہ گز کی بارہ گز کا نرا
سنگ مرمر کا اور اوسکے بیچمین فوارہ لگا ہوا ہے اور جمعہ اور عیدین اور
الوداع کو چھوٹا کرتا ہی اوس حوض کی غربی گوشہ پر محمد تحسین خان
محلی بادشاہی نی سنہ ۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۶ عیسوی مین یہ بات بیان کرکے کہ
مینی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین اس جگہ بیٹھے دیکھا

ایک

ایک بہت خوشنما کٹہرہ پتہر کا لگا ہوا ہے اس مسجد کی صحن کی چارو طرف ایوان بنا ہے
خوشنما اور دالان بہی فرحت افزا اور حجرہ ہای دلکش بمکانات وحشت بخش
بنی ہوئی ہین اور چارون کونون پر چار برج ہین بارہ دری کی بہت دلچسپ
کہ اوس سی ایک عجب رونق اور بہار حاصل ہو گئی ہی جنوبی اور شرقی
دالان کی سامنی دائرہ بنے ہے وقت نماز جان نکونا ہوا ہی اس مسجد کی
تین دروازے بہت عالی ہین تینون دروازون پر نگی کو خیر ہتجی ہی ہین

دروازہ جنوبی مسجد جامع

جنوبی دروازہ اس مسجد کا جانب تا چتلی قبر کی بازار کی طرف بہت خوشنما بنا ہوا ہے
دروازہ پر رہنی کی لائق حجری بنی ہوئی ہین اس دروازہ کی تینون سیڑہیان
ہین ان سیڑہیون پر سویرے پہر کو مجمع عام ہوتا ہے اور ساطی اپنی اپنی
دوکانین لگاتی ہین اور طرح طرح کی چیزین بیچتی ہین اور فالودہ والہ
اپنی دوکان لگاتا ہی اور شربت قند اور فالودہ رنگین بیچتا ہی کبابی
ہر طرح کے کباب بناتی ہین کہ اوس کی بو رعاشق برشتہ جان حسرت
لیجاتی ہین عجب عجب طرح کے جانور اور بلبل اصیل مرغ بیچتی ہین اور
جوانان فرشتہ صورت ایام نوروز مین انڈے لڑاتی ہین کہ آسمان
بہی اونکی جفاکاری اور نیرنگی پر رشک کہاتا ہی یاران ہم عمر اور جوانان
ہم سیرت ہاتہہ مین ہاتہہ دئی ہوئی سیر و تماشا کرتی پہرتی ہین

دروازہ شمالی مسجد جامع

دروازہ شمالی مسجد کا پایہ والون کے بازار کی طرف واقع ہی یہہ دروازہ بہی بہت خوبصورت ہی اور اسپر بہی حجرہ ہنی کی لایق بنی ہوئی ہین اور اسطرف اونتالیس سیڑہیان ہین اگرچہ اسطرف بہی کبابی بیٹہتے ہین اور سودے والی دوکانین لگاتی ہین لیکن بڑا تماشا اسطرف مداریون اور قصہ خوانونکا ہوتا ہے ہرایک قصہ خوان مونڈہا بچہائی ہوئی بیٹہا ہی اور داستان امیر حمزہ کہتا ہی کسیطرف قصہ حاتم طائی اور کہین داستان بوستان خیال ہوتی ہی اور صدہا آدمی اوسکے سننے کو جمع ہوتی ہین ایکطرف مداری تماشا کرتا ہی اور بہانمتی کا کہیل ہوتا ہی اور بوڑہے کو جوان اور جوان کو بوڑہا بناتا ہے

دروازہ شرقی مسجد جامع

شرقی دروازہ اس مسجد عالی کا خاص بازار کیطرف ہی یہہ بہت بڑا دروازہ ہے اوسپر مکانات بہی بہت بنی ہوئی ہین اس دروازی کی آگی تینتیس سیڑہیان ہین ان سیڑہیون پر ہر روز گدڑی ہوتی ہی یہہ گدڑی بہی شاہجہان آباد مین گویا ہر روز کا میلہ ہے ہزار طرح طرحکے کپڑے الگنیون پر ڈالتی ہین اور عجب عجب خوشنمائی کی در و دیوار باغ سا کہلا معلوم ہوتا ہے جوانان عشق سرشت طرح طرحکے جانور پنجرونمین لئی ہوئی سیر کرتی پہرتی ہین اور اونکے

بہی

پانی بہی وا زین سناتی ہین ایک طرف کبوتر والہ کبوتر بیچتے ہین اور ایکطرف
کبوتر بیچنے والی کبوترے لیے کہڑی ہین خریدار جوق جوق بڑے بڑے بہیر لیے ہوتی ہین
اور ایک ایک چیز نقد دل سے کے بدلے مول لیتی ہین

نمبر ۸۳ دار الشفا اور دار البقا

اس مسجد کی گرد بہت چوڑا بازار چہوڑکر شرقی دونوکونون کیطرف دو حوض
بہت بڑے بڑے بنائے تہی اب وہ حوض بند ہوگئی ہین اوران پرمکانات
بن گئی ہین اور جنوبی دونو کونون سی شمال کیطرف دار الشفا ہی اور د
کیطرف ... حکیم ... واسطی تہی اب وہ کارخانہ نہین ہا
بادشاہزادون نی اسپر مکان بنالئی ہین اور رہتے ہین اور جنوب کیطرف
دار البقا یعنی مدرسہ ہے یہہ مدرسہ بالکل ویران ہوگیا تہا اور اکثر مکان
گرپڑی تہی مولوی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور شاہجہان آباد نی
اس مدرسہ کو بادشاہ سی لیکر آباد کیا ہی اور اکثر مکانات شکستہ کی
مرمت کی ہی اور بہت مستعد طالب علم رہا کرتی ہین یہہ دونون مکان ہی شاہجہانی
ہین اور جامع مسجد کی ساتہہ تہی سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی مین شروع ہوئے

نمبر ۸۴ بیگم کا باغ یا صاحب آباد

یہہ باغ شہر شاہجہان آباد کی اندر چاندنی چوک کی پاس واقع ہی اس باغکو
جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نی سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کی بنایا تہا مرات آفتاب نما

کسی زمانہ مین یہہ باغ بہت نفیس تہا اور مکانات لطیف بنی ہوئی تہی اور جا بجا
نہرین جاری تہین مگر اب بہت خراب ہو گیا ہی طول اس باغ کا نو سو ستر
گز کا ہی اور عرض دو سو چالیس گز کا

نمبر ۸۵ مسجد فتحپوری

شہر شاہجہان آباد مین اردو بازار اور چاندنی چوک سی آگی بڑہ کر یہہ مسجد ہے
نواب فتحپوری بیگم زوجہ شاہجہان کی بنائی ہوئی ہی یہہ مسجد بہی سنہ ۱۰۶۰ ہجری [illegible]
مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے بنی ہی طول اس مسجد کا پینتالیس گز کا ہی اور عرض
بائیس گز کا اور سر سے پاؤن تک سنگ سرخ سے بنی ہی گنبد کے دونو
طرف تین تین در کی ایوان دالانون مین فرش سنگ مرمر کا ہی دونو کونو پر
دو مینار ہین تینتیس تینتیس گز اونچی مگر ان کی برجیان ٹوٹ گئی
ہین سامنے آگی ایک چبوترہ ہی سنگ سرخ کا پینتالیس گز کا لنبا
اور تینتیس گز کا چوڑا اوس چبوترہ کی آگی سنگ سرخ کا حوض ہے
سولہ گز سے چودہ گز کا اور اوسکے آگی صحن ہی سو گز سی سو گز کا صحن کے
گرد اوتہر حجرہ طالب علمون کے رہنی کی لئی بنی ہوئی ہین

نمبر ۸۶ مسجد اکبرآبادی

شہر شاہجہان آباد کی فیض بازار مین یہہ مسجد واقع ہی نواب عزالنسا بیگم
عرف اکبرآبادی بیگم زوجہ شاہجہان بادشاہ نی سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی

یہ سنہ بنائی اس مسجد کی تین برج اور سات در ہین مسجد کی عمارت تیئیس گز مرآت آفتاب نما
لنبی اور سترہ گز چوڑی نری سنگ سرخ کی ہی اوسکا میں طاق سنگ
مرمر کا نہایت حسن کا ہی اوسکے آگی ایک چبوترہ ہی سنگ سرخ کا
کٹہرہ دار تریسٹھ گز کا لنبا اور ستاون گز کا چوڑا اور ساڑہی تین گز اونچا
اوسکے آگی سنگ سرخ کا ایک حوض ہی مسجد کا صحن اکہتر گز لنبا
اور باسٹھ گز چوڑا ہی اور اوسکے گرد طالب علموں کی رہنی کی لیے
حجرے بنی ہوئی ہین مسجد کی دروازہ پر کتبہ سنگ موسی کی پچی کاری کیا ہوا ہے دیکھو کتبہ نمبر ۴۳

نمبر ۸۷ مسجد سرہندی

یہ مسجد لاہوری دروازہ کے باہر اب تک موجود ہے اگرچہ صحن مسجد کا اکثر جگہ سے
دمدمہ مین آگیا ہی لیکن مسجد کا دالان بدستور موجود ہے اس مسجد کو سرہندی
بیگم نی جو شاہجہان کی بیوی تہین سنہ ہجری مطابق سنہ عیسوی کے بنایا تہا
یہ مسجد سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کی ہی مگر اکثر جگہ سے بسبب کہنہ
ہونی کی شکستہ ہو گئی ہے

نمبر ۸۸ باغ شالہ مار

یہ باغ بہی لاہوری دروازہ کے باہر شہر پناہ سی چھ میل شاہجہان بادشاہ کا مرآت آفتاب نما
بنایا ہوا جبکہ بادشاہ شہر پناہ کی بنانی سی فارغ ہوا تب سنہ
مطابق سنہ عیسوی کے یہ باغ بنانا شروع کیا اس باغ مین بہت حوض

بھی نہرین اور حوض اور مکانات بنی ہوئی تھین اور عجب عجب طرح کی درخت اس باغ مین تھی اب بھی مین چار درخت انبہ کی ایسی باقی ہین کہ اوس ضایعہ کا انبہ اور کہین نہین ہی نام اس باغ کا خود شاہجہان کا رکہا ہوا ہے یعنی خانہ عیش و عشرت کیونکہ ہند کی زبان مین شالہ کی معنی گہر کی ہین اور مار کی معنی عیش اور خوشی کے

تورک جہانگیری

نمبر ۸۹ باغ روشن آرا

یہہ باغ سبزی منڈی مین واقع ہی اور شاہجہانی باغات مین سے ہی روشن ارا بیگم شاہجہان کی بیٹی نی یہہ باغ بنایا ہی اور تیرہوین سال جلوس عالمگیری مین انکا انتقال ہوا اور اسی باغ مین دفن ہوئین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ باغ تخمینا ۱۰۶۳ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۳ سنہ عیسوی کے یعنی اوس زمانہ مین جبکہ شاہجہان نی شہرآباد کر کر سب بیگمات اور امرا کو باغات اور مکانات بنانیکا حکم دیا بنا ہی یہہ باغ بہی بہت خوب ہے اسکے بیچ مین مقبرہ ہے اور نہرین ہین اور نہر کی پانی سے بہری جاتی ہین اب بہی یہہ باغ اباد و سرسبز ہے

مرات آفتاب نما

نمبر ۹۰ باغ سرہندی

سبزی منڈی کی پاس یہہ باغ ہی کہ اسکو سرہندی بیگم زوجہ شاہجہان بادشاہ نی ۱۰۶۳ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۳ سنہ عیسوی کے بنایا تہا یہہ باغ بہی کسی زمانہ مین بہت اراستہ ہوگا مگر اب بالکل خراب ہے کچہہ کچہہ مکانات اسکے بنی ہوئی باقی رہ گئے ہین

اور

اور سر ہندی بیگم کی قبر بہی باغ مین ہے

نمبر ۹۱ موتی مسجد

اس مسجد کو اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نی سنہ ۳ جلوسی مطابق سنہ ۱۰۷۰ ہجری مآثر عالمگیری
موافق سنہ ۱۶۵۹ عیسوی کے قلعہ شاہجہان مین متصل باغ حیات بخش بنایا ہی یہ مسجد
سیڑہی پاؤن تک سنگ مرمر کی ہی فرش اسکا اور در و دیوار محراب
و مرغول اور چہت اور منبر سب سنگ مرمر کی ہین اور بہت اوپر
وہ منبت کاری کی ہوئی ہی اور ایسی گل بوٹی بیل بتی بنائی ہین کہ دیکھنے
سی تعلق رکہتی ہین حقیقت مین ایسی منبت کاری تمام قلعہ مین کہین نہیں
ہین اس مسجد کے تین در ہین بہت خوشنما اور چہوٹے چہوٹی دو مینار ہین
اور تین گنبد ہین سنہری اور اسی سبب سے بعضی لوگ اسکو سنہری مسجد
بہی کہتی ہین اس مسجد کے صحن مین ایک حوض ہی بہت چہوٹا بہا دو نہرون
سی اس حوض مین پانی آتا ہی اور اوبل کر بر وقت بہتا ہی اس مسجد کے
جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہے واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف
کی اوسمین بہی ایک مختصر کم عمق بہت نفیس حوض ہی اور اوسکے گرد
آئینہ بندی کی ہوئی ہی اس مسجد کی تیاری مین ایک لاکہہ ساٹہہ ہزار مرأت آفتاب نما
روپیہ خرچ ہوئی ہین

نمبر ۹۲ مقبرہ جہان آرا بیگم

حضرت نظام الدین کی درگاہ کی صحن مین یہہ مجری نرا سنگ مرمر کا چارو نطرف
سنگ مرمر کی جالیان ہین اس مجری کو جہان آرا بیگم بنت شاہجہان
بادشاہ نی سنہ ۱۰۹۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۸۱ عیسوی کے اپنی جیتی جی بنا یا تہا اور اِسی
سال وہ مری اور یہان دفن ہوئی مشہور ہے کہ اونسے وصیت کی
تہی کہ میری مرنیکی بعد میرا تین کروڑ روپیہ کا اسباب جو ہی وہ سب
یہانکی خادمون کو دیدینا مگر اوسکے مرنیکی بعد عالمگیر نی ایک کروڑ
روپیہ کا اسباب دیا اور کہا کہ تہائی سی زیادہ مین وصیت نہین ہوتی
اس مجر مین جہان آرا بیگم نی خود اپنا کہا ہوا شعر اور تہوڑی سی عبارت
ایک پتہر پر کہندوا کر لگا دی ہے

دیکہو کتبہ نمبر [illegible]

نمبر ۹۳ مقبرہ سرنالہ

درگاہ روشن چراغ دہلی کی پاس نالہ کی سرے پر یہہ ایک مقبرہ ہی اس
مقبرہ کی ستون اور فرش سب سنگ سرخ کے ہین اور یہی اکثر جگہہ
سنگ سرخ لگا ہوا ہے کچہہ نہین معلوم ہوا کہ یہہ مقبرہ کسکا ہی اور کب بنا
لیکن طرز عمارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سترہوین صدی عیسوی کا بنا ہوا ہی یعنی
تخمیناً سنہ ۱۱۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۸۸ عیسوی کے بنا ہوا ہے

نمبر ۹۴ درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

مرات آفتاب نما

حضرت سید حسن رسول نما سید عثمان نارنولی کی اولاد مین ہین جہان آپ
کا مکان

اُنکا مزار بھی وہیں پہلے گلابی باغ مشہور تھا یہاں آپ رہتی تہی سنہ ۱۱۰۳ ہجری
مطابق سنہ ۱۶۹۱ عیسوی کے اُنکا انتقال ہوا اور اِسی مقام پر دفن ہوئے۔ چنانچہ تاریخ انکی
وفات کی باہر کی دالان پر کندہ ہے

تاریخ

حسن رسول نما یار رسول باقی شد

سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۸ عیسوی ۔ حاجی محمد طاہر نے اس درگاہ کے پاس ایک مسجد
بنائی اور محمد سعید خان کا بنایا ہوا ایک حوض یہاں موجود ہے سنہ ۱۲۳۳ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۱۸ عیسوی کے میر محمد شفیع نے جو آپکے اولاد میں سے ہیں نواب
امیر خان والی ٹونک سے روپیہ لیکر اس مقام پر ایک چار دیواری کہ بطور فصیل
کی بنائی ہے اور اوسکے دو دروازہ بہت معقول بنائی ہیں

نمبر ۹

جہرنہ

قطب صاحب کے نواح میں حوض شمسی کی پاس یہہ مکان ہے اس مقام پر ایک دیوار
بند کی بہت قدیمی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حوض شمسی جب بنا تو اوس کے
پانی کا زور روکنے کو یہہ دیوار بنی اس دیوار میں پانی نکلنے کا رستہ ہے تھا
کہ جب پانی کا زور ہوتا تہا تو اوس میں سے نکل کر اور نوکھی نالہ میں ہو کر
تغلق آباد اور عادل آباد کی نیچے بہ جاتا تھا قریب سنہ ۱۱۱۲ ہجری مطابق
سنہ ۱۷۰۰ عیسوی کے نواب غازی الدین خان فیروز جنگ نے اوس دیوار کے

اکی دالان بنایا اور اوسکے آگی تخمیناً مربع کا حوض ہی اس دالان میں
قسمی حوض کی پانی سی چادر چھوٹتی تھی اور چھت میں سی بھی فوارے چھوٹتے
تھی اور حوض میں پانی بھر کر آگی نہر میں ہو کر بہتا تھا اب وہ چادر اور فوارے
بند ہو گئی ہین لا حوض میں پانی آنی کا رستہ باقی ہی اکبر شاہ ثانی نی اسکی
جنوب اور شمال کو کچھ مکانات سنگین بنائی تھی اور اب بہادر شاہ نی
سنگین بارہ دری بنائی ہی ساون بھادون کی مہینہ میں ہر سال بڑی
دھوم سی میلہ ہوتا ہی آٹھ آٹھ روز لوگ جمع رہتی ہین اور بدھ سی جمعہ تک
تین دن تو بہت ہجوم ہوتا ہی اور عین میلہ کا دن جمعرات ہوتی ہی
لاکھ ڈیڑھ لاکھ آدمی سی کم اس میلہ میں جمع نہیں ہوتا ہی کل خرچ میلہ کا
ڈھائی تین لاکھ روپیہ سی کم نہیں ہوتا پھول والی اور ہر حرفہ والی اپنا
پنکھا بناتی ہین او حضرت قطب صاحب کی درگاہ میں لیجا کر چڑھاتی ہین اسی
اس میلہ کا نام پھول والوں کا میلہ ہی میلہ کی دنوں میں اس مقام پر عجب تماشا
ہوتا ہی سیکڑوں آدمی اس حوض میں نہاتی ہین اور دالانوں کی چھت پر سی اور
دیواروں کی منڈیر اور درختوں کی ٹہنیوں پر سی حوض میں کودتی ہین
اور پیلنی تیرتی جو اٹھارہ فٹ لنبا اور ساڑھی سات فٹ چوڑا ہی
پیلتی ہین اور آمون کی درختوں میں جو امریان کہلاتی ہین رسی ڈالکر
جھولتی ہین افسوس ہی کہ اس میلہ کی باعث ضلع دہلی کی عدالتوں میں تعطیل نہیں ہوتی

مسجد

نمبر ۹۶ مسجد اورنگ آبادی

شہر شاہجہان آباد میں پنجابی کٹرہ کی اندر یہہ مسجد ہے اس مسجد کو نواب اورنگ آبادی بیگم اورنگ زیب عالمگیر کی بیوی نی بنایا تھا ۱۱۱۵ سنہ ہجری مطابق ۱۷۰۳ سنہ عیسوی کے بنایا ہی یہہ مسجد بیچ سیڑہیوں کے پاؤن تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی اور اسکے صحن میں ایک حوض ہی جسمین نہر کا پانی آتا ہی صحن اس مسجد کا بہت وسیع تہا لیکن اکثر لوگون نی اپنی گہروں میں ڈال لیا ہی اب مقام پر پنجابی سوداگر رہتی ہیں اور اسی سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہو گیا ہی

نمبر ۹۷ مقبرہ زیب النسا بیگم

شہر شاہجہان آباد کی کابلی دروازہ کے باہر یہہ مقبرہ ہے نواب زیب النسا بیگم بنت عالمگیر کا ان بیگم کا انتقال جو بڑی بیٹی عالمگیر کی تہیں ۱۱۱۲ سنہ ہجری کے مطابق ۱۷۰۲ سنہ عیسوی کے ہوا اور عالمگیر کے عہد میں یہہ مقبرہ اور مسجد بنی انکی قبر کے سرہانی کتبہ لگا ہوا ہے

دیکھو کتبہ نمبر ۲

نمبر ۹۸ موتی مسجد

قطب صاحب کی درگاہ کی پاس ایک دیوار بیچ یہہ مسجد ہے نری سنگ مرمر کی فرش بھی سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین سنگ موسی کی دہاریاں بھی لگائی ہیں اس مسجد کی تین در اور تین گنبد ہیں اور مسجد کی صحن کی کونوں پر دو مینار سنگ مرمر کی ہیں قریب ۱۱۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۷۰۹ عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ نی بنوائی

یہہ مسجد بنائی ہی شاہ عالم کی وقت مین اس مسجد کا بیچ کا گنبد ہوچکا ہے گر پڑا تہا اور اوسی زمانہ شاہ عالم مین اوسکی مرمت ہوگئی تہی

نمبر ۹۹ زینت المساجد

شہر شاہجہان آباد مین دریا کی کنارہ یہہ مسجد ہے زینت النسا بیگم بنت عالمگیر بادشاہ کی اوسنے قریب ۱۱۲۲ ہجری مطابق ۱۷۱۰ عیسوی کے یہہ مسجد اور اپنے دفن ہونیکو مجرہ بنایا یہہ مسجد سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور تینون برج سنگ مرمر کی ہین اور اومین سنگ موسی کی دہاریان بنائی ہین دو منارہ اس مسجد کی بہت بلند ہین اور دور دور سے دکہائی دیتی ہین اس مسجد کی سات در ہین ایک بڑا در باقی چہوٹی اور آگے صحن مین ایک حوض ہی جسمین کنوی سی پانی آتا تہا اب وہ کنوان بند ہوگیا ہی شمال کی جانب اس مسجد کے ایک مجرہ ہی سنگ مرمر کا اور دوسرا مجرہ سنگ باہی کا اندر کے مجرہ مین زینت النسا بیگم کے قبر ہی اور اوسکے سرہانی پتہر پر کتبہ لگا ہوا ہے

دیکہو کتبہ نمبر ۴۳

نمبر ۱۰۰ مقبرہ غازی الدین خان

اجمیری دروازہ کی باہر میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ پدر نظام الملک آصفجاہ کا یہہ مقبرہ ہی جو عالمگیری عہد کے بڑے نامی امیرون مین سی ہین یہہ مقبرہ اونہون نی اپنی جیتی جی آپ بنوایا تہا

مآثر الامرا

جگہ

جبکہ سنہ ۱۱۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۰ عیسوی کے سال چہارم جلوس شاہ عالم بہادر شاہ مین مقام احمد آباد انکا انتقال ہوا تو اونکی نعش کو یہان لا کر اونہی کی بنائی ہوئی مقبرہ مین دفن کیا یہہ مقبرہ سارا سنگ سرخ کا بنا ہی اور اسکا دروازہ نہایت خوبصورت ہے مقبرہ مین ایک صحن وسیع ہی اوسکے جنوب اور شمال کو حجرے متعدد دو گہنی اور دالان بنی ہوئی ہین اور جانب شرق دروازہ ترپولیہ کے طور پر اور جانب غربی سنگ سرخ کی مسجد ہے اور مسجد کے دونو پہلو مین کچھہ صحن چھوڑ کر دالان ہین جنوبی دالان کی پاس ایک محجر ہے سنگ باسی کا اوس محجر مین ایک اور محجر ہی سنگ مرمر کا جالی دار اور بہت نفیس جالیان کہدی ہوئی ہین اوس محجر مین نواب غازی الدین خان اور اونکی اولاد کی قبرین ہین مدت تک اس مدرسہ مین سرکار انگریزی کی طرف سے مدرسہ رہا اور اسی سبب سے مدرسہ کے نام سے مشہور ہو گیا اعتماد الدولہ نواب فضل علیخان لکہنو والہ نی اس مدرسہ کے خرچ کے واسطے ایک لاکہہ ستر ہزار روپیہ دی تہی چنانچہ سرکار کی طرف سے یہہ کتبہ اونکی نام کا ایک دیوار پر کہدوا کر لگا دیا ہے

دیکہو کتبہ نمبر ۵۴

نمبر ۱۰۱ محجر شاہ عالم بہادر شاہ

قطب صاحب کے درگاہ کے پاس موتی مسجد سے ملا ہوا یہہ محجر ہی جبکہ سنہ ۱۲۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۶ عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ کا انتقال ہوا تو اس محجر مین دفن کیے گئے

بعد اسکے بیٹہ سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ کا سنہ ۱۲۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۶ عیسوی مین انتقال ہوا تو وہ بھی اسی حجرہ مین گڑی گئی بعد اسکے جبکہ محمد اکبر بادشاہ ثانی کا سنہ ۱۲۵۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۷ عیسوی مین انتقال ہوا تو وہ بھی اسی حجرہ مین دفن ہوئی اگرچہ تاریخ وفات اونکی قبر کے سرہانی کندہ نہین ہی مگر راقم اثم نی اونکی مرنیکی یہہ تاریخ کہی تہی

تاریخ

چون برفت از جہان شہ اکبر | شد سیہ آسمان ز دود جگر
ہاتف شادی بگفت و احمد گفت | سال تاریخ او غم اکبر

سنہ ۱۲۵۳

نمبر ۱۰۱ برج اندرون احاطہ مقبرہ ہمایون

ہمایون کی مقبرہ مین یہہ ایک چھوٹا سا برج ہے سنگ سرخ کا اور اوسکے بیچ مین اوسمین سنگ مرمر بھی لگا ہوا ہے اور اوسمین سنگ مرمر کے تعویز کئی قبرون کے ہین اگرچہ نہین معلوم کہ یہہ کسکا برج ہے مگر اوسمین کچھہ شک نہین کہ ہمایون کی مقبرہ سے بہت بعد کا بلکہ حال کا بنا ہوا ہے اور ہم اسکو تخمیناً سنہ ۱۲۳۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۵ عیسوی کا بنا ہوا جانتی ہین

نمبر ۱۰۲ سنہری مسجد کوتوالی

شہر شاہجہان آباد مین کوتوالی چبوترہ کی پاس یہہ مسجد ہے اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان نی محمد شاہ کی عہد مین سنہ ۱۱۳۴ ہجری مطابق

سنہ

۱۱۴۳ھ عیسوی ۱۷۳۰ بنایا ہے یہہ مسجد بہت خوش قطعہ ہی اگرچہ چونہ اور پتہر سے بنی ہوئی ہی لیکن اسکے برج اور کلسیان سب سنہری ہیں اس مسجد کے برج شکستہ ہو گئی تہی سو اسیطرح روشن الدولہ کی دوسرے مسجد کے برج اسپر چڑھا دئے ہیں اس مسجد کی پیشانی پر چند اشعار کندہ ہیں دیکہو کتبہ نمبر ۴

نمبر ۱۰۴

مسجد و مدرسہ شرف الدولہ

شہر شاہجہان آباد مین دریبے بازار مین یہہ مسجد ہے اور اوسکے پاس مدرسہ ہے اس مسجد اور مدرسہ کو نواب شرف الدولہ بہادر محمد شاہ بادشاہ کی عہد مین ۱۱۳۵ھ ہجری مطابق ۱۷۲۲ عیسوی بنایا ہی یہہ مسجد اگرچہ چونہ اور پتہر سے بنی ہوئی ہی مگر اوسکے تینون برج سنگ مرمر کے ہین مگر سنگ مرمر ایسا زرد ہے کہ پیتل کا شبہہ جاتا ہی اس مسجد کے پیشانی پر ایک کتبہ لگا ہوا ہے دیکہو کتبہ نمبر ۵

نمبر ۱۰۵

جنتر منتر

جنتر کے معنی آلہ کے ہین اور یہان مراد آلات رصد ہی اور منتر ایک لفظ مہمل ہی جو زبان کی محاورہ مین اصلی لفظ کی ساتہہ بولتی ہین جیسے کہانا وانا غرضکہ یہہ رصد خانہ ہے جسکو راجہ سوائی جیسنگہ والی جی پور نے محمد شاہ بادشاہ کی حکم بموجب سنہ جلوسی مطابق ۱۱۳۷ھ ہجری موافق ۱۷۲۴ عیسوی کے بنایا اور حساب کے صحت کی لئی اسیطرحکا رصد خانہ سوائے زیچ محمد شاہی

جی پور اور متھرا اور بنارس و اجین میں بھی بنایا گیا اکثر آلات اس رصد خانہ
میں چونہ اور پتھر کی بنائی تھی تاکہ رصد میں فرق نہ پڑے یہہ رصد خانہ
اب بالکل خراب ہو گیا ہے سب آلات ٹوٹ گئی ہیں اور سب تقسیمیں
گئی ہیں کوئی آلہ اس قابل نہیں رہا کہ اوس سی ایک بھی عمل ہو سکے
تین آلہ منجملہ الآلات کے جو چونہ اور پتھر سی بنائی تھی اب بھی ٹوٹی ہوئی
موجود ہین

اول جی پرکاش

یہہ آلہ بحساب ظل کا ایک سطحہ مستوی پر عمود ظل ہو مقیاس کی نام کر کر
گرد اوسکے دایرہ افقی ترتیب میں فت اشتہ انجیہ کی قطر کا کھینچ کر اوسپر چار
درجہ کی گول دیوار کنوئیں کی کوٹھی کی طرح اوٹھائی ہیں کہ ایک درجہ
زمین میں دبا ہوا ہے اور زمین اوپر نکلی ہوئی ہیں اوسکے ساتھ تقسیم کرنے
ایک خانہ کہلا بطور طاق کی اور ایک سند رکھا ہے اندر کی برج مقنطرات
کھینچی ہیں اور درجات کے تقسیم کی ہیں اور مقیاس اور سطح دایرہ اور افق
مقنطرات سب کے سب منقسم ہیں

دویم رام جنتر

یہہ آلہ ایک چبوترے سلامی شمال کی طرف سے بقدر عرض بلد اوٹھا ہوا اور اوپر
چار قوسین ہیں اور ہر ایک قوس کے دونو طرف سیڑھیاں دی بنا ہین تاکہ

مانند سیڑہیون پر چڑہ کر سایہ کا حال دیکھین اوس جنترہ کی بھی ہے
دو قوسین اور نکالی ہین معدل النہار اور منطقة البروج کی لیکن بقدر
عرض بلد کی منحرف اور اونکے ہر ایک قوس پر تقسیم تہی کہ وہ بالکل
مٹ گئی اور قوسین بہی اکثر ٹوٹ گئی ہین

سیوم سمراٹہ جنتر

یہہ جنتر درحقیقت مقیاس ہے ایک پاکہہ ہمین بناکر دایرہ معدل النہار جسکا
نصف قطر اٹہارہ گز کا ہی منحرف بقدر عرض بلد جو نہ اوسکی تہیک بیچون بیچ
بنایا تہا اور ساری تقسیم ہے پاکہہ پر سیڑہیان بنائی ہین کہ اوسکے
پاکہہ کی سر پر چڑہ جاتی ہین اسیطرح دایرہ معدل النہار کی دونو طرف
سیڑہیان بنائی ہین کہ اون پر سے سایہ کو دیکھتی تہی اس جنتر کی بہی
تقسیم بالکل خراب ہوگئی ہی اگرچہ سنہ ۱۸۵۲ عیسوی مین پاکہہ کی مرمت راجہ
جی پور نی بموجب تحریک آرکولاجکل سوسیٹی مقام دہلی کی کی لیکن پوری
مرمت نہین ہوئی یہہ تینون آلہ خود سوائے جیسنگہ نی ایجاد کئی ہین اور
اسی سبب سے انکی ہندی نام رکہی ہین

کرہ مقعر

اسی جنتر کے نیچی دو کرہ مقعر آدہی آدہی بنائی ہین سطح پر کہ مدار قطعہ
بروجکا ہر ایک مین ناقص ہے اگر ایک کرہ کو اوتہا کر دوسرے کرہ پر

رکہدین تو سارا کرہ پورا ہو جاوے . ان کرو مین بارہ تو سین بنائی ہین تقسیم
بروج کی جہہ خالی اور جہہ بہری اور ہر جگہہ تقسیم کی خطوط تہی اور سمت
قطب کی جانب میل تہا کہ اب وہ بہی توٹ گیا ہی اور تقسیم کو بالکل
سمت کی ہر خانی و مین رستہ بنے ہوئی ہین کہ اوپر چڑہ کر سایہ کا
دیکہتی ہی قطر اوس تو کرہ بکا چہبیس فٹ کا ہی اور چونہ اینٹ سی
مستحکم بنی ہوئی ہین

یہہ رصد خانہ وہ ہی کہ جسمین پہلی پہل انگریزی ہیئت جدید کے اکثر
کئی گئی ہین ورنہ اس سی پہلی تو یونانی ہیئت والون اور زیج بنانی والون
اون قاعدونہین سی ایک کو بہی تسلیم نہین کیا تہا اسی سبب سی
اپنی ساتہیون مین ایک اودہب نامی ہی سنہ ۱۱ جلوس محمد شاہ مطابق
موافق سنہ ۱۷۳۱ عیسوی کے راجہ سوائی جیسنکہ نی کئی آدمی ریاضی دان
ساتہہ فرنگستان مین بہیجی اور وہان سی آلات رصد اور دو
اور وہ لوگ خود بہی فرنگستان کا رصد خانہ دیکہکر آئی اور زیج
لیتر نام تہا یہان لائی اور اس رصد خانہ سی مطابقت کی لیتر کی حساب
تقویم قمر مین آدہی درجہ کا اور کسوف اور خسوف کی زمانہ مین جو تہا
دقیقہ یعنی پندرہ پل کا فرق نکلا انہی باتون سی یقین ہوتا ہی کہ اس
مین انگریزی بہی شریک تہی بلکہ انگریزی ہیئت جدید کے قواعد کا اس

رصد

رصد خانہ مین مانلنی کا برا سبب یہ معلوم ہوتا ہی اگرچہ یونانی ہیئت والون نی ان نئی باتون کی ماننی پر بہت تکرار کی تھی اور یہہ بات چاہئی تھی کہ ان نئی باتون کو عقلی دلیلون سی ثابت کیا جاوے مگر جو کہ ان نئے قاعدون سی جو بات کہ حساب کی راہ سی نکالی جاتی تھی اور جو بات کہ رصد سی دیکھی جاتی تھی وہ دونو ٹھیک نکلتی تہین سو پہلے یہہ ہی مطابقت ان قاعدون کی صحت کو کافی متصور ہو کر عقلی دلیلین قایم کرنی پر یا توجہ نہین کی اور یا درحقیقت قایم ہو سکین اب ہم تمام پر ایک مختصر فہرست ان باتون کی لکہتی ہین جو برخلاف یونانی ہیئت کی اس رصد خانہ مین تسلیم کی گئین ہین

١ مدار خارج مرکز شمس کو بعضی تسلیم کیا

٢ چاند کی حرکتون کو بعضی مدار پر مانا

٣ تسلیم کی گئی کہ زہرہ اور عطارد بہی چاند کی طرح آفتاب سی روشن ہین اور بدر اور ہلال ہوتی ہین

٤ یہہ بات مانی گئی کہ زحل کول گردی شکل پر نہین ہے بلکہ اہلیلجی شکل پر ہے

٥ مشتری کی گرد چار روشن ستارہ قبول کئی گئی جنکا اقمار مشتری نام ہی

٦ آفتاب پر کی نشان مختلف مانی گئی کہ وضعی حرکت سی ایک برس کی قریب دورہ پورہ کرتی ہین

ہے کہ کواکب ثوابت درحقیقت ثوابت نہین ہین بلکہ وہ بھی اکثر سیارہ ہین
اس رصدخانہ مین رویت ہلال کے اور ظہور اور خفائی کواکب اور طلوع
اور غروب منازل قمر کی حساب کرنی کی حاجت نہین رہی تہی کیونکہ
دوربین کی مدد سی یہہ سب چیزین انکو آنکہون سی دیکہہ لی جاتی تہین
ان مختلط قواعد یونانی اور انگریزی پر جو اس رصدخانہ مین مانی گئی
زیج جدید محمدشاہی تیار ہوئی ہی اسمین کچہہ شک نہین کہ اس زیج
کا حساب اور زیجون کی حساب سے بہت صحیح نکلتا ہی اسی رصدخانہ
مین ایک نئی تاریخ نکالی گئی جو تاریخ محمدشاہی کہلاتی ہی ابتدا اس
تاریخ کی پہلی ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ ہجری روز دوشنبہ مطابق سنہ ۱۷۱۹ عیسوی سے
رکہی ہی اور اس ابتدا کو ابتدا جلوس محمدشاہ فرض کیا ہی اگرچہ
ابتدا جلوس کا یہہ نہین لیکن چونکہ جلال الدین فرخ سیر آٹھوین ربیع
الثانی سنہ ۱۱۳۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۹ عیسوی کے مرا اور اوسکے بعد رفیع الدرجات
اوسکے پیچہے رفیع الدولہ تخت پر بیٹہا اور انکے بعد محمدشاہ بادشاہ ہوا
چونکہ ان دونونکی مدت سلطنت چند ماہ سی زیادہ نہین ہوئی اسواسطے انکے
سلطنت کو معدوم تصور کر کر اور آٹہہ دن جو ربیع الثانی مین سی گئے تہے
درستی حساب کی لئی زیادہ کر کر پہلی ربیع الثانی سی ابتدا اس تاریخکے
شمار کی یہہ تاریخ قمری ہی اور برس اور مہینہ بہی اسکے قمری ہین اور

بات

بالکل ہجری تاریخ سی مطابقت رکہتی ہی صرف تفاوت ہی کہ ہجری سال محرم سی شروع ہوتا ہے اور محمد شاہی ربیع الثانی سی ایک تاریخ نے دوسرے تاریخ حساب کرکر نکالنی کی قاعدہ تاریخ کی کتابون مین لکہی ہین تمام تر اونکی بیان کی حاجت نہین اِلا اسقدر بیان کر دینا چاہیے کہ یکم جولائے سنہ ۱۸۰۲ع مطابق چودہوین رمضان سنہ ۱۲۱۸ محمد شاہی حسابی اور بارہوین رمضان سنہ ۱۲۳۸ محمد شاہی ہلالی کی تہی

نمبر ۱۰۸ شاہ مردان

یہہ ایک درگاہ ہی منصور علیخان صفدر جنگ کے مقبرہ کی سامنی جال ایکالوئی کہ اودہم بائی وجہ محمد شاہ بادشاہ جسکو احمد شاہ کی سلطنت مین اول نواب بائی اور پہر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا تہا معتقد مذہب کی تہی سنہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۴ع اوسکے پاس ایک پتہر آیا جسپر نقش قدم تہا اور یہہ بیان کیا کہ یہہ حضرت علی کی قدم کا نقش ہے. نواب قدسیہ نے اوس نقش قدم کو اسمقام پر سنگ مرمر کی حوض مین جما دیا اور اوس حوض کی نیچے سنگ مرمر کا فرش کرکر مجحر بنایا اور اوسکے کنارہ پر یہہ شعر کندہ کردیا شعر برزمینی کہ نشان کف پای تو بود سالہا سجدہ صاحب نظران خواہد بود جب سی ہمیشہ اس درگاہ کی ترقی ہوتی گئی احمد شاہ کی عہد مین نواب قدسیہ نی سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۹ عیسوی کے جاوید خواجہ سرائے

باہتمام سی چار دیواری اور مجلس خانہ اور مسجد اور حوض ہو لیا اور سنہ ۱۲۲۳ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۰۸ عیسوی کے عشرت علیخان نی مجلسخانہ بنوایا اور سنہ ۱۲۳۰ ہجری مطابق
سنہ ۱۸۱۴ عیسوی کے صادق علیخان نی نقارخانہ بنوایا اب یہہ درگاہ بہت خوب
آراستہ ہے ہر مہینہ کی بیسوین کو یہان مجلس ہوتی ہی اور رمضان کے
مہینوں کو بہت ہجوم ہوتا ہی اور محرم مین تعزیہ یہین آتی ہین اور بہت مجمع ہوتا ہے
اور جس میدان مین تعزیہ ٹھنڈی ہوتی ہین اوسکا نام کربلا رکہا ہی وہ نیچے
ہی چار دیواری میرزا اشرف بیگخان نی بنوادی ہے

نمبر ۱۰۹ فخر المساجد

شہر شاہجہان آباد کی اندر کشمیری دروازہ کے پاس یہہ مسجد ہے اس مسجد کو فخر المساجد نام
بیوی نواب شجاعت خان نی سنہ ۱۱۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۸ عیسوی کے بنایا ہے
اگرچہ یہہ مسجد بہت بڑی نہین ہی لیکن بہت ہی خوش قطع بنی ہوئی ہے
گنبد اس مسجد کی بہت خوبصورت ہین اور خوش وضعی مین نامور ہین
روکار اس مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہی اور جا بجا سنگ سرخ کے
دہاریان لگی ہوئی ہین مسجد کی اندر اجارہ تک سنگ مرمر بہت نفیس
لگایا ہی برج اس مسجد کی نری سنگ مرمر کی ہین اور سنگ موسی کے
اوسمین دہاریان لگائی ہین کلس بالکل سنہری ہین مسجد کی اندر فرش
سنگ مرمر کا اور باہر سنگ سرخ کا ہی ضلع شمالی مین دو خرد دالان ہین

اور

اور اوسکے آگے ایک حوض بہت ہی خوبصورت بنا ہوا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ حوض اور وہ فوارہ اب ٹوٹ گئی ہین ۔

نمبر ۱۱۰

باغ محلدار خان

سبزی منڈی سی تہوڑی دور آگی یہہ باغ ہی محمد شاہ کی وقت مین ناظر محلدار خان نی سنہ ۱۱۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۸ عیسوی کے یہہ باغ بنایا یہہ باغ بہی بہت خوب اور نہایت نامی ہی اسکے اندر ایک بارہ دری سنگین بہت خوشنما اور ایک بہت بڑا حوض جسمین نوآڑا پڑے اسکے بنایا تہا اور نہر کی پانی سی ہمیشہ بہرا رہتا ہی اس باغ کی دروازہ کی آگی اپنی نام سی بازار بنایا تہا اور بازار کی سرون پر تہ دره دروازہ بنائی تہی کہ پرلوکہ گئے نام سی مشہور ہین ان پر لوہی پر تاریخ کندہ ہے دیکہو کتبہ نمبر ۵

نمبر ۱۱۱

گہاٹ نگمبود

شہر شاہجہان آباد کی شمال مشرق کو دریا کی کنارہ پر یہہ ایک گہاٹ ہے نگم کی معنی شاستر مین بیدون کی ہین اور بود کہتی ہین عقل اور سمجہہ کو ہندوؤنکی اعتقاد مین یہہ بات ہی کہ دواپر جگ کی ابتدا مین جسکو ابتک اونکی حساب بموجب ۴۹۵۲ برس ہوئے برہماجی سب بید ونکو بہول گئی تہی جب وہ یہان آئی تو پرمیشر نی پہر وہ سب یاد دلائی اور سمجہا دئی اسواسطے نگمبود اسکا نام پڑا اور یہہ بہی کہتی ہین کہ راجہ جدہشٹر نی

پوتہی اندر پرست مہ

اہتمام سے ہوئی اوس کی مرمت از سر نو کیا تھا اور حباب کے بیچ میں [illegible] نے ایک چھتری تیار کی تھی کچھ عجب نہین کہ اوسی چھتری کو توڑ کر ہمایون بادشاہ نے سلیم گڈہ کی بیچ میں چھتری بنائی ہو اور ہندو نگاہ سے اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس گھاٹ پر اگر مردہ پھونکا جاوے تو بہت تھوڑی لکڑی میں پھنک جاوے اور یقینی اوسکی مکت ہو جاتی ہی ۱۱۵۰ سنہ ہجری مطابق ۱۷۳۷ سنہ عیسوی میں [illegible] کے اہتمام سے ہندوؤن نے پختہ گھاٹ سنگ سرخ کے بہت اچھے بنائے تھے صبح کو نہانے والی عورتون اور مردون کا عجب ہجوم ہوتا ہے جن کے حسن کی خجالت سے آفتاب بھی زرد رنگ نکلتا ہی

نمبر ۱۱۲ مسجد روشن الدولہ

شہر شاہجہان آباد مین قاضی واڑہ کی پاس پھول کی منڈی اور فیض بازار مین یہہ مسجد ہے اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد مین ۱۱۵۰ سنہ ہجری مطابق ۱۷۳۷ سنہ عیسوی کے بنایا تھا اس مسجد کی تینون برج سنہری تھے چند مدت ہوئی کہ یہان کی برج اوکھاڑ کر کوتوالی چبوترہ کے پاس کی سنہری مسجد مین لگائی ہین یہہ مسجد بہت نفیس بنی ہوئی ہی مگر اب بالکل شکستہ اور خراب ہوگئی تھی اور قریب تھا کہ گر جاوے قاضی محمد فضل اللہ خانصاحب نے اپنی نیک نیتی اور عالی ہمتی سے اس مسجد کی بالکل مرمت کرادی ہی اس مسجد کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہیہ

باغ

نمبر ۱۱۱ باغ ناظر

قطب صاحب کے نواح مین جہرنی کی تہوڑی دور آگی یہہ باغ ہی سنہ ہجری کے مطابق سنہ عیسوی کے ناظر روز افزون خواجہ سرا نے محمد شاہ کی عہد مین یہہ باغ بنایا تہا اسکے اندر چارون طرف نشستین چہوٹی چہوٹی مکان بنی ہوئے ہین بیچو بیچ مین سنگ سرخ کا ایک مکان بہت نفیس ہی اوسکے اگی حوض ہے یہہ باغ کی آراستگی شاید محمد شاہ کی وقت مین بہت اچہی ہو پر اب تو صرف نام کو درخت رہ گئی ہین اس باغ کی چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہے اور اوسکے دروازہ پر کتبہ لگا ہوا ہے دیکہو کتبہ نمبر ۲۵

نمبر ۱۱۲ مجہر محمد شاہ بادشاہ

حضرت نظام الدین کی درگاہ کی صحن مین یہہ مجہر ہی محمد شاہ بادشاہ نے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق سنہ عیسوی انتقال کیا اور یہان دفن ہوا مشہور ہے مرأت افتاب نما کہ یہہ مجہر محمد شاہ نی آپ بنایا تہا یہہ مجہر بہت تحفہ بنا ہوا ہے لطافت اور صفائی اسکی حد سی زیادہ اور خوبصورتی اور خوشنمائی اسکی بی اندازہ ہے سنگ مرمر اس مجہر کا ایسا اندار اور خوش رنگ اور خوش نما ہے کہ موتی کی آب اوسکے اگی خاک ہی گل بوٹی بیل پتی بہت کاریگر ایسی ہین کہ نگارخانہ چین بہی اسکے اگی مات ہے یہہ مجہر بہت نامی ہے اور درحقیقت اپنا ثانی نہین رکہتا اس مجہر کی دروازہ مین دو پٹ سنگ مرمر کی

اکثر ان ایسی خوبصورت جڑی ہوئی ہین کہ آدمی دیکھکر حیران ہوجاتا ہے
اس مقبرہ مین محمد شاہ کی قبر کے سوا نواب صاحبہ محل اونکی بیوی اور مرزا جگجو
محمد شاہ کی پوتی کی اور مرزا عاشوری کی بہی قبر ہی اور تین
قبرین اور بادشاہزادونکی ہین،

نمبر ۱۱۳ قدسیہ باغ

کشمیری دروازہ کی باہر دریا کی کنارہ یہہ باغ ہی اودہم بائی جو
محمد شاہ بادشاہ والدہ احمد شاہ کا جبکہ احمد شاہ بادشاہ ہوا تو اونکو خطاب
نواب بائی کا ملا اور پہر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا
چنانچہ اونہون نی اپنی نام پر یہہ باغ بخمنا سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۹ عیسوی کے
بنایا اس باغ کا برج بہت خوشنما ہی اور اوسکے اندر ایک بارہ دری
سنگین اور ایک مسجد بہت خوبصورت بنی ہوئی موجود ہے

نمبر ۱۱۴ چوبی مسجد

یہہ مسجد احمد شاہ بادشاہ نی سنہ ۱۱۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۰ عیسوی کے قلعہ شاہجہان مین
بنائی تہی اسکے ستون اور محرابین سب چوبی تہین اس سبب سے
چوبی مسجد کرکر مشہور ہے مگر وہ مسجد بالکل ٹوٹ گئی تہی سنہ ۱۸۵۰ عیسوی
مطابق سنہ ۱۲۶۷ ہجری یہہ مسجد سرکار کیطرف سے پہر بنی ہے

نمبر ۱۱۵ سنہری مسجد

نمبر

شہر شاہجہان آباد مین قلعہ کی نیچی ہیہ ایک مسجد ہی بہت خوبصورت
سنہری ہے پاؤن تک سنگ باسی کی بنی ہوئی اور دو مینار ہین اونچے
وہ بہی نہایت خوبصورت ہین تمام کلسیان اسکی سنہری ہین اور
تینون برج بہی سنہری تہی مگر وہ برج ٹوٹ گئی تہی اسواسطے ۱۲۶۹ سنہ ہجری
مطابق ۱۸۵۳ سنہ عیسوی مین بہادر شاہ بادشاہ نی اون برجون کو اوتار کے
سنگ باسی کی برج اوسکی جگہہ لگادئی ہین اس مسجد کو ۱۱۶۵ سنہ ہجری
مطابق ۱۷۵۱ سنہ عیسوی جاوید خان خواجہ سرا نے جو نواب قدسیہ احمد شاہ
کی مان کا بہت مقرب تہا اور اسی سبب سے نواب بہادر اوسکو خطاب مرات آفتاب نما
ملا تہا بنایا ہی اس مسجد مین ایک حوض بہی تہا مگر اب اوسمین پانی
نہین آتا اس مسجد کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہے دیکہو کتبہ نمبر ۲۰

نمبر ۱۱۶

مقبرہ منصور یا صفدر جنگ

یہہ مقبرہ ہی ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کا جو احمد شاہ بادشاہ کی وزیر تہے
جبکہ سترہوین ذیحجہ ۱۱۶۶ سنہ ہجری مطابق ۱۷۵۳ سنہ عیسوی انکا انتقال ہوا تو
اسمقام پر اونکو دفن کیا اور نواب شجاع الدولہ اونکی بیٹی نی شیدی
بلال محمد خان کی اہتمام مین تین لاکہہ روپیہ خرچ کرکر یہہ مقبرہ بنایا
یہہ مقبرہ نہایت خوبصورت بنی سنہری ہے پاؤن تک سنگ سرخ کا
بنا ہوا ہے اور جابجا سنگ مرمر کی دہاریان اور چوکی لگی ہوئی ہین

برج ۶ اسکا تمام سنگ مرمر کا ہی اور اندر بہی اجارہ تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے
قبر کا تعویز بہی سنگ مرمر کا ہی اوسکے نیچے ایک تہ خانہ ہی جسمین اصل قبر بنی ہے
ہوئی ہی عمارت اسکی ایسی نازک اور باریک ہی کہ اپنا نظیر نہین رکہتی ہے
تقسیم مکانات کی بہی بہت اچہی طرح پر کی گئی ہی چارپہ دیواری چونہ اور پتہر کے بنے
کہنچی ہی اور اوسمین باغ آراستہ ہے اور چارونطرف نہرین اور حوض بنے
ہوئی ہین باغ کی تین طرف مکانات دلکشا بنائی ہین خوبی مکان ہوتے
محل کی نام سی مشہور ہے اور غربی مکان جنگلی محل کی نام سی اور شمالی
مکان بادشاہ پسند کی نام سی ضلع سیر گئی مین دروازہ ہی بہت بلند
اور اوس دروازہ مین طرح طرح کی مکانات اور صحنچیان بنی ہوئی ہین
اور دروازہ کی پاس ایک مسجد ہی بڑی سنگ سرخکے چار دیواری کے
چارون کونون پر چار برجیان ہین اور اونمین بہت باریک جالی سنگ
سرخ کی لگائی ہی کہ اوسکے سبب بہت بہار معلوم ہوتی ہی مقبرہ کے
اندر تاریخ کندہ ہے دیکہو کتبہ نمبر ۹۳

کالکا

نمبر ۱۱

موضع بہاپور کی سرحد مین شاہجہان آباد سے چہہ کوس جنوب کیطرف ہے
مندر ہی ہندونکی اعتقاد مین کبہی ستجگ فرضی زمانہ مین سنبہ اور نسنبہ مارکنڈی پران
دو راکہشس تہے اونہونے اوس زمانہ کی دیوتاؤن کو بہت ستایا
جب

جب پربہا تک فریاد کی تو اوسنے کہا کہ مجہسی تو تمہاری رچہا نہین ہوسکتی
تم مہامائے یعنی پاربتی کا استوت کرو وہ تمہاری بہاتیا کریگی جب اون دیوتاؤن نے
مہامائے کا استوت کیا تو مہامائی کی مونہہ مین سی ایک دیبی پیدا ہوئی
کوشکی اوسکا نام تہا اوس دیبی نی دو نور آنکہون سے ایک اسر داکو
جسکا نام رکت بیج تہا مارا اوسکے لہو کی بوندونسی اتنی ہزار اوس جیسی پیدا ہو
تب کوشکی دیبی کی بہون مین سی کالی دیبی پیدا ہوئی اوسکا ایک
ہونٹ پربت پر تہا اور دوسرا آکاس مین جسکو کوشکی پاربتی تہی کالی
اوسکا لہو زمین پر گرنی نہین دیتی تہی دواپر جگ کی آخر مین جسکو آج تک
چار ہزار نو سو ترپن برس ہوئے کالی دیبی نی اس پہاڑ پر اپنا استہان
کیا جب سے یہان پرستش ہوتی ہی مگر یہہ مندر سمت ۱۸۲۱ بکرماجیت مطابق
سنہ ۱۱۷۸ ہجری موافق سنہ ۱۷۶۴ عیسوی کے بنا ہی پہلی پہل اسمقام پر لداو کی پاردرہ
تہی اور مورت کی گرد جو بن کٹہرا تہا وہ سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا
کٹہرا بنا اوسکے بائین طرف دیبی کا نام اور سمت کندہ ہین سنہ ۱۲۳۲ ہجری کے
مطابق سنہ ۱۸۱۶ عیسوی کے راجہ کدارناتہہ نی جو محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے
عہد مین نظارت کی پیشکار تہی اوس لداو پر یہہ برج لمبا بنایا اور جلوس ۳۶ در
کی غلام گردش اوسکے گرد بنوادی اب اسمقام پر بہت مکانات
مہاجنون نی میلہ مین اوترنی کی لئی بنائی ہین چیت کے اشٹمی اور رجب کے

دروازے کے اندر کی سامنے ہوتا ہے سلسلہ ہوم کی ہوتی بڑی نگار مارتا پوجا میں
پرا اوشیروان پر ایک ترسول بنا ہوا ہے اور دو شیر پتھر کے بنے اکثر
لائے کہہ کر چلائے جی کی ماتا دیبی اور بجاتی ہین گھنٹہ کو اور جاتی ہی لگتا کہا
جی دیبی ہوکر سوار پر پیٹھ کی شیرون کہ ہے اعتقاد کا ہندو میں
آگے کی دروازہ مورت کی شیرون سے سبب اس ہیں ہاری بدہان
بھی کبھار اور ہین کرتی پوجا وقت دونو پوجاری کی مندر اسی ہی بنانی
کنارے گوٹہ کو کیڑی لال لال کو تہپر اس ہین لگاتی بھوگ کو جی دیبی نمی
کو پلنگری رات ہی کبھی بہار پلنگڑی ایک اور ہین کبھی پہنار ہوئی لگی
بنا ہین کہتے اعتقاد یہہ اور ہین رکہتی مین کوٹہری کی جی دیبی کر بچھا
مانہ رات دن اوپر کی کوٹہرہ ہین فرماتی سکہہ پر آپ کو رات جی دیبی کہ
اور ہین کہتی اوسکو جوت کی جی دیبی اور ہین رکہتی جلتا چراغ کا کسی
دیبی تو ہے آتی مراد جب کہ یونکہ جاتر ہین جاتی سمجھا برا بہت بجھنا کا چراغ
کا قبلہ و دینی اپنے سب قوم ہر ہین چڑہاتی شمیانہ اور چھتر پر

نمبر ۱۱۶ لال بنگلہ

پرانی قلعہ کی قریب یہہ مقبرہ ہی لال کنور شاہ عالم کی ماں کا قریب ۱۱۹۳
ہجری مطابق ۱۷۷۹ عیسوی کے شاہ عالم نی یہہ مقبرہ بنایا چھوٹی گنبد مین
تو لال کنور کی قبر ہے اور بڑی گنبد مین بیگم جان شاہ عالم کی بیٹی کی
قبر

قبر بھی یہہ دونون گنبد عمدہ والانون کی تری سنگ مرمر کے بنے ہین خوب اب سبب سے
اور جو اِس لال کنور کی دفن ہونی کی سبب سے لال بنگلہ کی نام سی مشہور ہے
اب اس نواح مین بہت سی قبرین خاندان تیموریہ کی ہوگئی ہین اسی صحن
مین ایک مقبرہ نواب فتح آبادی بیگم اور ایک مقبرہ مرزا بابا کی وہ حال مین
بہادر شاہ بادشاہ ثانی نی بنایا ہی

نمبر ۱۱۹

مقبرہ نجف خان

شاہ مردان کی پاس نواب ذوالفقار الدولہ میرزا نجف خان بہادر کا
مقبرہ ہی جو میرزا محسن خلف صفدر جنگ کی بہائی کی سالی تہی جبکہ سنہ ۱۱۹۵ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۸۱ عیسوی مین انکا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا یہہ مقبرہ کچہہ
نفیس نہین ہے چونہ پتہری بنا ہوا ہے مگر اخیر زمانہ کی ایک نامی سردار
کی قبر ہے

نمبر ۱۲۰

جینیون کا بڑا مندر

شہر شاہجہان آباد مین دہرم پورہ کی محلہ مین لالہ ہرسکہہ رای اور لالہ ہوکن لعل
مہاجنون نی یہہ مندر بنایا ہی سمت ۱۸۵۷ بکرماجیت مطابق سنہ ۱۸۰۰ عیسوی موافق
سنہ ۱۲۱۵ ہجری یہہ مندر بننا شروع ہوا اور آٹہہ برس کے عرصہ مین بنکر
تیار ہوا اسکے اون کی پہلی پوجا اس مندر مین متی بیساکہہ سدی سمت ۱۸۶۴
مطابق سنہ ۱۸۰۷ عیسوی کے ہوئی یہہ مندر چونہ اور اینٹ کا بنا ہوا ہے اور اسکے اندر

الکر سنگ مرمر لگا ہوا ہے کلس بالکل سنہری ہیں پانچ لاکھ روپیہ اس
مندر کی تیاری میں خرچ ہوئی ہیں کہتی ہیں کہ اس مندر میں سوا لاکھ روپیہ
کی تیاری کی صرف ایک بیدی ہے

نمبر ۱۲۱ گرجا گہر

کشمیری دروازہ کی پاس شہر شاہجہان کی اندر یہہ گرجا گہر ہی اس مسجد کو
کرنیل جمس اسکنر صاحب بہادر نی بنایا ہی تعمیر اسکی سنہ ۱۸۲۶ عیسوی سے
مطابق سنہ ۱۲۴۲ ہجری میں شروع ہوئی اور دس برس کے عرصہ میں نوے
ہزار روپیہ خرچ ہوکر تیار ہوا اور سنگ مرمر جو اسکے اندر بجای فرش
لگا ہوا ہے وہ اس لائق ہی علاوہ ہے اسکے عمارت کی خوبی اور خوشنمائی
بیان سی باہر ہی حقیقت میں یہہ بات ہے کہ ایسا خوبصورت گرجا گہر بہت کم
ہوگا اسکا کلس کہ شکل صلیب پر ہی بہت خوبصورت اور سنہری ہے اور
اسکا گنبد اور اندر کی کمرہ بہت خوبصورتی سی بنائی ہیں اسی گرجا کے
صحن میں ولیم فریزر صاحب کی قبر ہے اور اوسکے گرد نہایت خوبصورت
آہنی کٹہرہ لگا ہوا ہے

نمبر ۱۲۲ جوگ مایا

قطب صاحب کے لاٹہہ کی پاس یہہ مندر ہے بہت نامی ہندؤنکی اعتقاد میں یہہ بات ہے
کہ جب کنس نے اپنی بہن سے اوتہایا تو برہمانی کرشن اوتار ہونیکی خبر دی

تہی

اخیر دواپر جگ میں جسکو ہندی حساب سے ۴۹۵۳ چار ہزار نو سو ترپن برس ہوئے
بسدیو کی ہاں دیوکی رانی کی پیٹ سے کرشن اوتار نے جنم لیا کنس کے
ڈر کی مارے کرشن کو گوکل میں نند جا عرف جسودہا کی ہاں ڈال آئے
اور جسودہا کی بیٹی کو متہرا میں وہاں لائی کنس نے اوس بیٹی کو اوٹہاکر
زمین پر دے مارنا چاہا کہ وہ بجلی ہوکر اوڑ گئی اور یہہ اوسکا استہان ہے
مگر یہہ مندر بہت قریب کا بنا ہوا ہے سنہ ۱۲۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۷ عیسوی میں راجہ
سیندہیا نے جو اکبر شاہ ثانی کی نوکر تہے اس مندر کو بنایا یہہ مندر چونہ
اینٹ پتہر سے بنا ہوا ہے زمین سے چوٹی تک اکتالیس فٹ اونچا ہے
اور کلس پر اندیہ لگا ہے اسمندر میں بہی مورت نہیں ہے بن گہڑ پتہر
اور اوسکے گرد سنگ مرمر کا تہانولہ بنا ہوا ہے اوسی پتہر کو پوجتے ہیں
ہر ہفتہ یہاں میلہ ہوتا ہے بنیے اسمندر کو بہت مانتے ہیں کیونکہ چڑہاوے میں
یہاں جیو نہیں چڑہتا

نمبر ۱۲۳ جینیوں کا چہوٹا مندر

شہر شاہجہان آباد میں ستہہ کی گلی میں جیہ مندر ہے اسمندر کو بیوپارے
شہر کی سراوگیوں نے ملکر بنایا ہے اور پنچایتی مندر کہلاتا ہے اسمندر کے
تیاری پوہ سدے دوج سمت ۱۸۸۵ مطابق سنہ ۱۸۲۸ عیسوی موافق سنہ ۱۲۴۴
ہجری کے شروع ہوئی اور سات برس کے عرصہ میں بن چکا

سراوگون کے مذہب کے سنہ ۱۸۳۳ عیسوی مطابق سمت ۱۸۹۱ ترودی بندے سنگھ نے
موافق ہند مین مہاراج مراجوان ہو نے یہہ مندر بنی جو نہایت کا بنا ہوا ہے
اور اندر اکثر جگہہ سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور کلس اس مندر کے بھی بالکل سنہری ہین
مندر کے تیار ہونے مین بھی کئی لاکھ روپیہ خرچ ہوئی ہین

کوٹھی جہان نما

نمبر ۱۲۴

اس کوٹھی کو جو بیرون کشمیری دروازہ واقع ہی عالم رئیس ور معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان فرزند ارجمند سبحان ہوند سلطانی سر طامس سیافلس مٹکاف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان دارالخلافہ شاہجہان آباد نی سنہ ۱۸۲۶ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۴۲ ہجری کے بنانا شروع کیا اور یہہ کوٹھی نہایت خوبصورت اور خوش وضع بنی ہی اور درحقیقت اس شعر کی مصداق ہی

زہی صفای عمارت کہ در تماشایش
بہ بار بار نگردد نگاہ از دیوار

محجر مرزا جہانگیر

نمبر ۱۲۵

مرزا جہانگیر بیٹی محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کی جب الہ آباد مین اونکا انتقال ہوا تو لاش اونکی یہان لاکر متصل صحن درگاہ حضرت نظام الدین دفن کیا سنہ ۱۲۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۲ عیسوی کے نواب ممتاز محل اونکی ماں نے یہہ محجر بنایا یہہ محجر سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین بہت باریک کام جالی کا کیا ہوا ہے

جالیان ہین بہت خوبصورت ہین اسکے دراوازہ مین تابی دو تختے ایکڈال بڑی سنگ مرمر کی جڑی ہوئی ہین

نمبر ۱۲۶ ظفر محل

یا جل محل

قلعہ شاہجہان کے باغ حیات بخش مین جو حوض ہی اوسکی بیچون بیچ مین ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نی سنہ جلوس مطابق سنہ ہجری موافق سنہ ۱۸۴۲ عیسوی کے ایک مکان بنایا ہی تمام سنگ سرخ کا اور ظفر محل اوسکے بننی کی تاریخ ہی اوسکے بیچمین ایک درجہ ہے بطور کمرہ کی اور چارون طرف تمام گردش ہی اور کونون پر حجرے اور چارون ضلعون مین سہ نشین ہین جانب شرق مکان کی ایک پل بنایا ہی اگرچہ یہہ مکان بہی بہت اچہا بنا ہی الا حوض کی کیفیت نہین رہی

نمبر ۱۲۷ ہیرا محل

محل

قلعہ شاہجہان مین موتی محل کی آگی نہر بہشت کی کنارہ پر سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۲ عیسوی کے ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے ایک بارہ دری بڑی سنگ مرمر کی بنائی ہی اور ہیرا محل اوسکا نام رکہا ہی اس محل کی آگی جو قدیمی نہر ماہتاب کی ہی اوسمین جو حوض ۲۲ فوارہ چاندی کی تہی وہ تو اب نہین رہی مگر نہر رہ گئی ہی یہہ محل بہی اس زمانہ کی لائق بہت اچہا بنا ہے

نمبر ۱۲۸ کوٹھی دلکشا

قطب صاحب کے نواح میں یہ ایک سیرگاہ اور مکان دلکشا بیچ صاحب والا مناقب عالی مناصب فرزند ارجمند بیجان پیوند سلطانی معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان سر طامس تیافلس مٹکف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان بہادر شاہجہان آباد کا صاحب ممدوح نے اس کوٹھی کو ۱۲۶۰ سنہ ہجری مطابق ۱۸۴۴ سنہ عیسوی کے بنانا شروع کیا یہ کوٹھی نہایت نفیس و لطیف ہے اور یہ شعر اسی پر صادق آتا ہے اگر فردوس بر روی زمین است

ہمین است و ہمین است و ہمین است

نمبر ۱۲۹ باؤلی درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کے درگاہ کے پاس مسجد کے آگے ندیم الدولہ خلیفہ الملک حافظ محمد داؤد خان بہادر مستقیم جنگ نے ۱۲۶۰ سنہ ہجری مطابق ۱۸۴۴ سنہ عیسوی کے یہ باؤلی بنانی شروع کی اور ۱۲۶۳ سنہ ہجری مطابق ۱۸۴۶ سنہ عیسوی کے یہ باؤلی بن باؤلی بہت خوبصورت بنی ہے نری چونہ اور سنگ خارا سے بنی ہوئی ہے قریب چودہ ہزار روپیہ کے سوای قیمت پتھر کے اس باؤلی کے بنانے میں خرچ ہوئے ہیں

نمبر ۱۳۰ اہنی پل ہنڈن

غازی آباد کے پاس ہنڈن ایک ندی ہے اوسپر سرکار انگریزی نے

سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے آہنی پل باندھا ہے یہہ پل نہایت عجیب ہے لوہے کی کمانوں پر عجب خوبصورتی سے لٹھے لگائے ہیں اور اوپر رستہ بنایا ہے ایسی ترکیب ان کمانوں کی رکھی ہے کہ جب کوئی وزنی چیز آتی ہے تو بوجھ سہارنے کو کمانی جھک جاتی ہے ہر چیز کے چلنے سے یہہ پل لچکتا ہے اور کمانیاں بوجھ اٹھا لیتی ہیں اس نواح میں اس قسم کا پل عجائبات روزگار سے ہے

نمبر ۱۳۱

لال ڈگی

شہر شاہجہان آباد میں قلعہ کی نیچے خاص بازار کی سامنے بموجب حکم لارڈ ایلن براہ بہادر کی سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے یہہ حوض تیار ہوا اس حوض کو سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کا بنایا ہے اور چاروں کونوں پر چار برج کٹہرہ دار بہت خوشنمائی سے بنائی ہیں دونو طرف عرض میں سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں نہر کی پانی سے یہہ حوض ہمیشہ بھرا رہتا ہے طول اسکا پانسو فٹ اور عرض دو سو فٹ ہے اس حوض کی بننے سے اکثر کوئیں میٹھے ہو گئے ہیں اس سبب سے لوگوں کو بہت آسایش ہے

نمبر ۱۳۲

پل جدید نگمبود

نگمبود کی گھاٹ کلکتہ دروازے کے سامنے اور سلیم گڈہ کی برابر سنہ ۱۲۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۲ عیسوی کے سرکار انگریزی نی دریا پر یہہ پل بنایا ہے اگرچہ

یہ پل نمونہ اور آتش کا ہی لیکن ایسی خوشنمائی اور مضبوطی سی بنا ہی اور ایسی خوش قطع اور بڑی قدر لادی ہین کہ دیکہکر آدمی ششدر رہ جاتا ہی اُسکے نیچی سی دریا کو اور بہی رونق ہو گئی ہی اور نمود کے گہاٹ اس پل سی بہت خوش معلوم ہوتی ہین برسات کے دنون مین صدہا آدمی سیر و تماشا دیکہنی کو جاتی ہین اور ہر روز میلہ رہتا ہی

خاتمہ

اردو زبان کی بیان مین

ہندوؤنکی راج مین تو یہان ہندی بہاشا بولنی جاتی لکہنی پڑہنی مین آتی تہی ۵۸۷ ششہ ہجری مطابق ۱۱۹۱ سنہ عیسوی موافق ۱۲۴۸ سمت بکرماجیت کے جب مسلمانون کی سلطنت نی یہان قیام کرا تو بادشاہی دفتر فارسی ہو گیا مگر زبان رعایا کی وہی بہاشا رہی ۹۴۰ ششہ ہجری مطابق ۱۵۳۳ سنہ عیسوی تک بجز بادشاہی دفتر کی رعایا مین فارسی کا رواج نہین ہوا اسکے چند روز بعد سلطان سکندر لودہی کی عہد مین سب سے پہلی ہندوؤن سی کایتہون نی جو ہمیشہ سے امورات ملکی اور ترتیب دفتر مین مداخلت رکہتی ہین فارسی زبان لکہنا پڑہنا شروع کیا پہر رفتہ رفتہ اور قومون نی بہی شروع کرلیا اور فارسی لکہنی پڑہنی کا ہندوؤن مین رواج ہو گیا

۲ اگرچہ بابر اور جہانگیر کے عہد تک ہندی بہاشا مین کچہہ تغیر و تبدل

نہین

نہین ہوئی تھی مسلمان اپنی گفتگو فارسی زبان مین اور ہندو اپنی گفتگو بھاشا مین
کیا کرتی تھی جب سی امیر خسرو نے خلجی بادشاہون کے زمانہ مین
یعنی حضرت مسیح سی تیرہوین صدی مین فارسی زبان مین بھاشا کی لفظ
ملانی شروع کیے تھے اور کچھ پہیلیان اور مکریان اور نسبتین اسی
زبان مین کہین تہین جسمین اکثر الفاظ بھاشا کی تہی غالب ہے کہ رفتہ رفتہ
بھاشا مین جب ہی سی ملاپ شروع ہوا ہو مگر ایسا نہ تھا جسکو جدا
زبان کہا جاوی جبکہ شاہجہان بادشاہ نی ۱۰۵۸ ہجری مطابق ۱۶۴۸ عیسوی کے
شہر شاہجہان آباد آباد کیا اور ہر ملک کی لوگونکا مجمع ہوا اوس
زمانہ مین فارسی زبان اور ہندی بھاشا بہت ملگئی اور بعضی فارسی کے
لفظون اور اکثر بھاشا کی لفظون مین بسبب کثرت استعمال کی تغیر
و تبدیل ہو گئی غرضکہ لشکر بادشاہی اور اردوی معلی مین ان دونون زبانون کی
ترکیب سے نئی زبان پیدا ہو گئی اور اسی سبب سے زبان کا اردو نام ہوا
پہر کثرت استعمال سی لفظ زبان کا محذوف ہو کر اس زبانکو اردو
کہنی لگی رفتہ رفتہ اس زبان کی تہذیب اور آراستگی ہوتی گئی
یہانتک کہ سنہ ۱۱۰۰ ہجری مطابق ۱۶۸۸ عیسوی کے یعنی اورنگزیب
عالمگیر کی عہد مین شعر کہنا شروع ہوا اگرچہ مشہور یہ ہے کہ سب سے
پہلی اس زبان مین ولی نی شعر کہا مگر خود ولی کی اشعار سی معلوم ہوتا ہے

کہ اونہی پہلی ہی جسنی اس زبان مین شعر کہا ہی کیونکہ اوسکے شعرون مین
اور شاعرون کی زبان پر طرز نکلتی ہی مگر اوس زمانہ کی شعر نہایت سیدھے
اور نہایت سست بندش کی تہی پہر دن بدن اسکو ترقی ہوتی گئی
یہان تک کہ میر اور سودا نی اوسکو کمال پر پونہچایا

۲ میر کی زبان ایسی صاف اور شستہ ہے اور اوسکے شعرون مین
ایسی اچہی محاورات بی تکلف بندہی ہین کہ آجتک سب اوسکے
تعریف کرتی ہین سودا کی زبان ہی اگرچہ بہت خوب ہے اور بعضان کہتے
تیزی میر پر غالب ہے مگر میر کی زبان کو اوسکے زبان نہین پہونچتی

۴ اردو نثر لکہنی والون مین میر امن جسنی باغ بہار لکہا سب پر
فوق لیکیا حقیقت مین نظم لکہنی مین جیسا کمال میر کو ہی نثر لکہنی مین
ویسا ہی کمال میر امن کو ہی

عربی زبان کا اردو مین ترجمہ سب سے پہلی مولوی عبد القادر صاحب
اور مولوی رفیع الدین صاحب نی کیا مولوی عبد القادر صاحب کا
اردو ترجمہ کلام اللہ کا اردو لغات کی لئی ایک بڑی سند ہے
اور مولوی رفیع الدین صاحب کا ترجمہ تراکیب نحوی کی لئے
ایک بہت عمدہ دستاویز ہے

۶ اردو زبان کی شعر و نکاہی طریقہ فارسی شعرون کے قاعدہ پر

ہو

یون ہی آن پڑی کہ گویا جوان مرد خوبصورت لڑکی کی تعریف مین شعر کہتا ہی۔ ہندی بہاشا مین دستور تہا کہ عورت کے زبانی مرد کی تعریف شوقیہ شعر ہوتی ہی بعضی بعضی شعراء اردو زبان مین اسطرح ریختی شعر کہا جانے اور اوسکو ریختی بولتی ہین غالب ہے کہ تخمیناً سنہ ۱۲۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۸۶ عیسوی کے انشاء اللہ خان نی اوسکو رواج دیا۔ فارسی شعروں کی جو بحرین اور اقسام ہین قریب اردو شعروں مین مروج ہین الا کہمری اور پہیلی کہنی کا وزن ہی اور یہ زبان ہی کی ایسی ہے جسمین اکثر بہاشا ملی ہوئی ہو۔ نسبتین جو مشہور ہین فقرہ ہوتی ہین کہ انمین دو باتین یا زیادہ چیزین جسمین کچہہ باعتبار ظاہر کی مناسبت نہین معلوم ہوتی تہی بیان کی جاتی ہین اور مخاطب سے پوچہا جاتا ہے کہ ایسی ایک بات جامع بتاوے کری جو سب مین پائی جاوے۔ پہیلی مین کسی چیز کی اوصاف اور خصائص اور یہ بیان کئی جاتی ہین اور مخاطب سی پوچہا جاتا ہے کہ وہ چیز کیا ہے بڑی خوبی پہیلی کی یہہ ہے کہ اوسمین اوس چیز کا نام بہی آجاوے جسکے اوصاف اور خصائص بیان کئی گئی ہین پہر اوسپر بہی مخاطب نہ سمجہی۔ اکثر مکرین مین عورت کی زبانی ذومعنی بات بیان کئی جاتی ہی کہ جسمین ایک سے معشوق مراد ہوتا ہی اور دوسرے سے اور کچہہ قایل اوسکا جب جانتی ہی معشوق کی باتین کرجاوے

پہیلیان

بالا تہا تو سبکو بہایا — بڑا ہوا کچہہ کام نہ آیا — دیا یعنی چراغ
مین کہہ دیا اسکا ناو — بوجہی تو بوجہہ نہین تو چہوڑدے گانو

فارسی بولی آئی نا ترکی بولی پائی نا
ہندی کہتی عارسی آوی منہہ دیکہون جو اسی بتاوی آئینہ

مکری

آپ ہلی اور ہو کو ہلاوی واکا ہلنا مو کو بہاوی
ہل ہل کی بہا انسکہیا ای سکہی ساجن نا سکہی پنکہا پنکہا

نسبتین

گوشت کیون نہ کہایا ڈوم کیون نہ گایا گلا نہ تہا
انار کہایا کیون نہین وزیر رکہا کیون نہین دانا نہ تہا
سموسہ کیون نہ کہایا جوتہ کیون نہ پہنا تلا نہ تہا

ریختی

اچہا جو خفا ہمسی ہو تم ای صنم اچہا لو مین بہی نہ بولون کی خدا کی قسم اچہا

شعر اردو

عشق کرتی ہین اوس پری رو سی میر صاحب بہی کیا دیوانہ ہین
میر اوس نیم باز آنکہون مین ساری مستی شراب کیسی ہی
ہم ہوئی تم ہوئی کہ میر ہوئی اوسکی زلفون مین سب اسیر ہوئی

تمت بالخیر

مطبوعہ مطبع احمدی واقع دہلی باہتمام شیخ ظفر حسین

سنہ ۱۲۷۰ ہجری و سنہ ۱۸۵۳ عیسوی

کتبہ لوہی کی لاٹہ کا

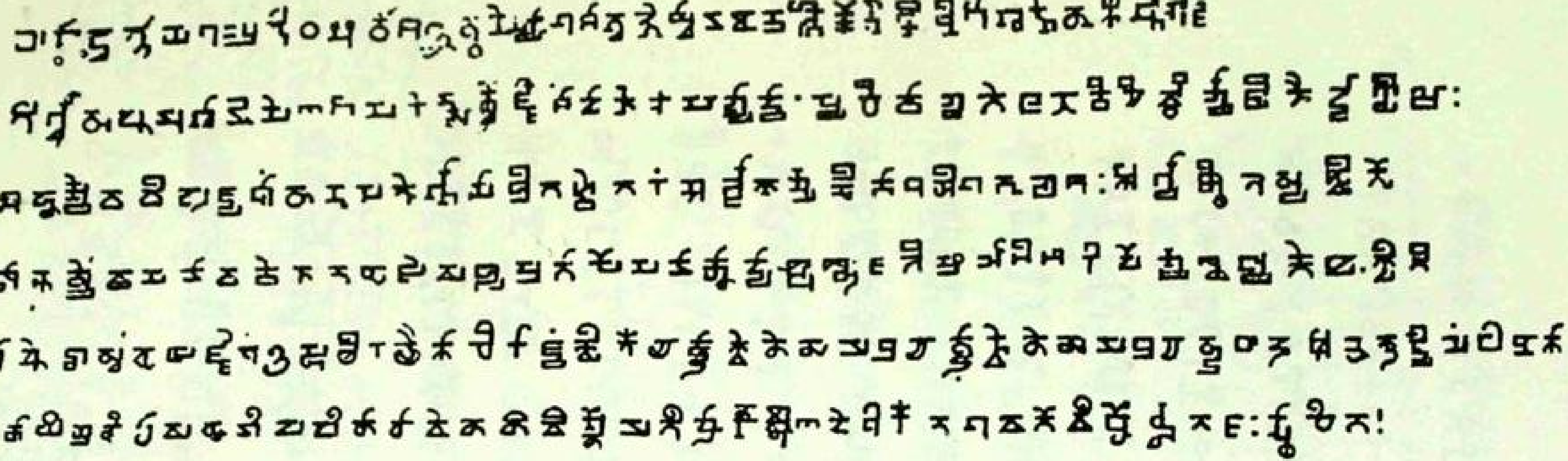

۱ اوس شخص نی کہ جسنی خبیہ بسری کہ سیری دشمن اجہی سپاہ اور فتنو کی ساتہ مجہسی لڑائی ترجمہ اور سو جہ سند بی تیاری کرتی مین ایک انہ شہرت کا کہدوایا جسطرح کہ اوسکی تلوار کی زخم انضار تحریر
جو شخص کہ مالک سایت سلطنت کا تہا اوسنی دریا سندہ عبور کر کر سندہیون قوم اہیکار کو دبایا اوسکی تا قابلہ فوج وراوسکی گیا مین جو نظر جنوب اوس دریا کی تہین اس زمانہ مین بہی باکر مکے ساتہ تابعین
جسطرح کہ شیر ایک شکار چہوڑ کر دوسرا شکار پکڑتا ہی اسیطرح اوسنی اس دنیا کو چہوڑ کر اوس عالم پر قبضہ کیا یعنی مرگیا مگر اوسکی نام اوری اتک بہی زمین پر بسبب اوسکی نیکی کا سون کی مشہور
اگرچہ وہ اب مرگیا ہی لیکن اوسکی ہتہیار کرنی کی طاقت جو دشمنوں کا تباہ کرنی والا تہا اب تک عالم مین باقی ہے

۲ اوس شخص نی کہ جس نی بوسیلہ اپنی تلوار کی مملکت زمین کی بادشاہت کی اور اوسنی اپنی من برج اور چاند کی صحتین اکٹہی کی تہین اور اوسکی چہرہ کی خوبصورتی مثل پورے چاند کی تہی
اوسی اچہہ دہاوا کا جسنی اتنا سر جہکایا پاؤن دشمنون مین ور لگایا ہیادل اوسی دشمنون تہاپریہ ونچا ہتہیار یعنی لاٹہ دشمنون کی نام پر جو قابل پرستش کی ہی بنایا سوادیا دوا کا

کتبہ لاٹھ اشوکا یا فیروز شاہ

۱۰ سمبت ۱۲۲۰ بیساکھ سدی پندرس
ساکمبری کا راجہ سری بن
یعنی ہمہ صفت موصوف
ایں دیوکا بنیا سری بن
یعنی ہمہ صفت موصوف
بسیلدیو

१०. संवत् १२२० वैशाख शुदि १५

शाकंभरी भूपति श्रीमद्विग्रहराजदेव

आमन्तः। श्रीमहीसल्लदेव ॥

جانب غرب

𑀤𑁂𑀯𑀸𑀦𑀁𑀧𑀺𑀬𑁂 𑀧𑀺𑀬𑀤𑀲𑀺 𑀮𑀸𑀚 𑀳𑁂𑀯𑀁 𑀆𑀳𑀸 𑀲𑀟𑀼𑀯𑀻𑀲𑀢𑀺 𑀯𑀲 𑀅𑀪𑀺𑀲𑀺𑀢𑁂𑀦 𑀫𑁂 𑀇𑀬𑀁 𑀥𑀁𑀫𑀮𑀺𑀧𑀺 𑀮𑀺𑀔𑀸𑀧𑀺𑀢𑀸 𑀳𑀺𑀤𑀢𑀧𑀸𑀮𑀢𑁂 𑀤𑀼𑀲𑀁𑀧𑀝𑀺𑀧𑀸𑀤𑀬𑁂 𑀅𑀁𑀦𑀢 𑀅𑀕𑀸𑀬𑀸 𑀥𑀁𑀫𑀓𑀸𑀫𑀢𑀸𑀬𑀸 𑀅𑀕𑀸𑀬 𑀧𑀮𑀻𑀔𑀸𑀬𑀸 𑀅𑀕𑀸𑀬 𑀲𑀼𑀲𑀽𑀲𑀸𑀬𑀸 𑀅𑀕𑁂𑀦 𑀪𑀬𑁂𑀦𑀸 𑀅𑀕𑁂𑀦 𑀉𑀲𑀸𑀳𑁂𑀦𑀸 𑀏𑀲 𑀘𑀼 𑀔𑁄 𑀫𑀫 𑀅𑀦𑀼𑀲𑀣𑀺𑀬𑀸 𑀥𑀁𑀫𑀸𑀧𑁂𑀔𑀸 𑀥𑀁𑀫𑀓𑀸𑀫𑀢𑀸 𑀘𑀸 𑀲𑀼𑀯𑁂 𑀲𑀼𑀯𑁂 𑀯𑀠𑀺𑀢𑀸 𑀯𑀠𑀻𑀲𑀢𑀺 𑀘𑁂𑀯 𑀧𑀼𑀮𑀺𑀲𑀸 𑀧𑀺 𑀘 𑀫𑁂 𑀉𑀓𑀲𑀸 𑀘𑀸 𑀕𑁂𑀯𑀬𑀸 𑀘𑀸 𑀫𑀛𑀺𑀫𑀸 𑀘𑀸 𑀅𑀦𑀼𑀯𑀺𑀥𑀻𑀬𑀁𑀢𑀻 𑀲𑀁𑀧𑀝𑀺𑀧𑀸𑀤𑀬𑀁𑀢𑀺 𑀘𑀸 𑀅𑀮𑀁 𑀘𑀧𑀮𑀁 𑀲𑀫𑀸𑀤𑀧𑀬𑀺𑀢𑀯𑁂 𑀳𑁂𑀫𑁂𑀯𑀸 𑀅𑀁𑀢𑀫𑀳𑀸𑀫𑀸𑀢𑀸 𑀧𑀺 𑀏𑀲 𑀳𑀺 𑀯𑀺𑀥𑀺 𑀬𑀸 𑀇𑀬𑀁 𑀥𑀁𑀫𑁂𑀦 𑀧𑀸𑀮𑀦𑀸 𑀥𑀁𑀫𑁂𑀦 𑀯𑀺𑀥𑀸𑀦𑁂 𑀥𑀁𑀫𑁂𑀦 𑀲𑀼𑀔𑀻𑀬𑀦𑀸 𑀥𑀁𑀫𑁂𑀦 𑀕𑁄𑀢𑀻 𑀢𑀺

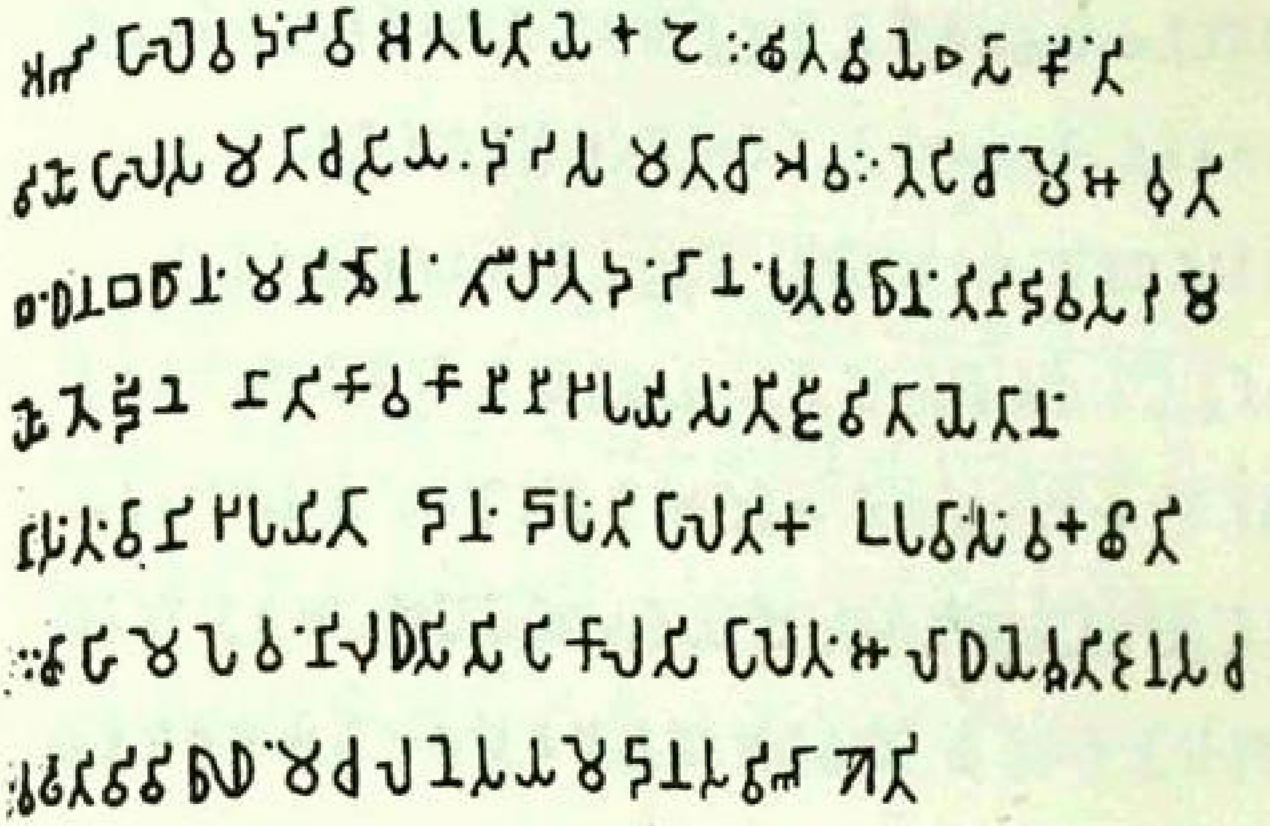

جانب جنوب

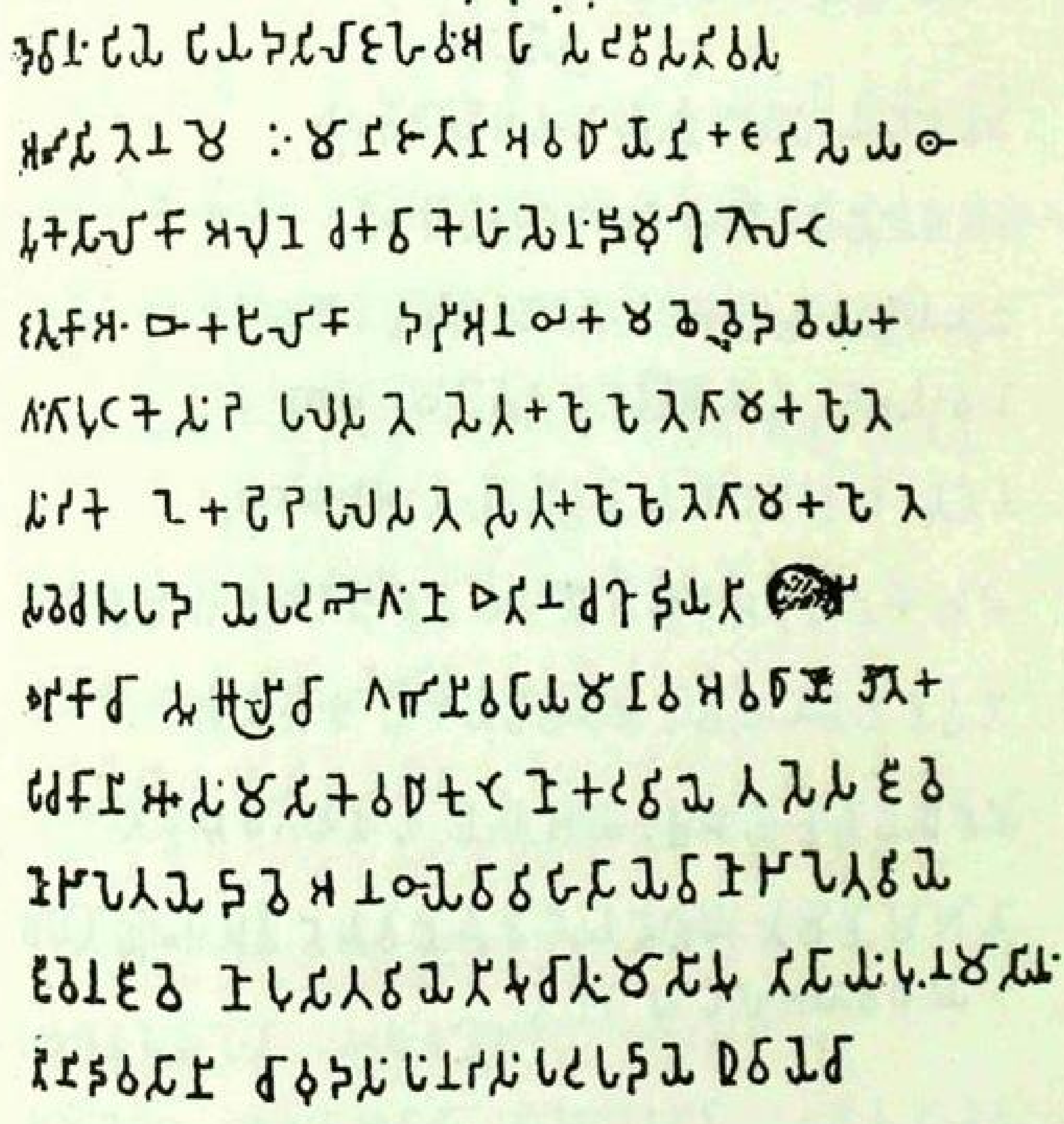

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جانب شرق

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

جانب شمال

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جانب شرق

६० श्रीरा वामानि तुविया नं यं नत्याः प्रथथि ढं ता त्र
त्रिद्व य श्रशाणि त्रागोनि वि रु वमि ल कां यं पशा श्रा वकं।
मा ग्राम त्रा रू वि क रू वक्रिरुनः श्लथं म नोविद्धि षां
ध्वीम क्रिश्र छनारुाढ व ट व तः श्राम्न प्रया लोकवे॥
ली ला मंढि नाण देल्लिभ्र स्त य त्रम्रो ल स्त्र वा म रुवाश त्रृ
लं त्रु न वि श्रु द्र। दे तिपा त याणा कृ वा सम व।
शं का वा भ्र का षा त्र म श्च रु व मा वा ल्ल व वा दां नि वि
नि भि श्या पक्र नश्च यः कि क्रु ठ वा ह्ना ढ न नि त्रा यित॥

جانب غرب

श्रा त्रा विंधा दा दिमा ह्रं बिंवि वि न वि कृ यः क्षी षं या त्रा प्र
सगा द्ध द्वी वे भ्र प्र द्र त्री नृ प ति ष्ठा वि व म कं वं ल भ्र प्र
सन्न ः।
घ्रार्या व तं य घा धं भ न रापि कृ तवा ह्न श्रु वि छ द ना
दिंदि दः शा से रु रीद्वारु मा नि वि रु या तं वी सला ष
सि पा लः॥
श्रुत स प्र ति चा द्ध मा न ति लकः शा रू रु नीरू प तिः श्री
म द्विक्ष्र दसा दरु ए ए ष विरु यी मं ता नशा मा रः।
श्रा ल्पा त्रि क ग दं ध्य कः त्यि रि म व द्वि थां त ना न ड क
शिषश्वीक ना गा य मा भू र व ना भुहा ग स्य यं म न ः॥

[illegible]

یہ کتبا کھدوا راجہ کی
مہربانی سری تلک راٹ
کی حضور مین سری پت
منتی مہابت کو بخش
کاتب ای اس وقت مین
کرمہانتری یعنی وزیر
راجپوت سری سل
لچھن پال ہے

ترجمہ ہوا باعانت معصر
رام نسرن پنڈت
ساکن رہتک

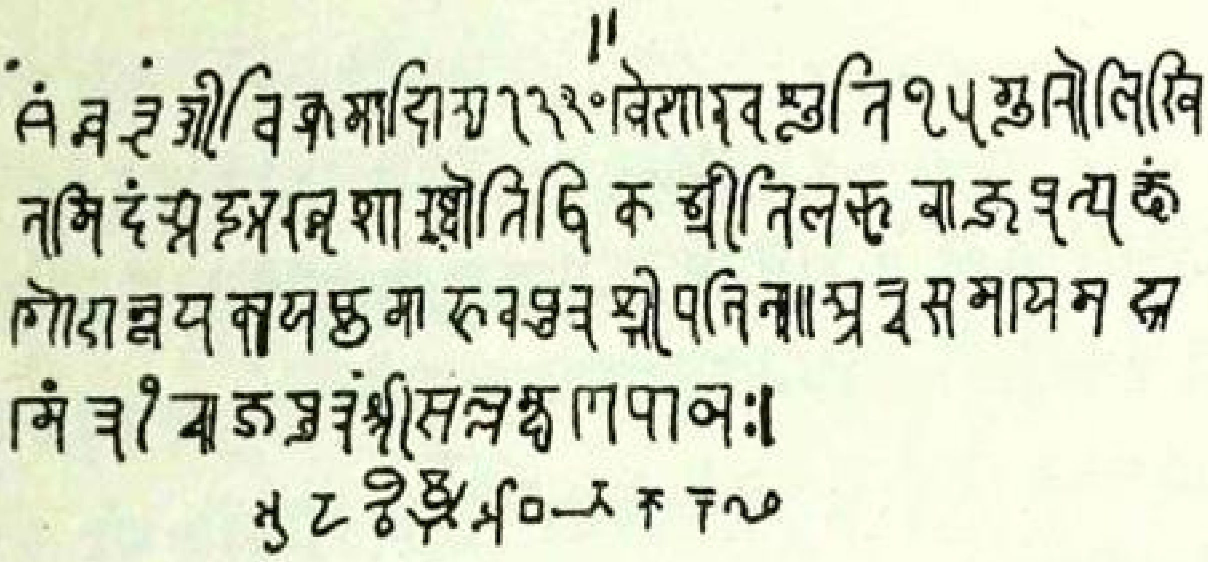

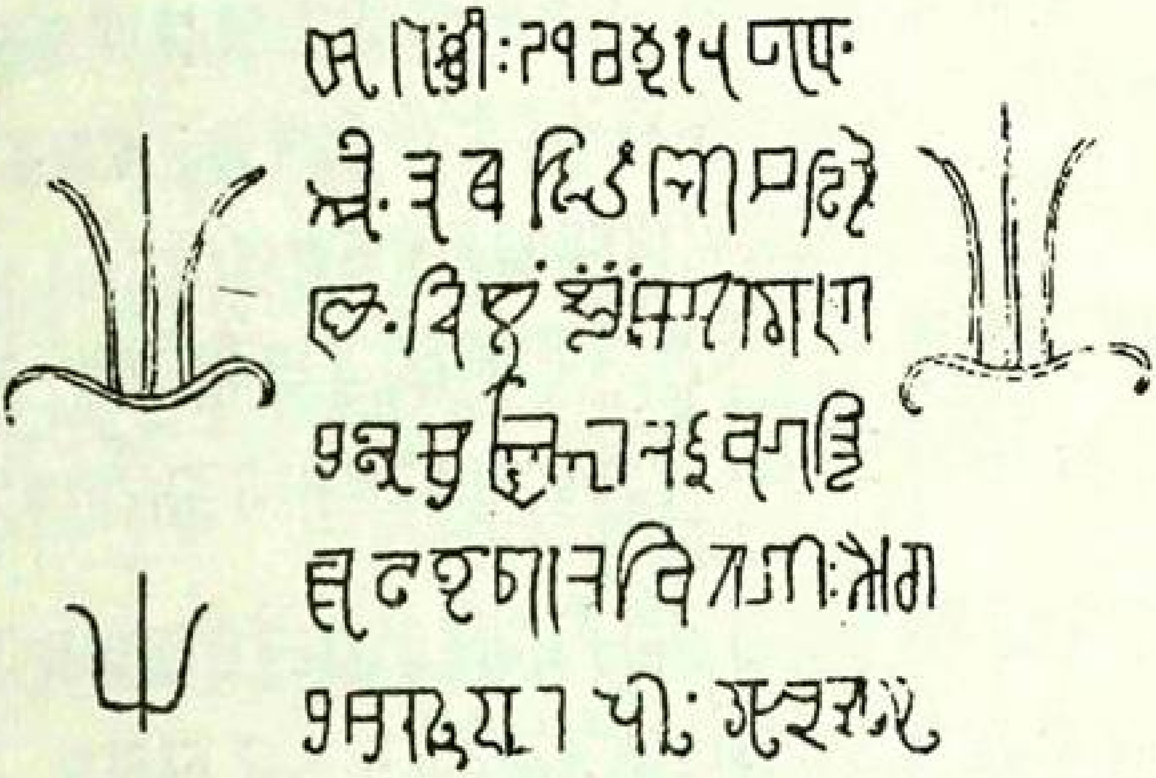

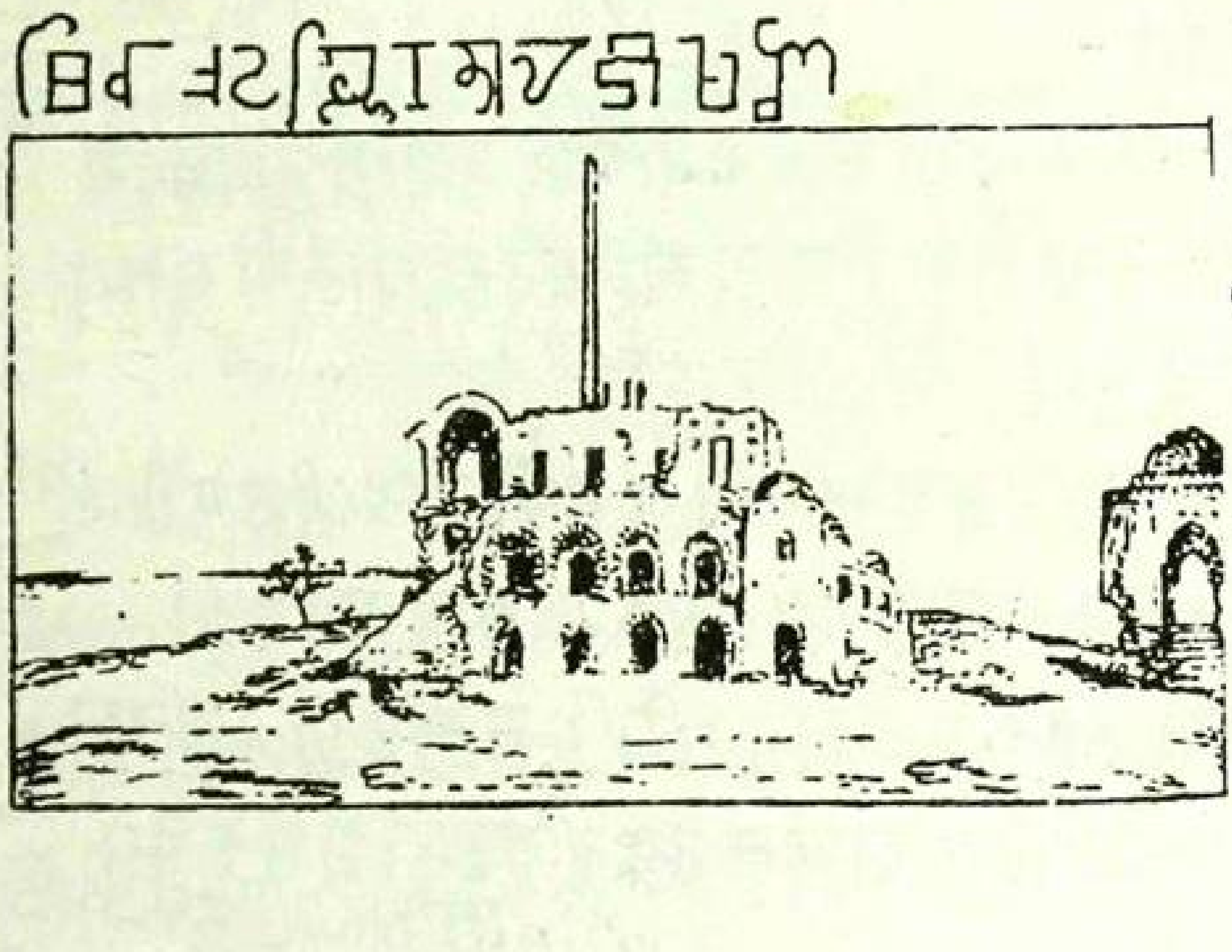

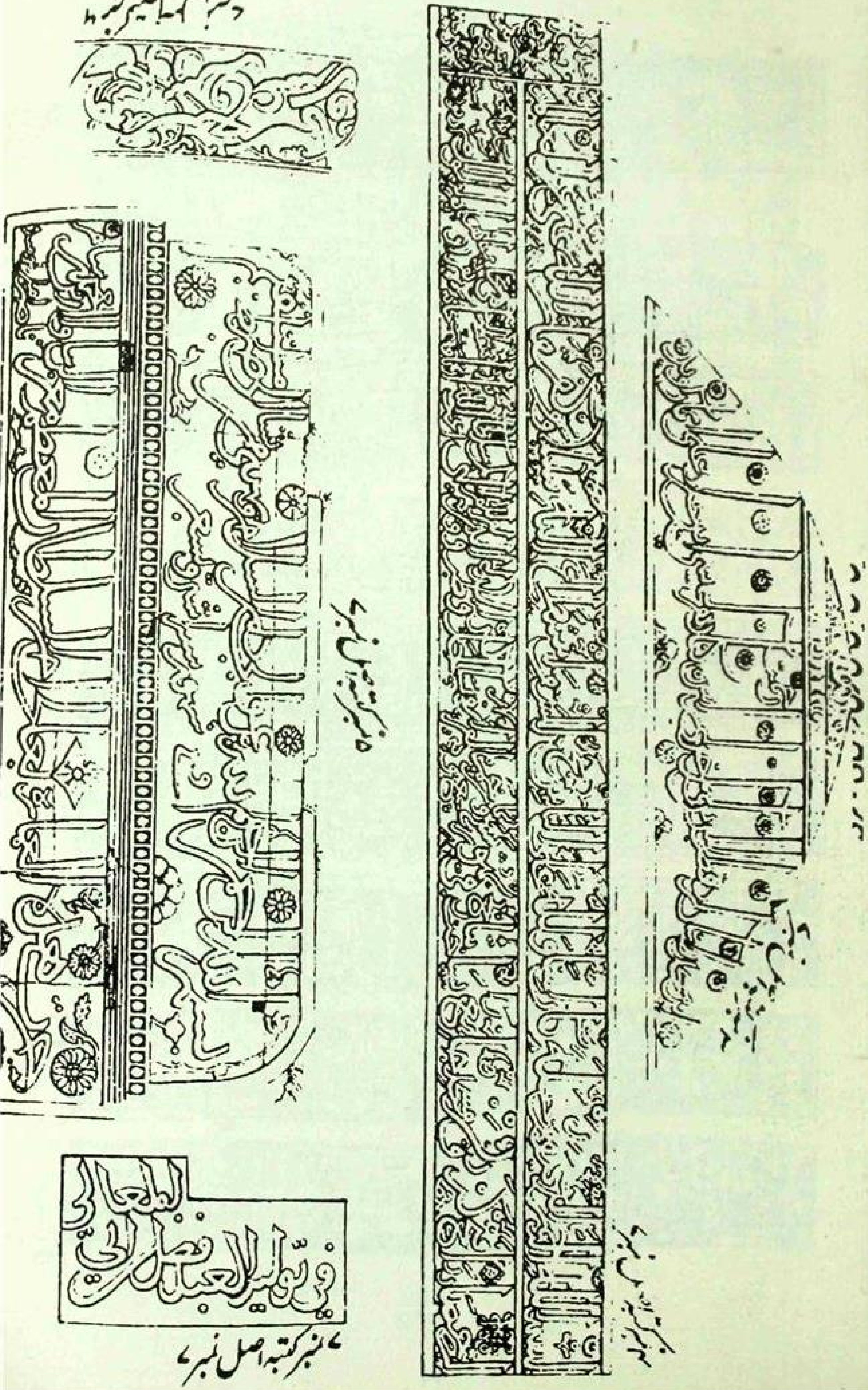

۱۳

۹ لمبر کتبہ اصل لمبہ ۰

۹ لمبر کتبہ ہائی جاول الانہ اصل لمبہ ۸

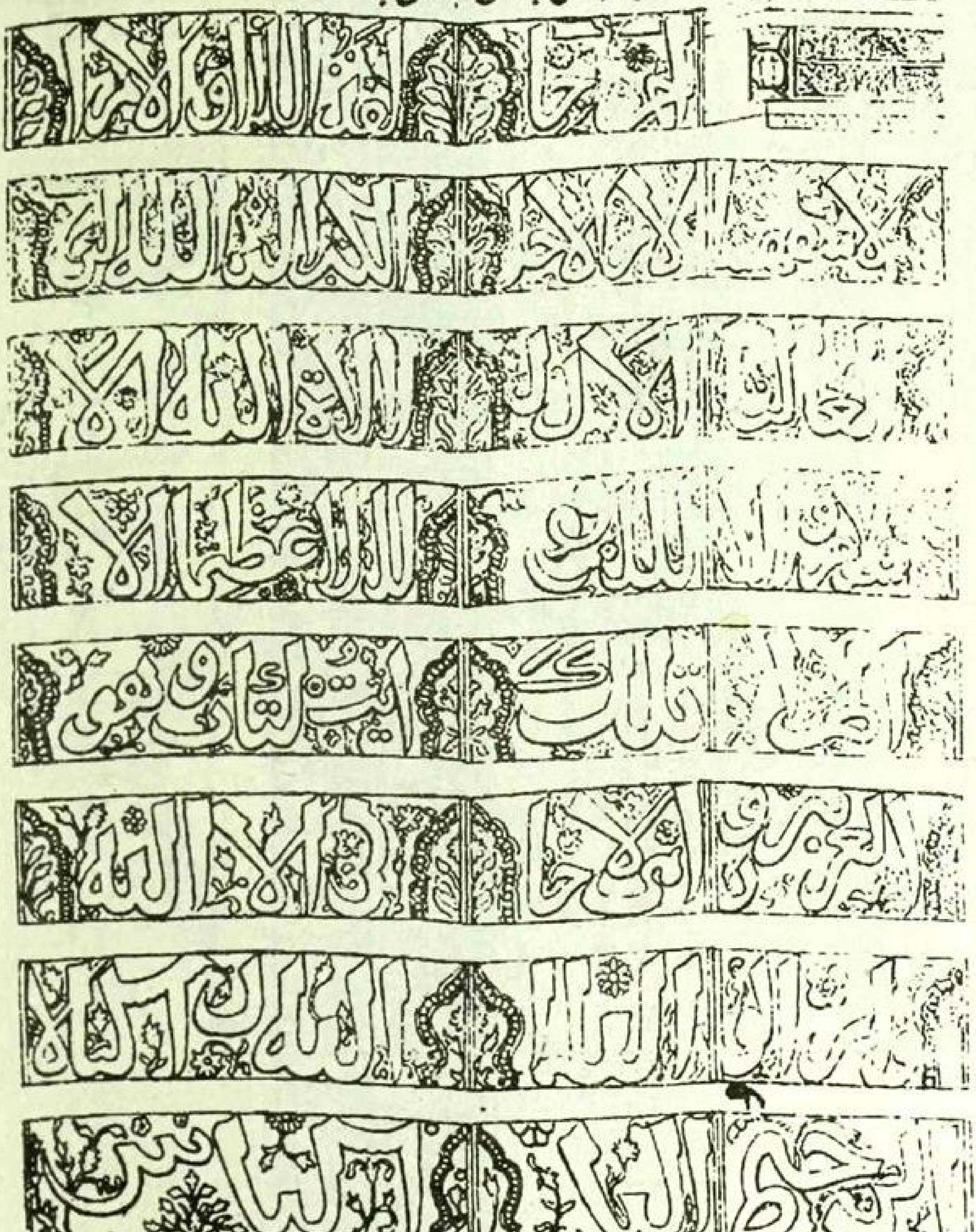

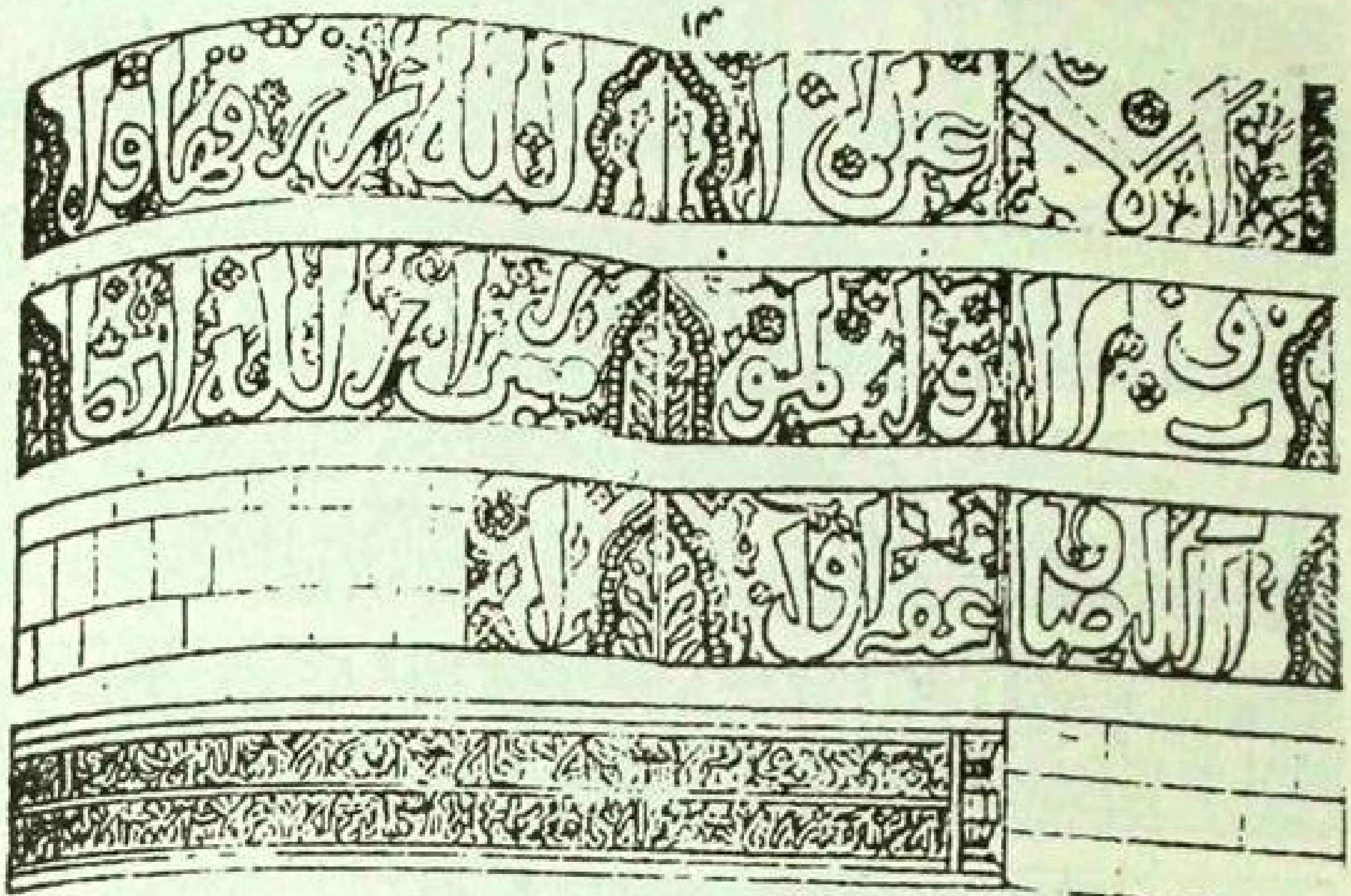

سطر دویم در جبه اول

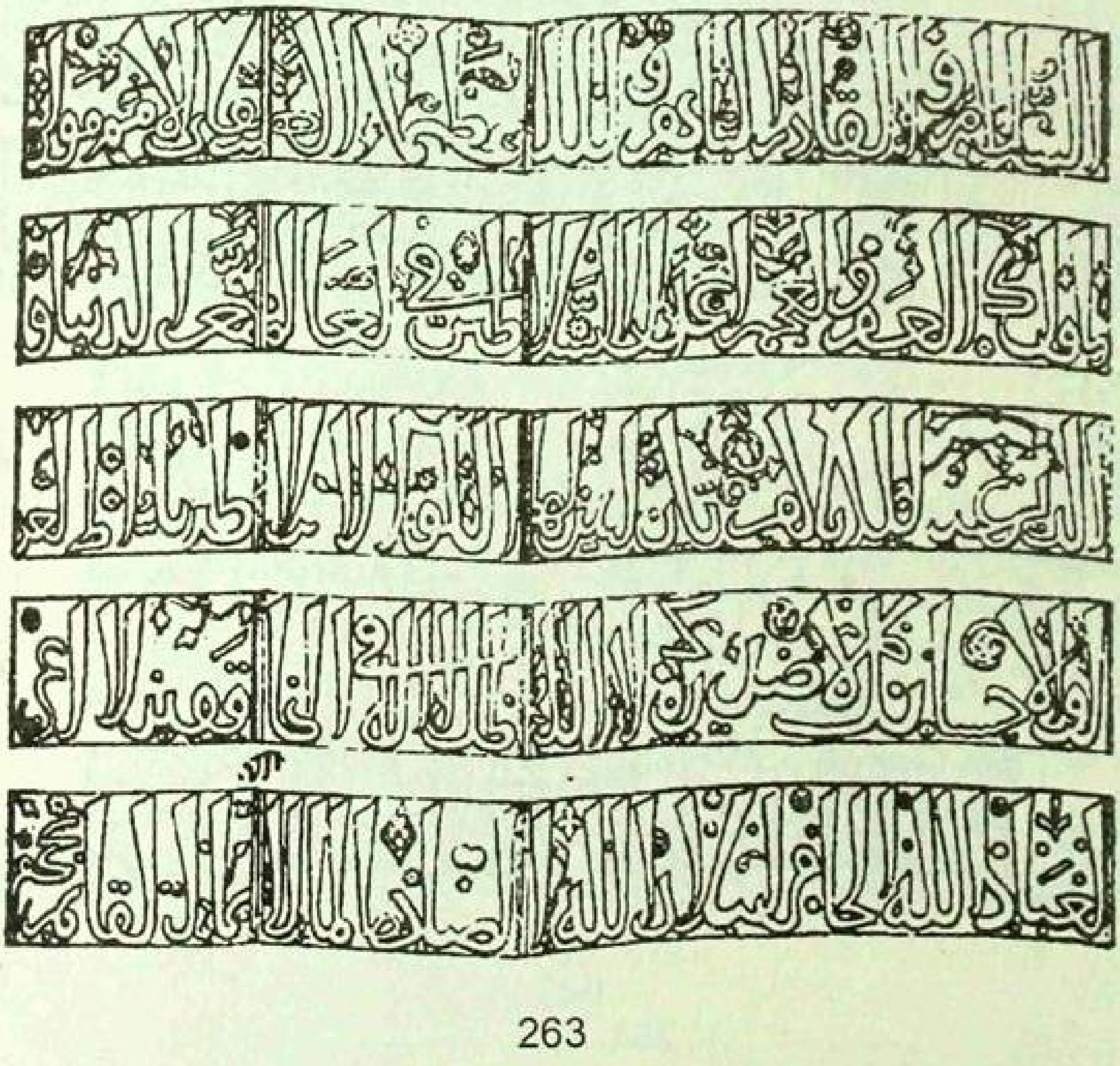

۱۵

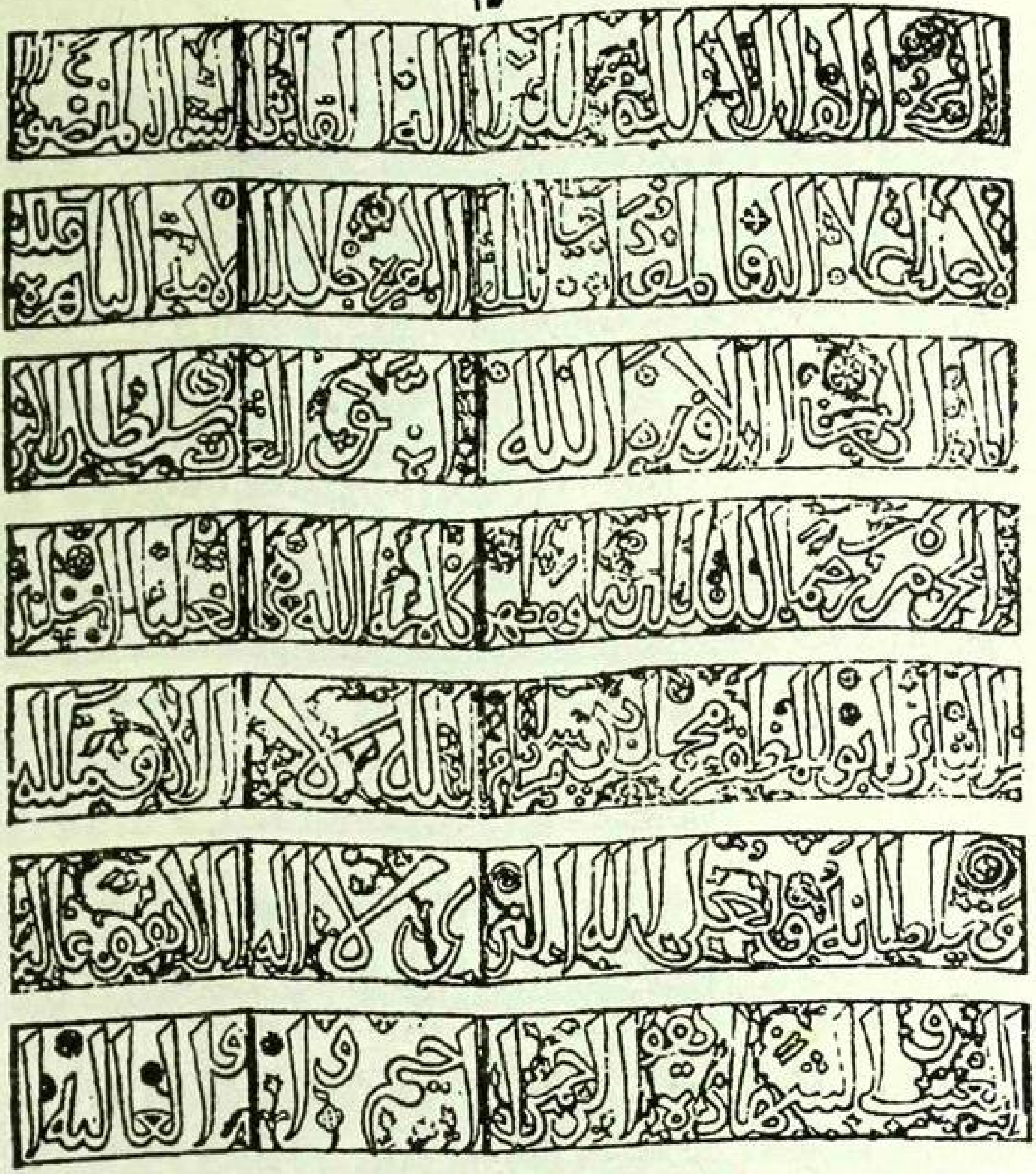

سطر سوم در جداول

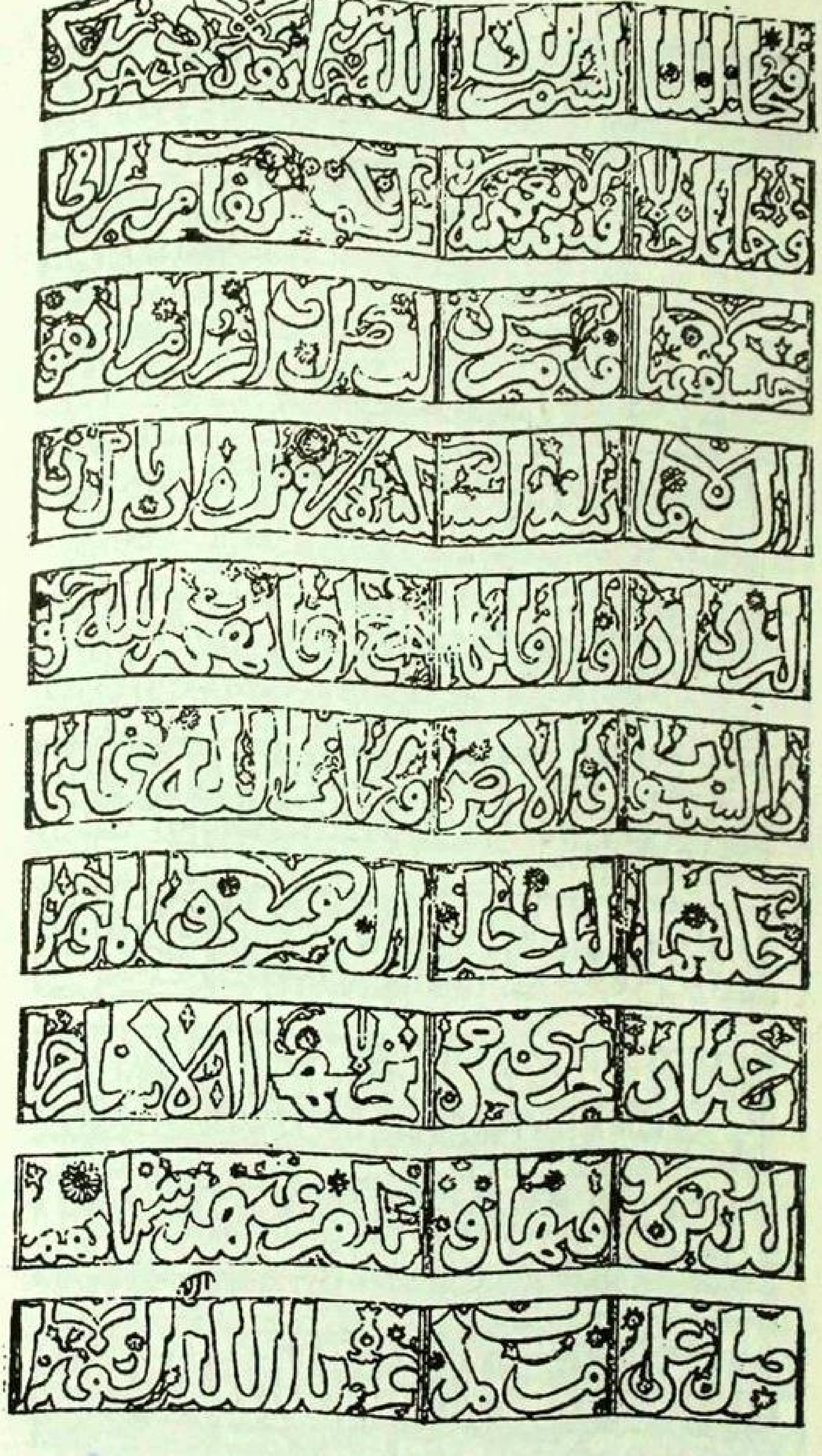

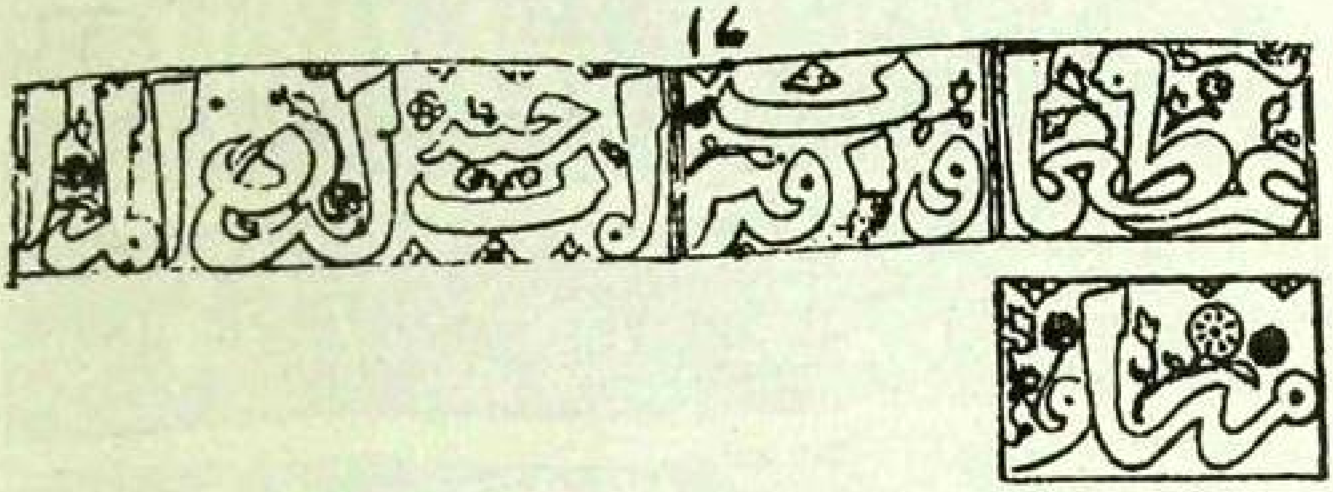

سطر چہارم درجہ اول

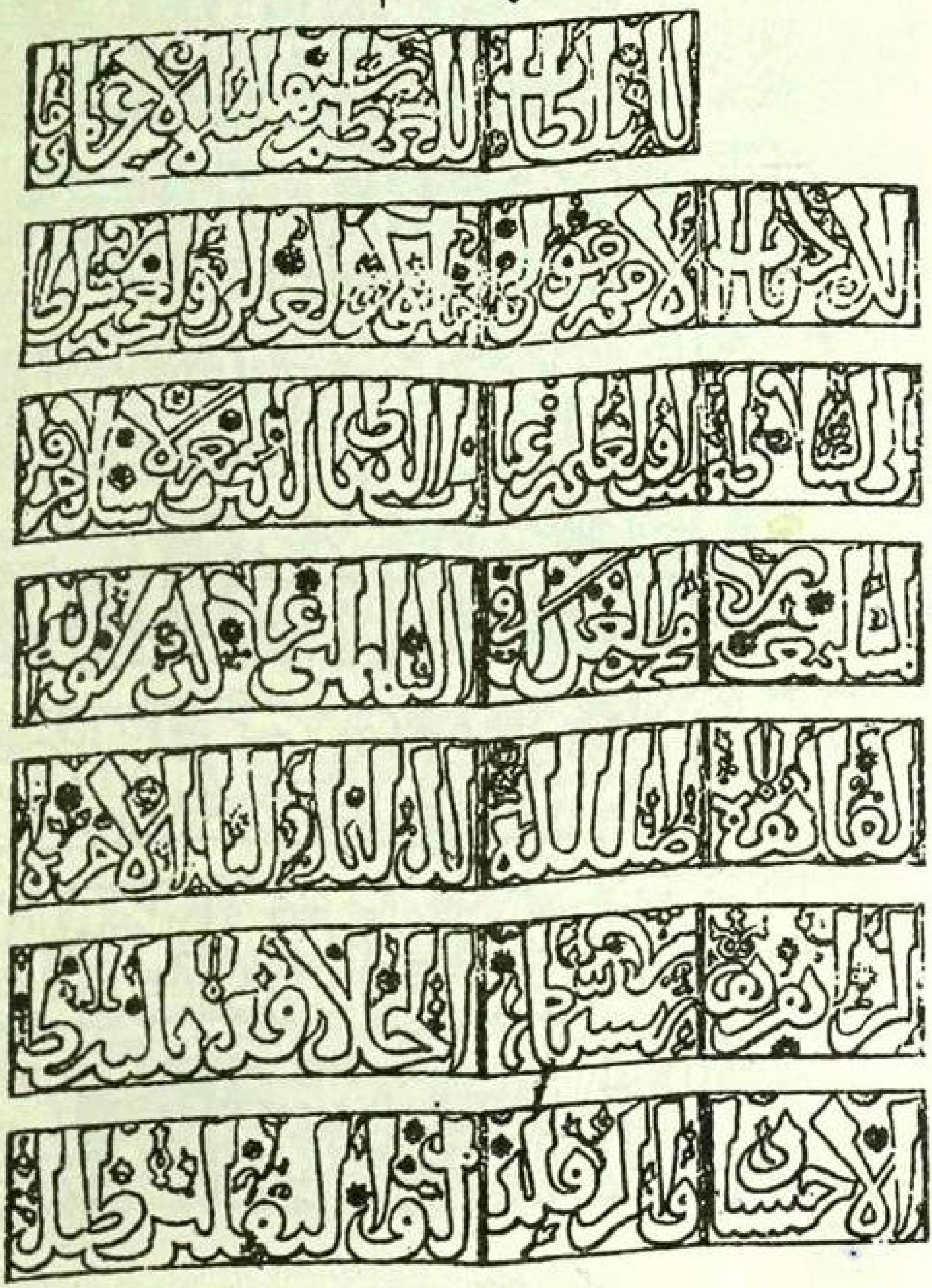

١٨

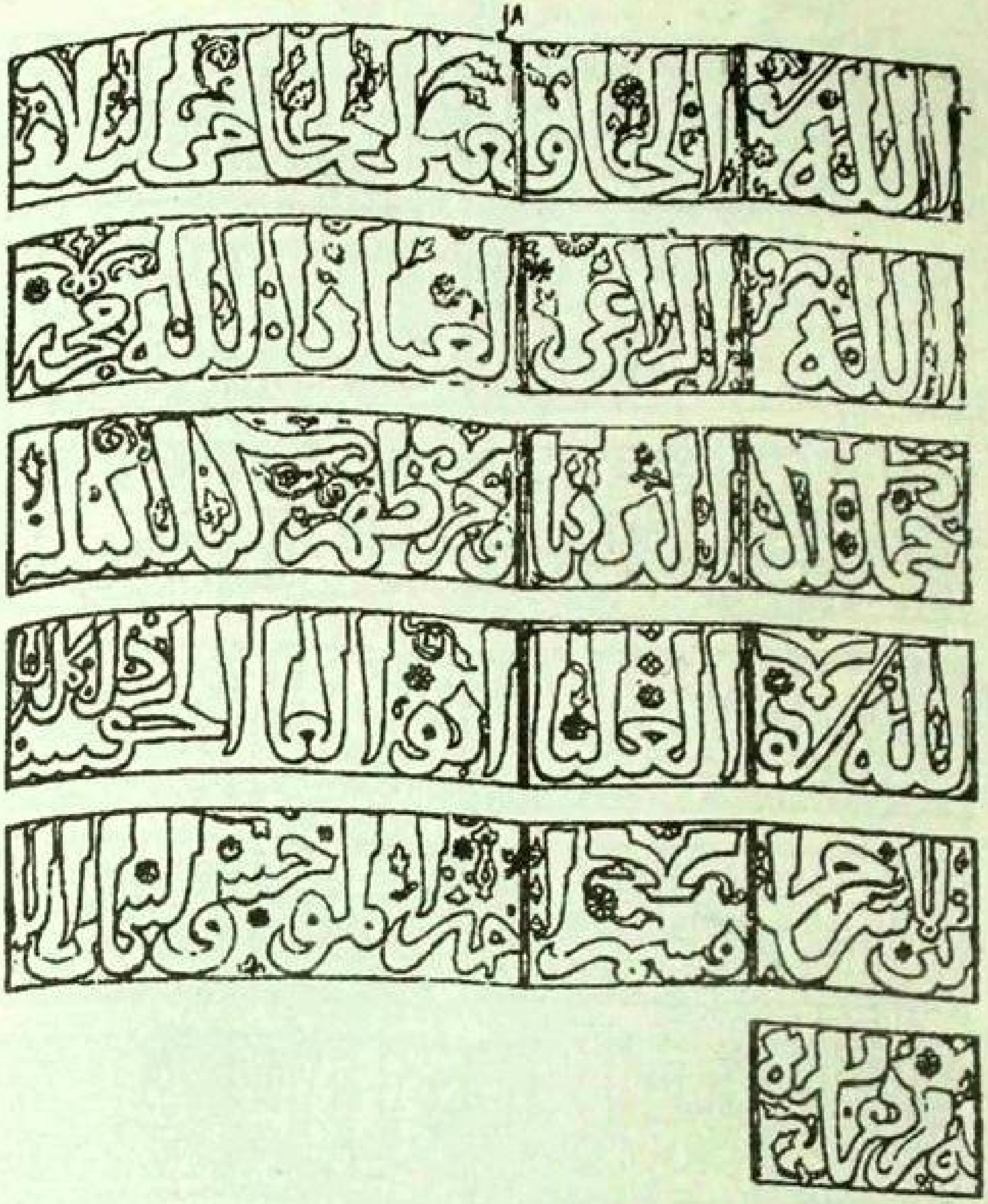

سطر پنجم درجه اول

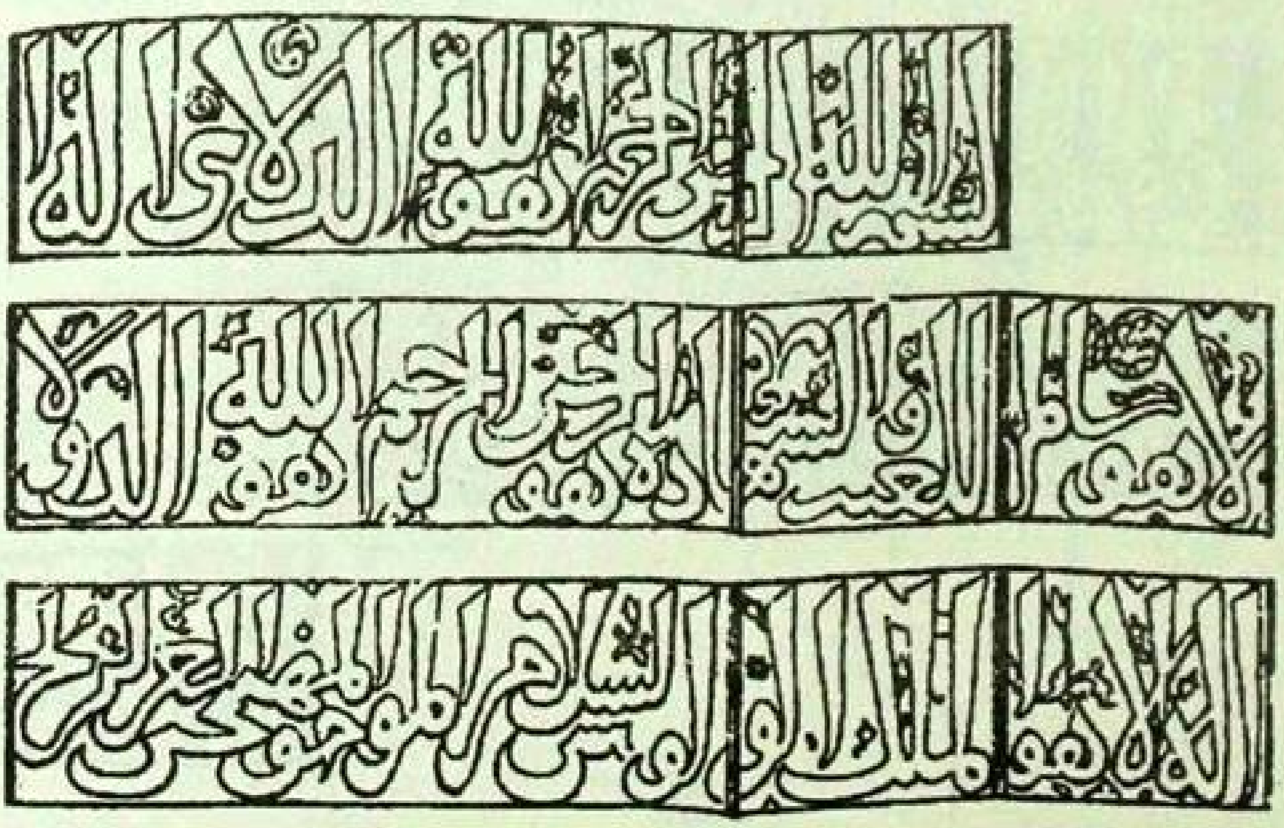

19

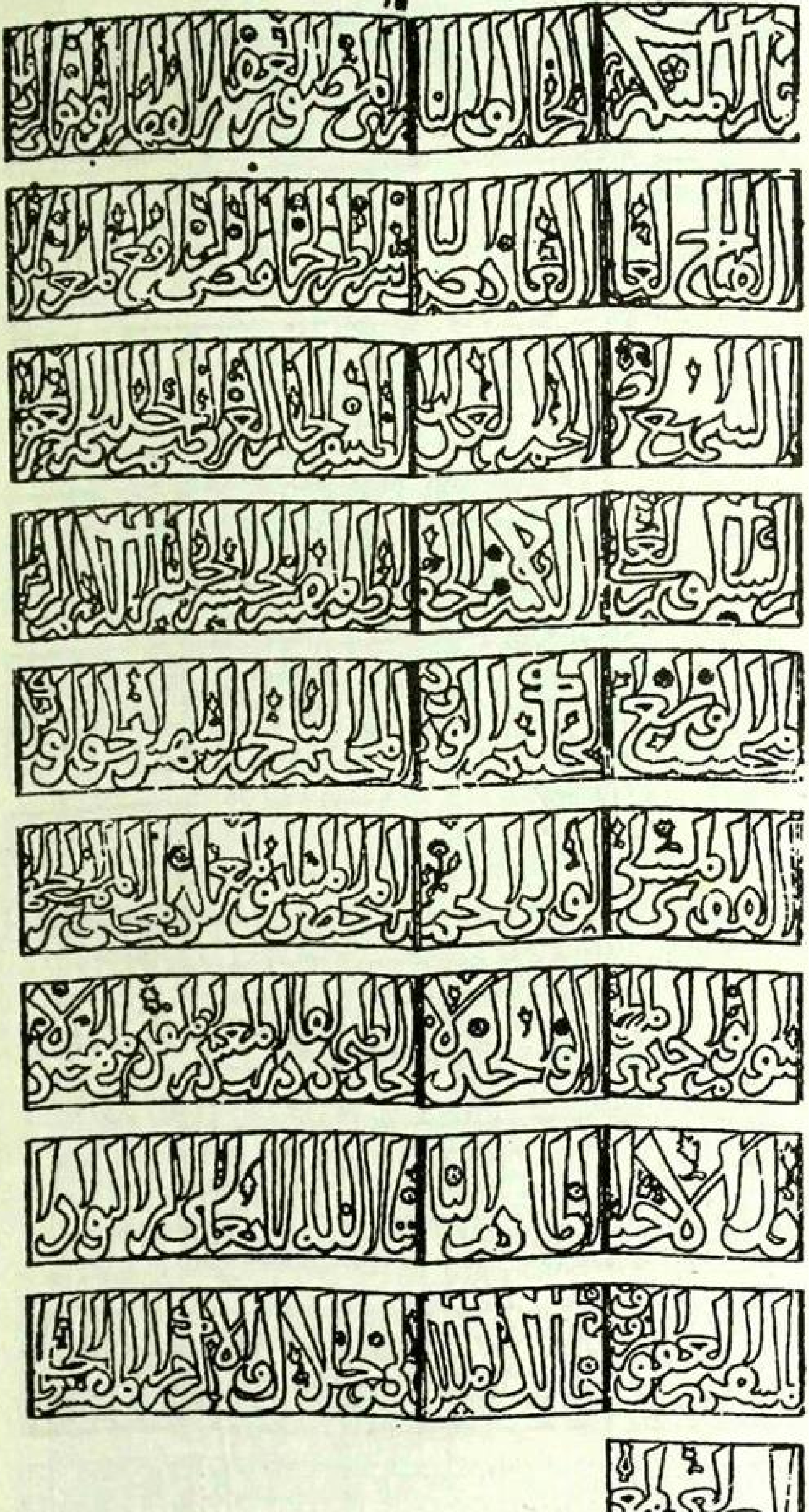

۲۲ نمبر کتبہ کالی مسجد شہر احمد نمبر ۲۳

بسم الله الرحمن الرحیم بفضل و عنایت فریدگار در عهد دولت پادشاه دین دار
الواثق بتایید الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه این مسجد الدهر بنده زاده
درگاه جونا شاه مقبول الخاطر المخاطب خانجهان ابن خانجهان خدا بر ایشان رحمت کند کسی که در مسجد
بیاید بدعای خیر پادشاه مسلمانان و این بنده را بفاتحه و اخلاص یاد کند حق تعالی آن بنده را بیامرزد
بحرمة النبی و آله مسجد مرتب شد بتاریخ دهم ماه جمادی الآخر سنه تسع و ثمانین و سبعمائه

۲۳ نمبر کتبہ مقبرہ فیروز شاہ دہلی نمبر ۲۷

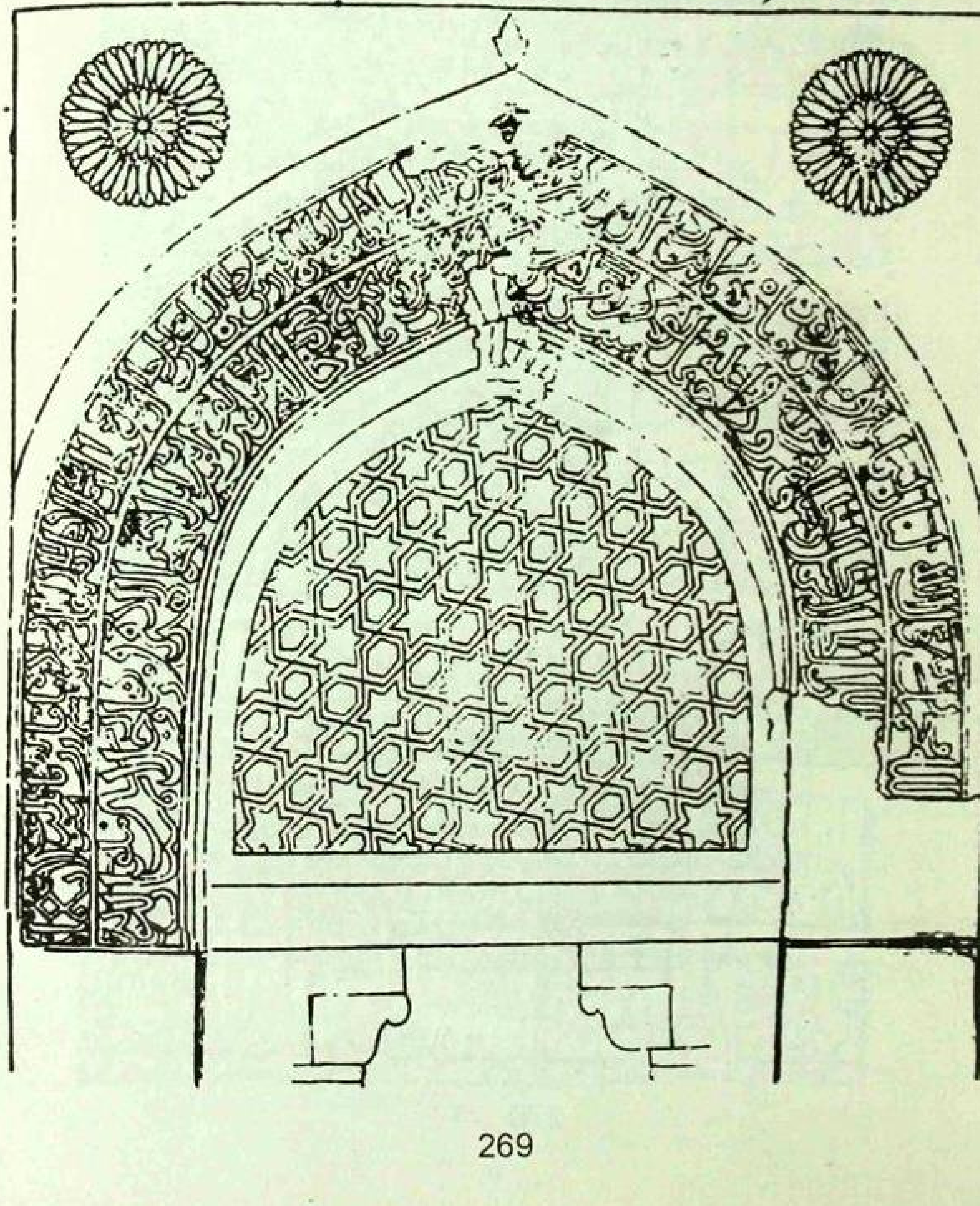

۲۴ نمبر کتبہ حج شہاب الدین بنان   اصل نمبر ۳۰

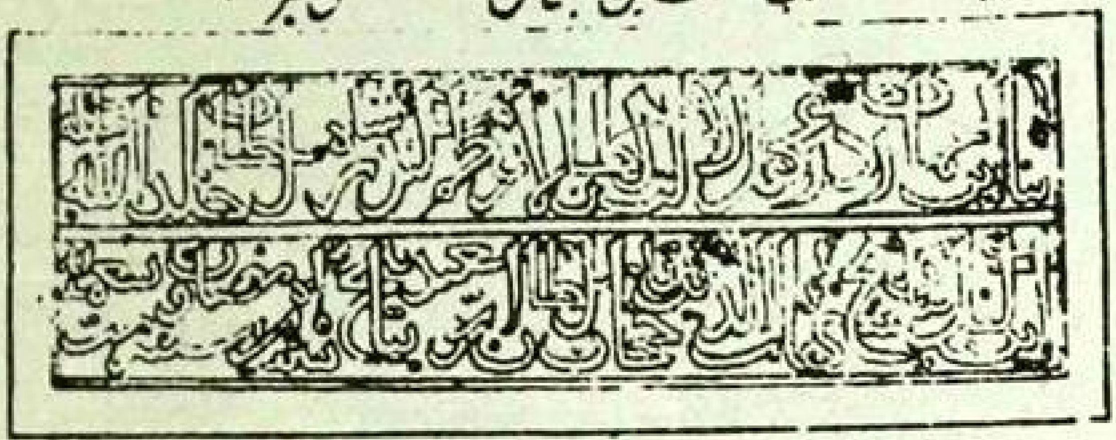

نمبر ۲۵ کتبہ جامع مسجد بوتہ   اصل نمبر ۳۴

نمبر ۲۶ کتبہ رجون کی بائین کا   اصل نمبر ۲۷

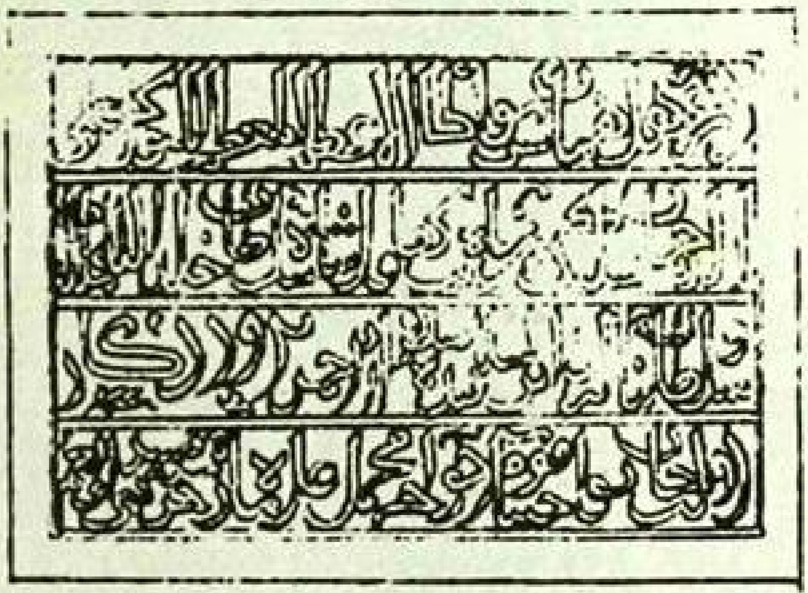

نمبر ۲۷ کتبہ درگاہ یوسف قتال اصل نمبر ۴۹

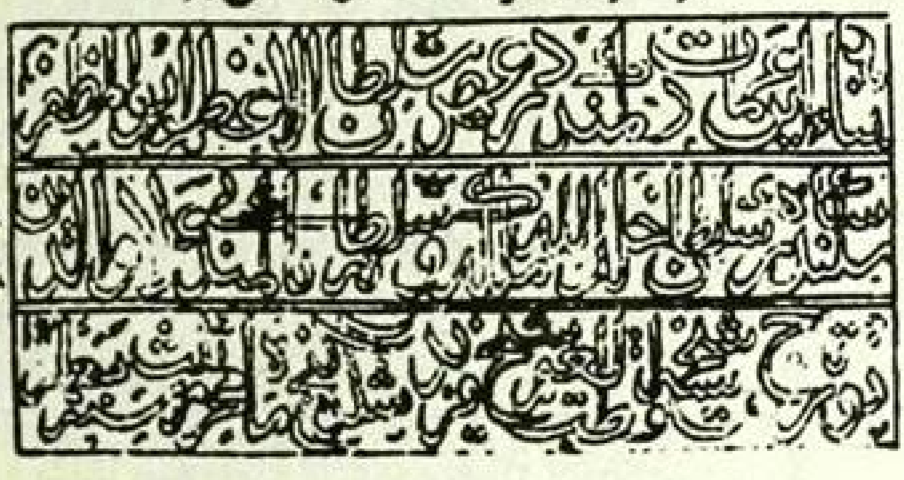

سطر ششم درجه اول

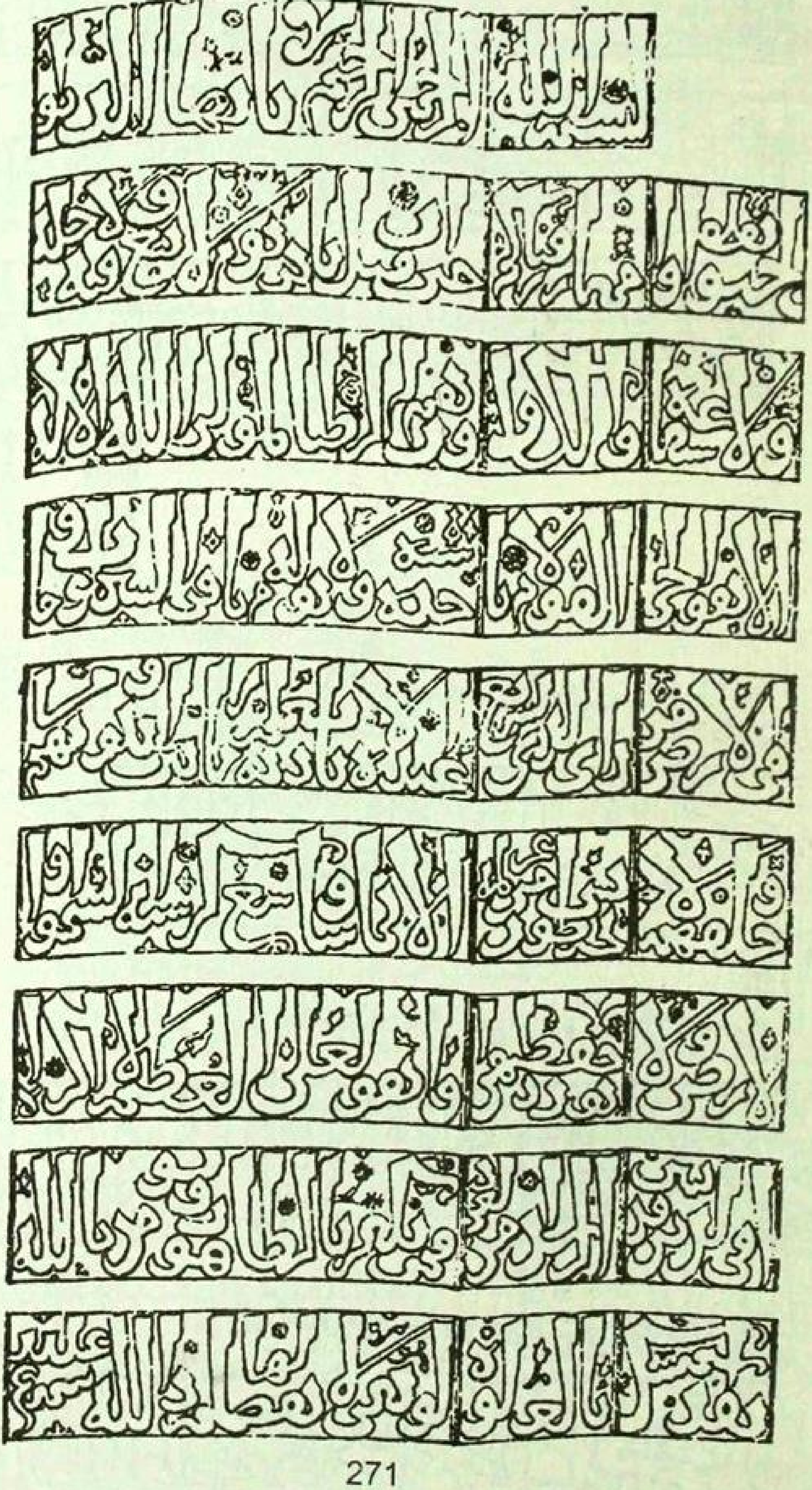

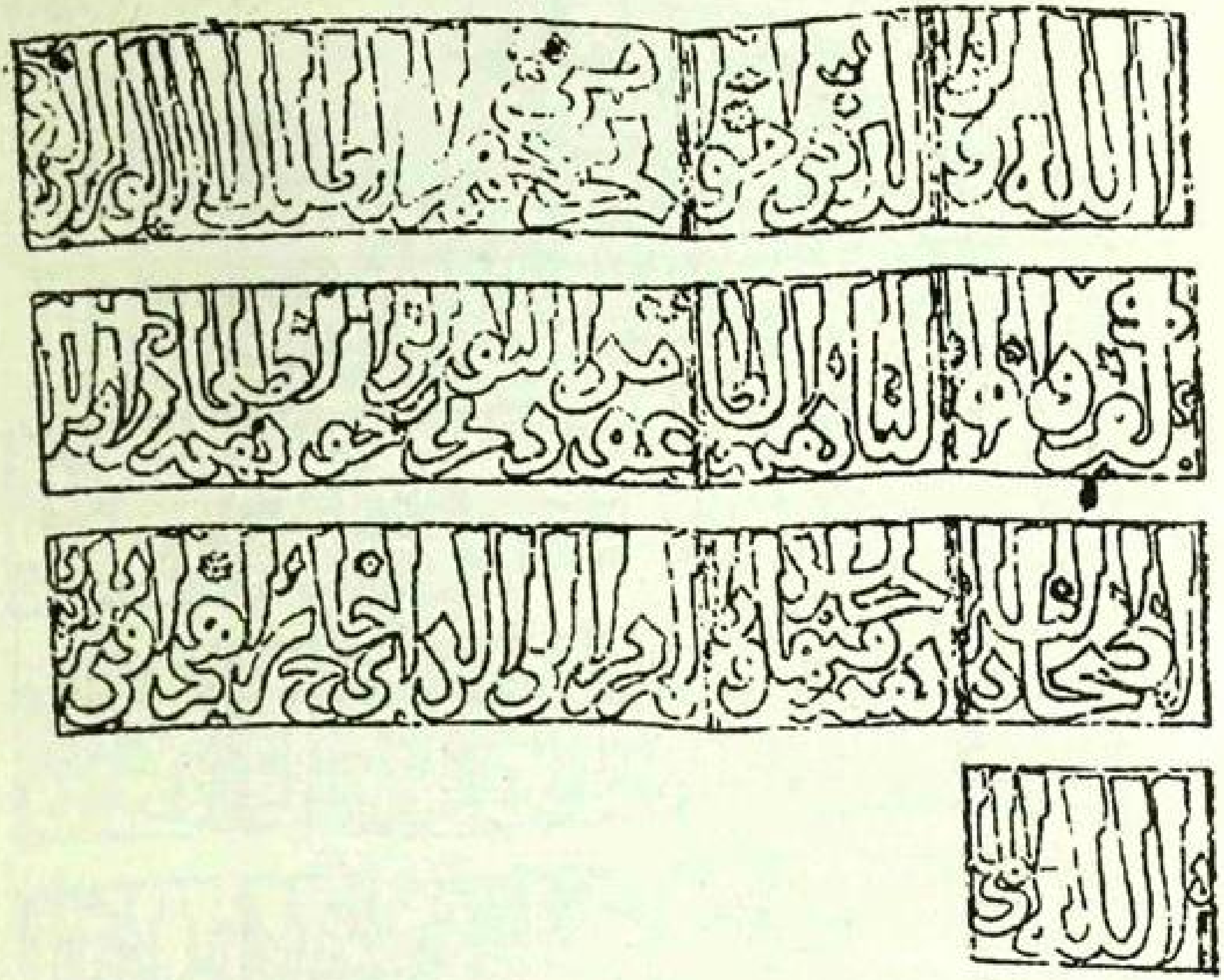

۱۰ نمبر کتبہ اصل نمبر ۸

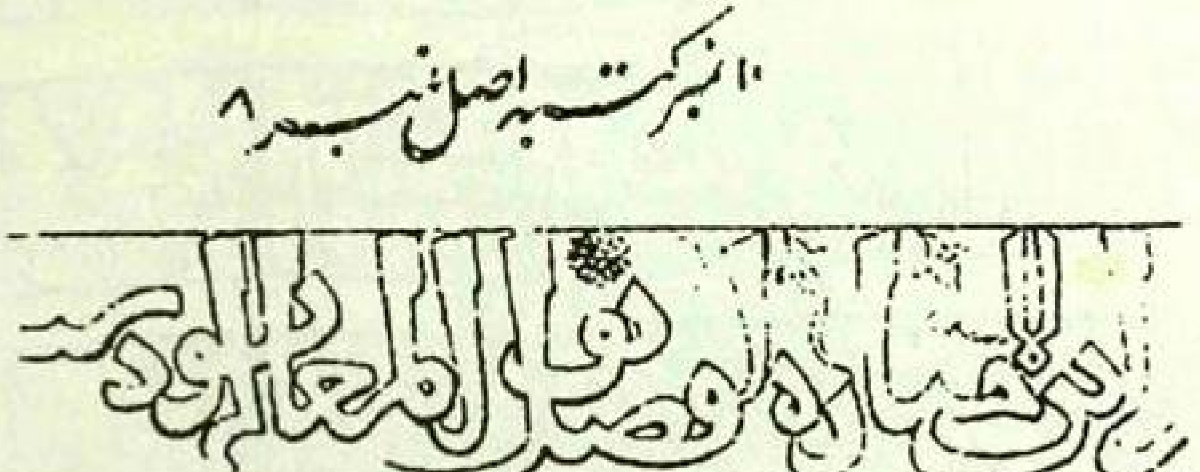

۱۱ نمبر کتبہ بالا دروازہ درجہ دویم اصل نمبر ۸

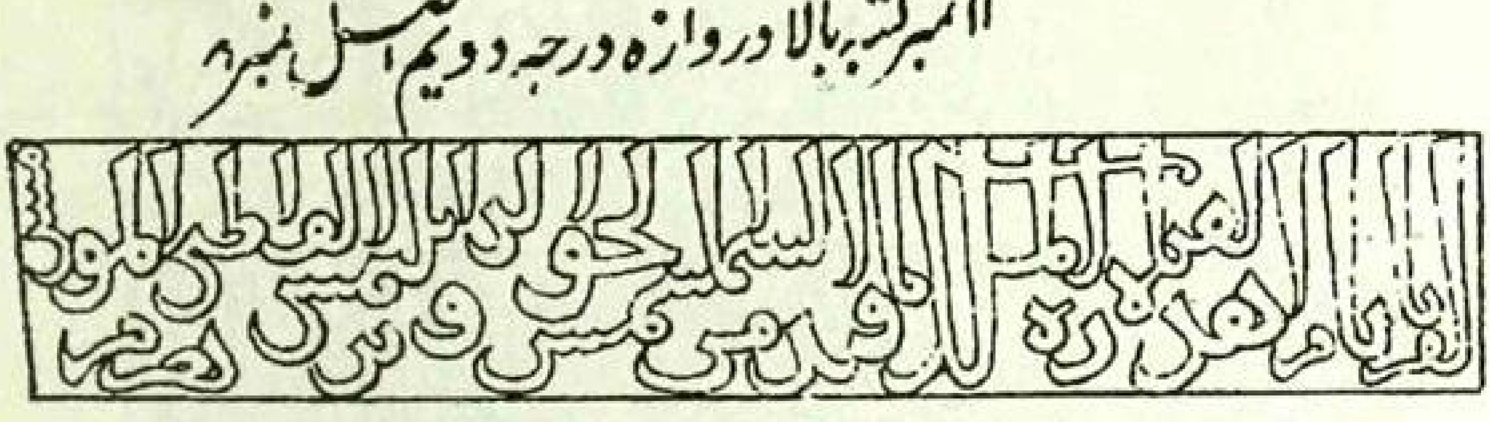

۱۲ نمبر کتبہ درجہ دویم عہد سلطان شمش الدین اصل نمبر ۸

بالای دروازه درجه سوم

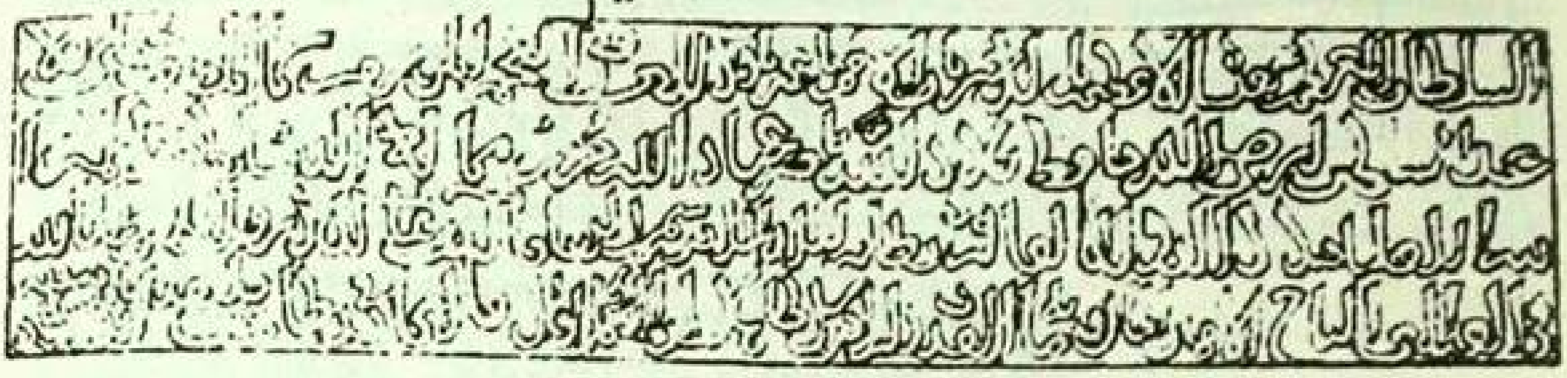

بر پهلوی درجه سوم

سطر درجه سوم

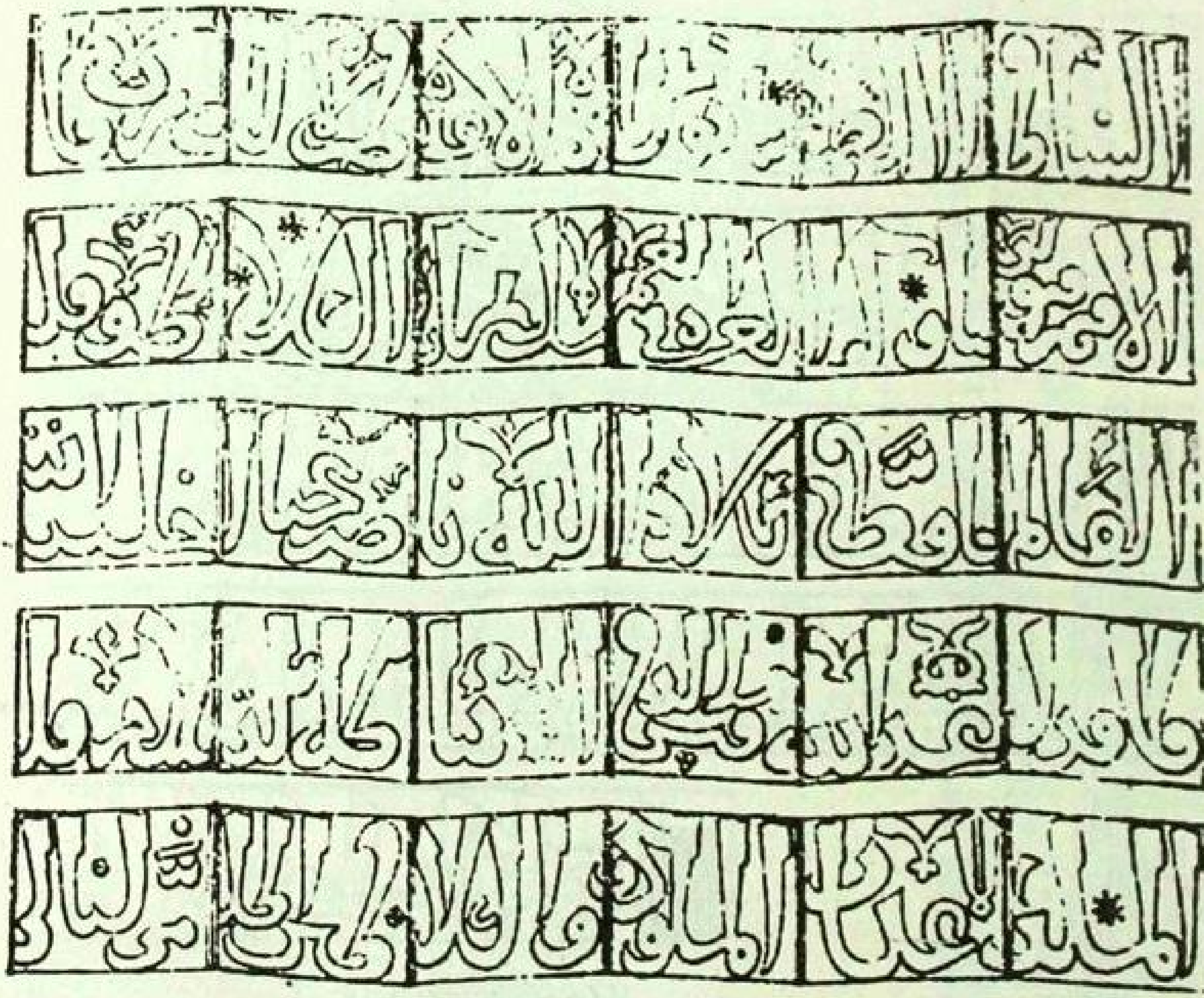

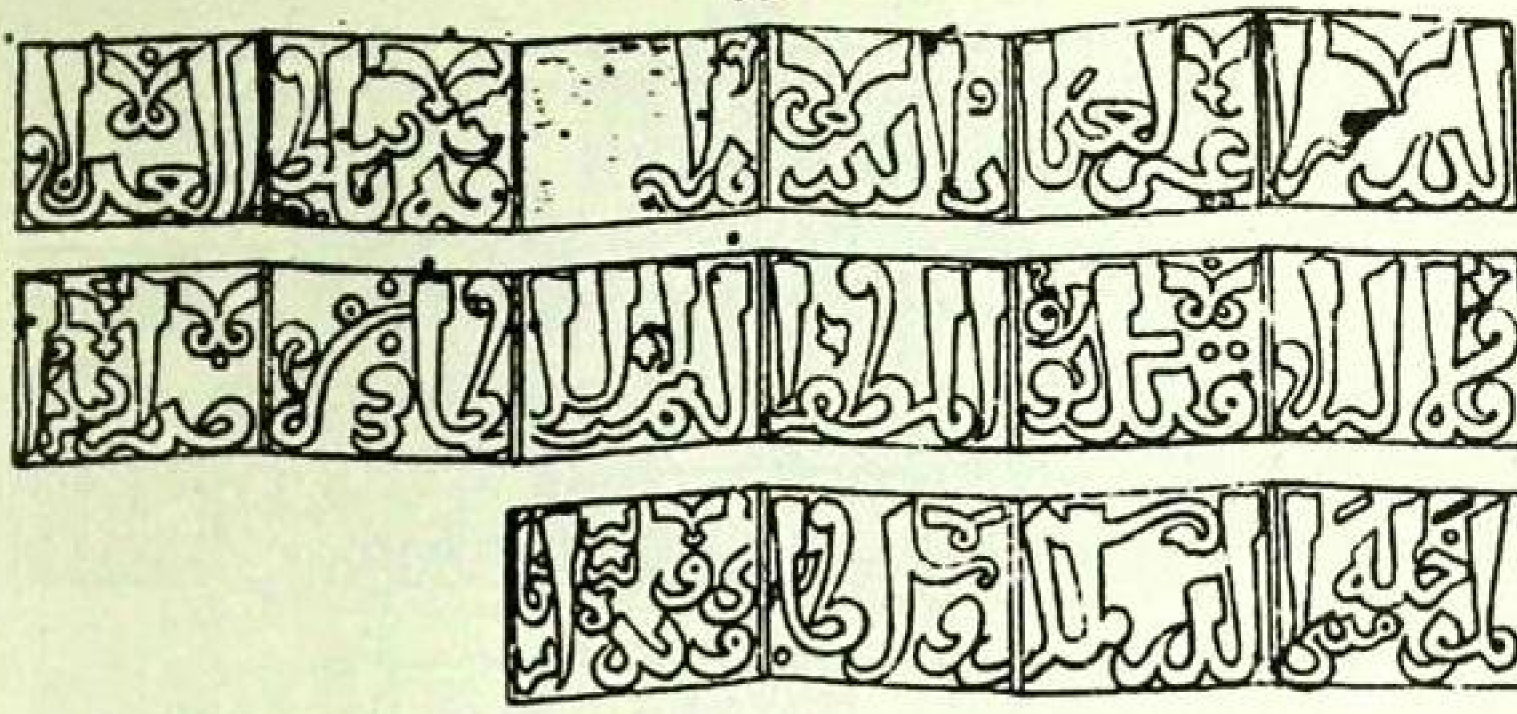

سطر در جبهه چهارم

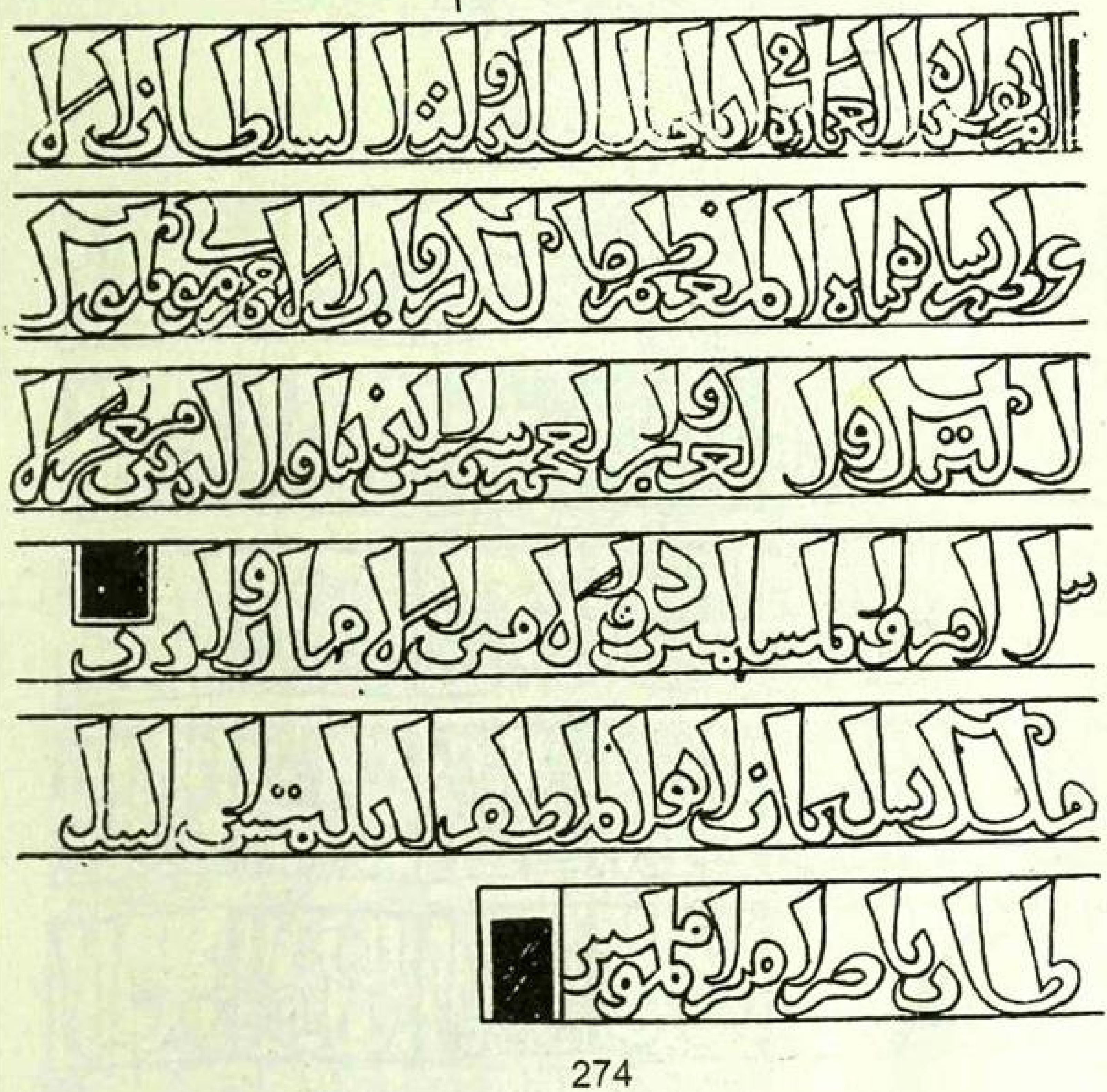

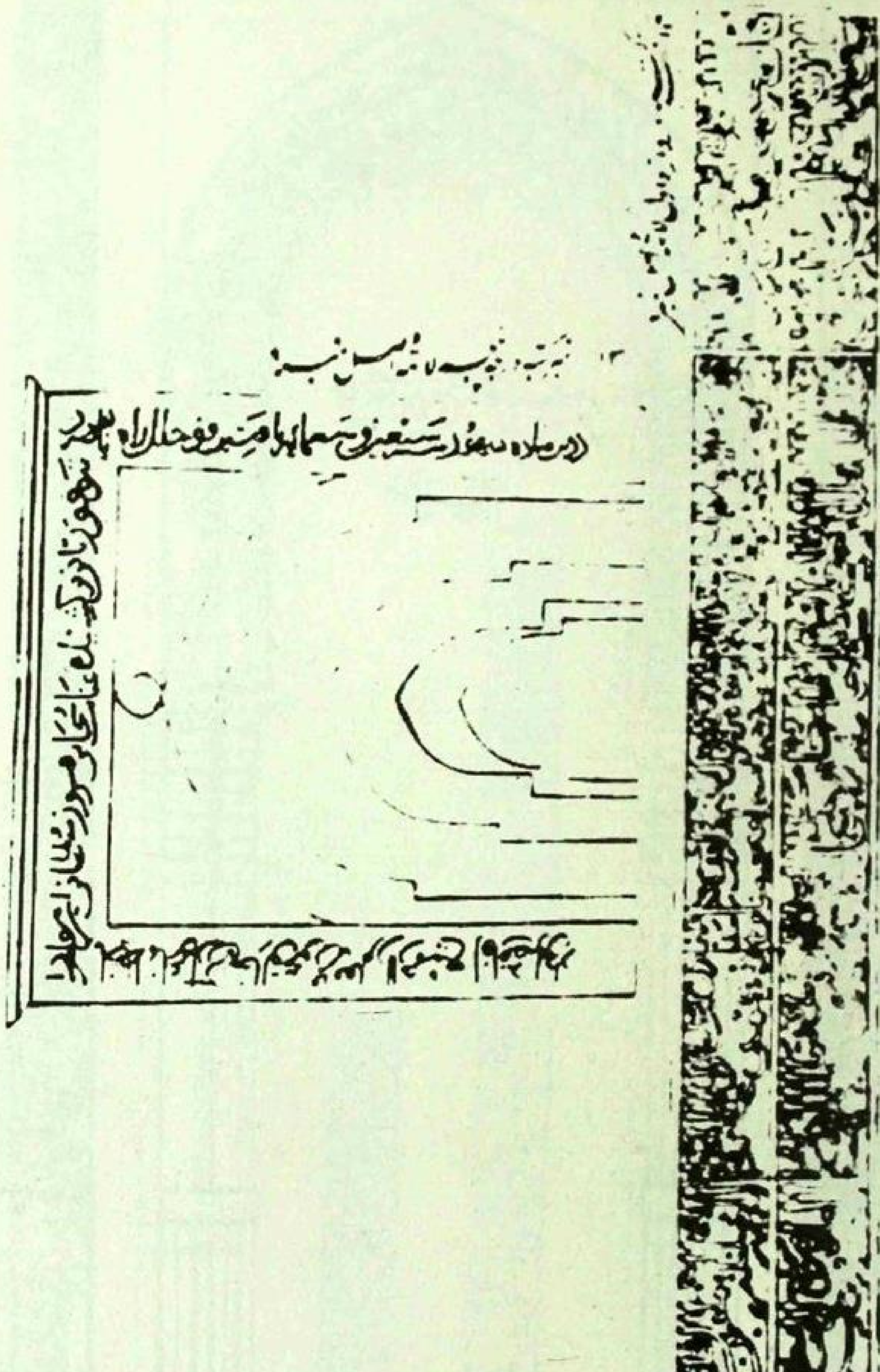

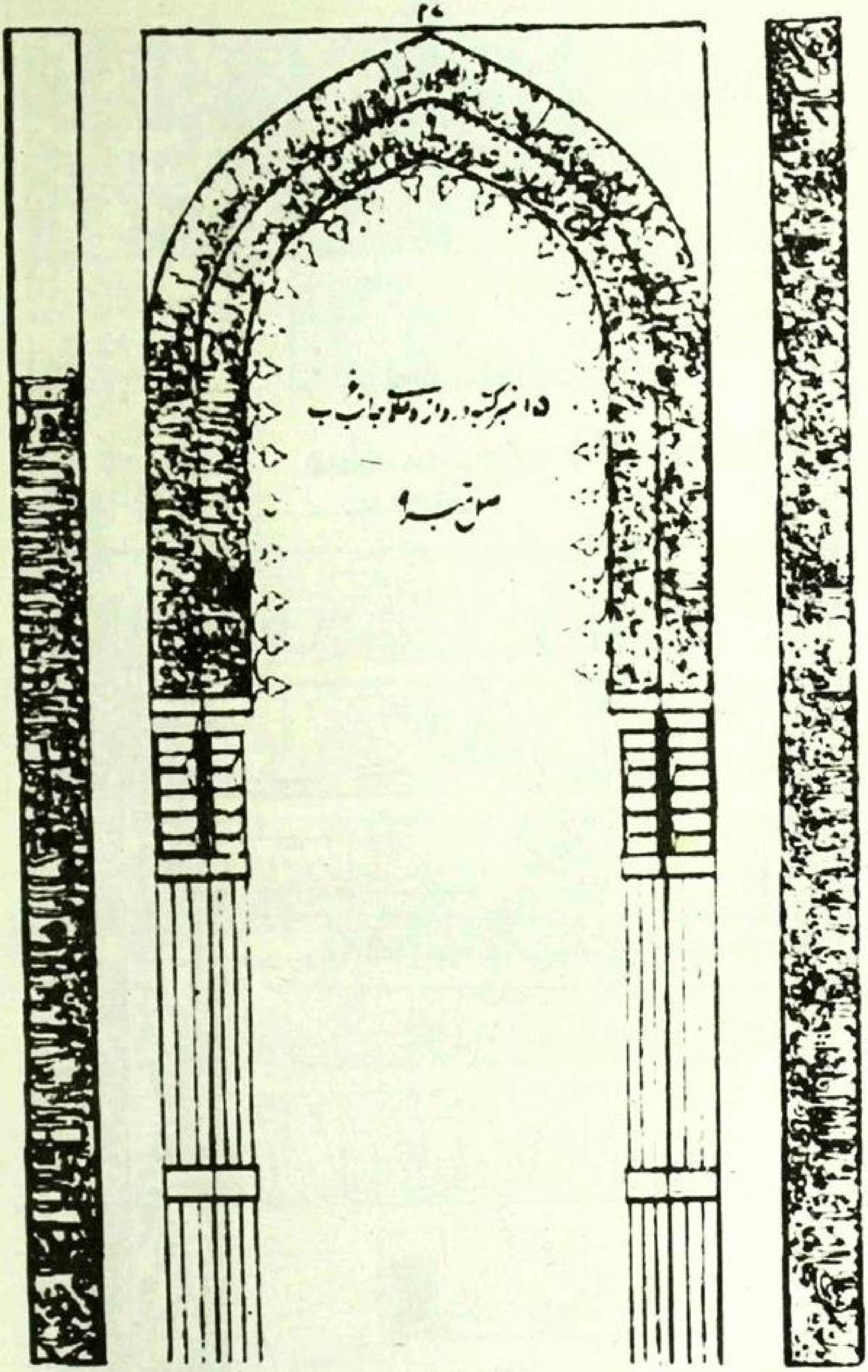

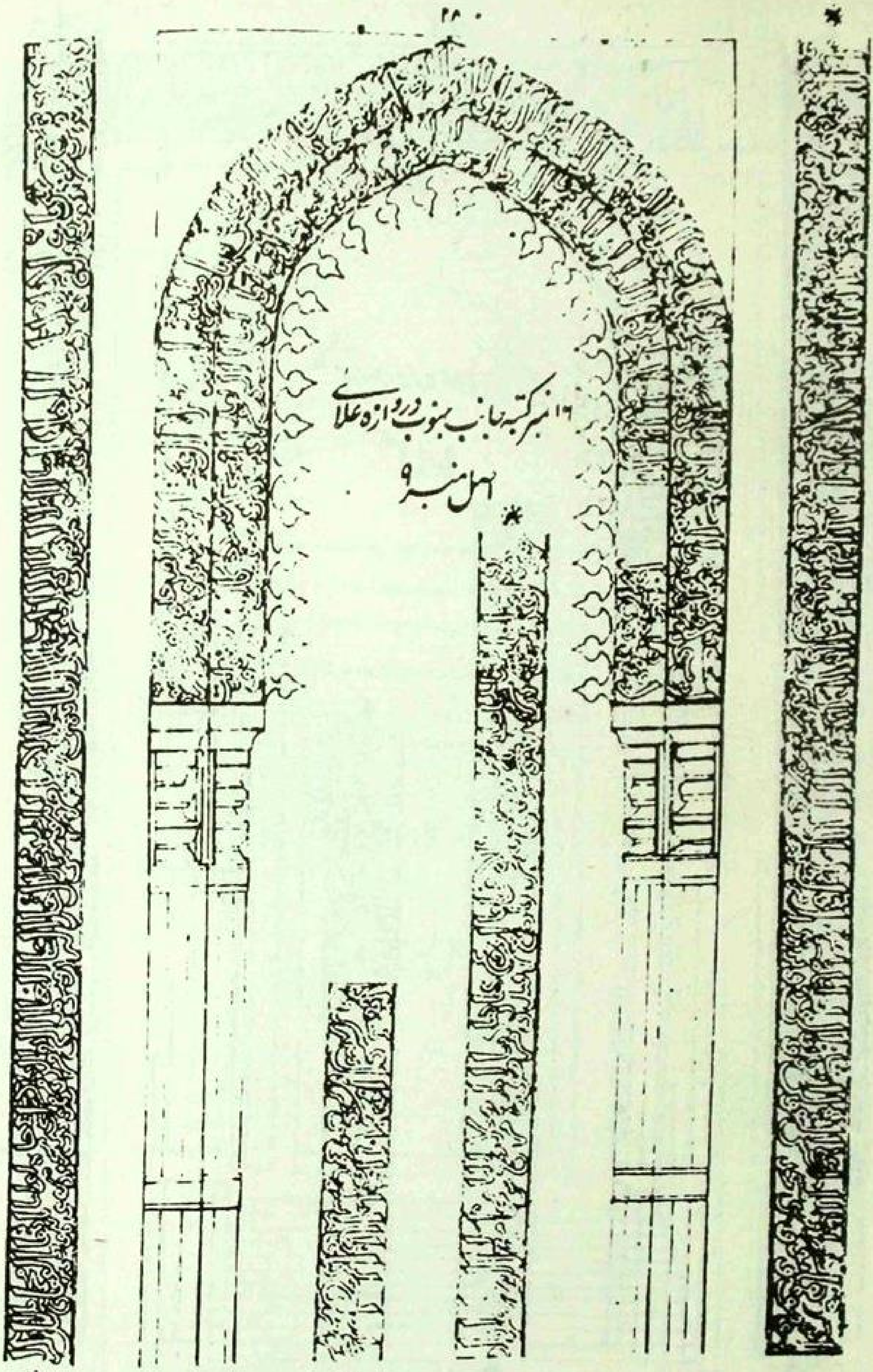
۲۶۰
۱۶ از کتبه جانب جنوب دروازه علائی
اصل نمبر ۹

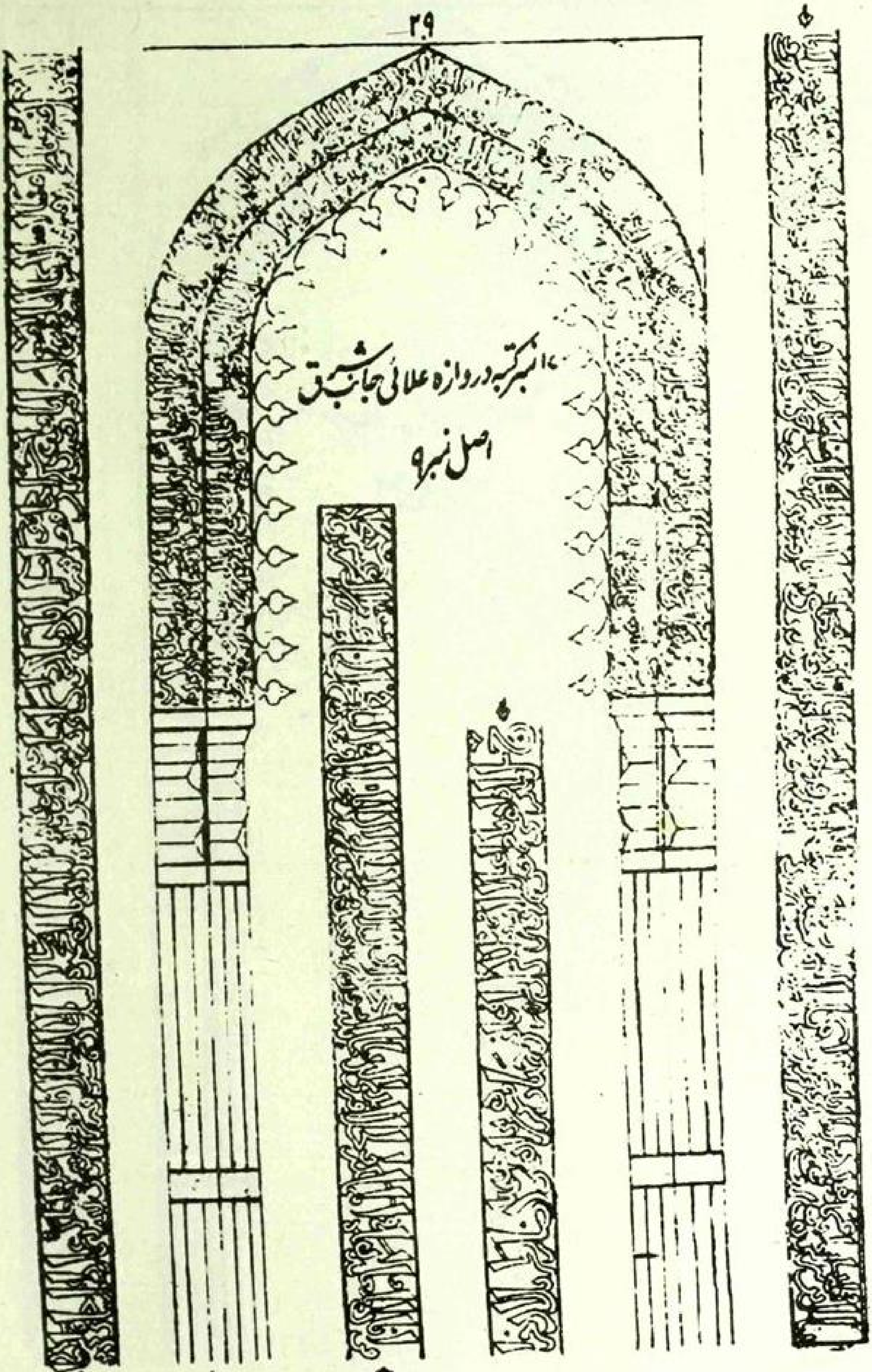
۲۹
۱۸ نمبر کتبہ دروازہ علائی جانب شرق
اصل نمبر ۹

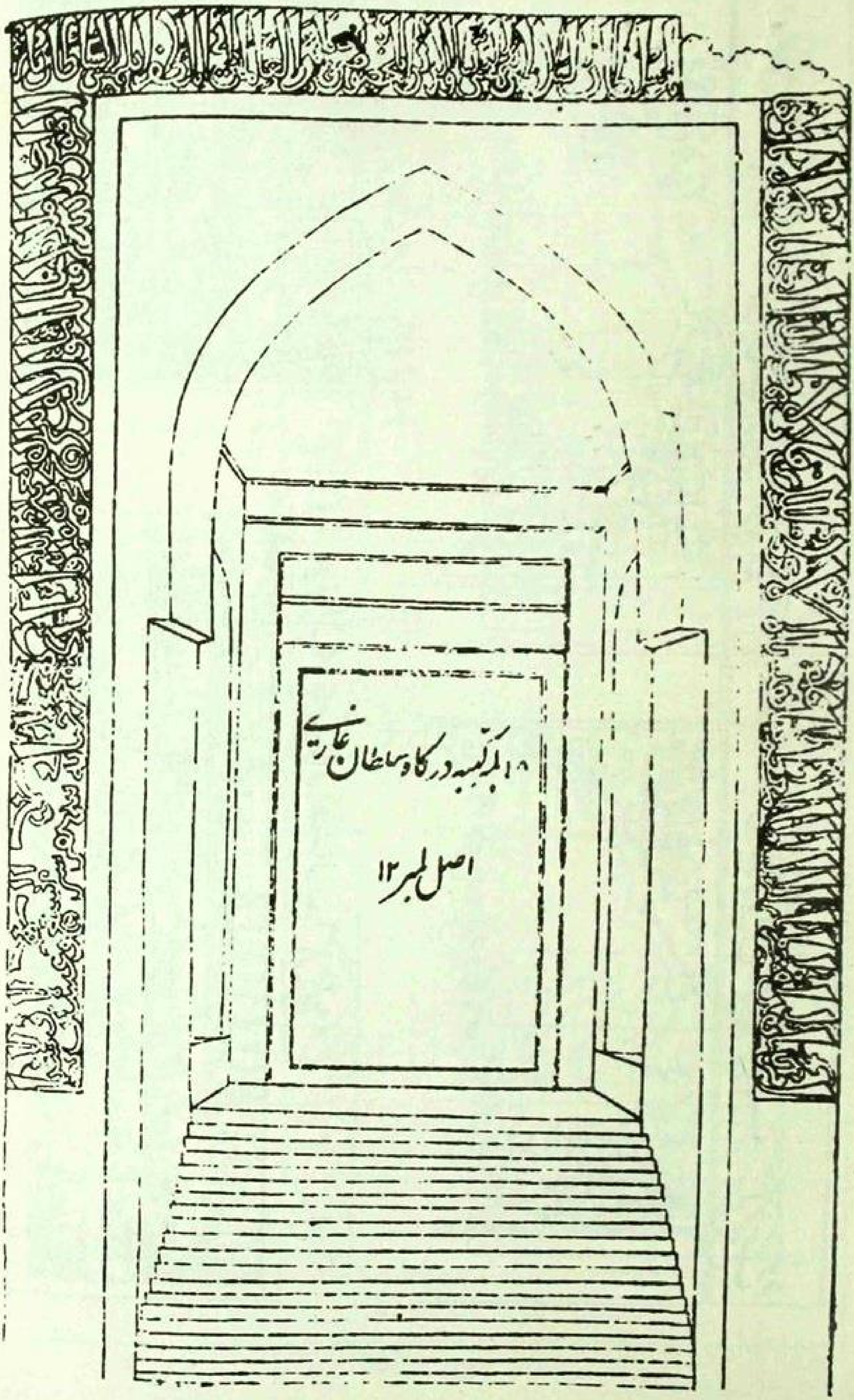
۱۰. کتیبه درگاه سلطان غازی
اصل نمبر ۱۲

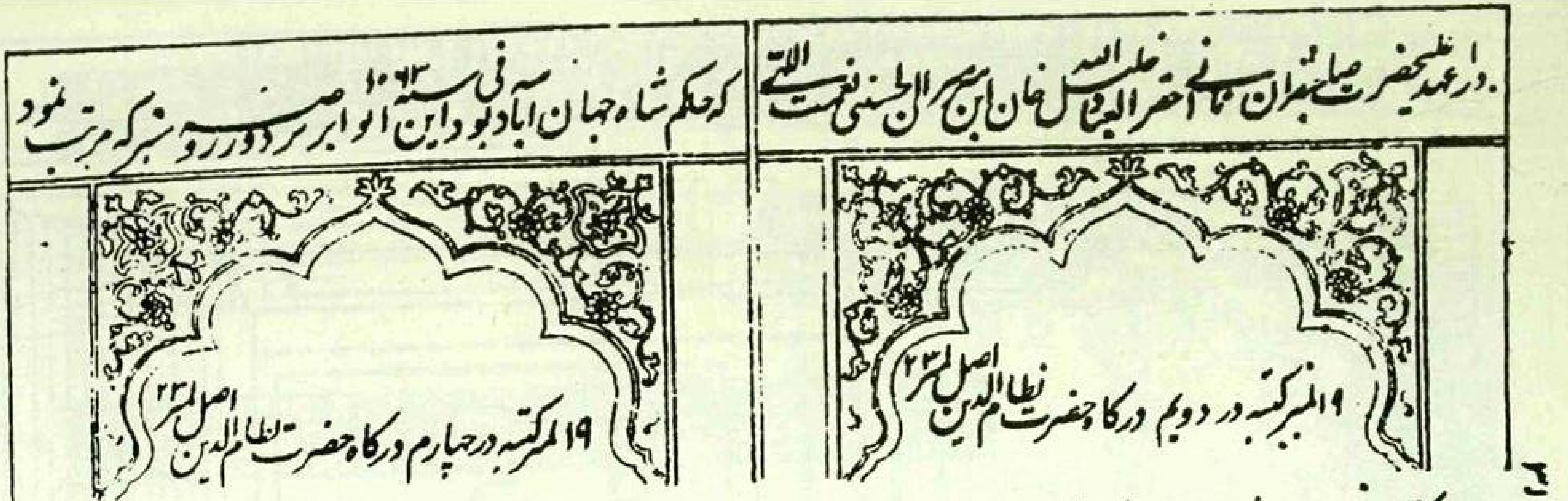

۲۱ نمبر کتبہ دروازہ روشن چراغ دہلی اصل نمبر ۲۹

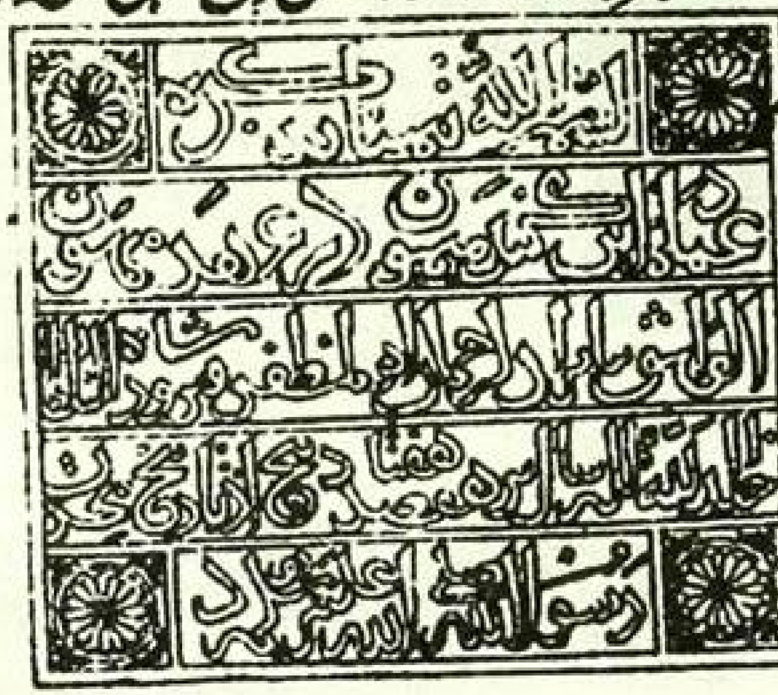

۲۰ نمبر کتبہ کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین اصل نمبر ۲۸

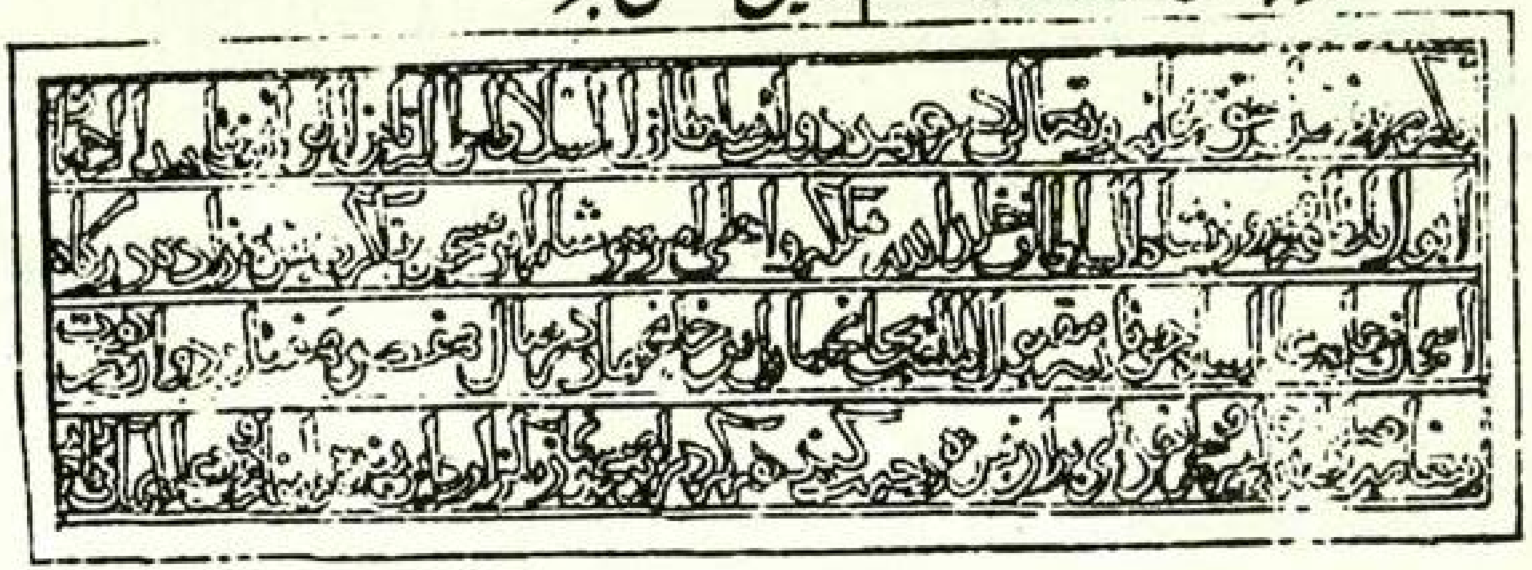

۲۸ نمبر کتبه های نیلی چهتری اصل نمبر ۲۵

یا فتاح

وقتی که بادشاه هفت کشور نورالدین
جهانگیر بادشاه غازی از دار الخلافه
اگره توجه سیر کشمیر جنت نظیر بودند
این مطلع را بر زبان الهام بیان گذرانیدند

الله اکبر

ز بهی حضرت جهانگیر شاه اکبر
عجب پر فیض جای کامرانیست
نشیمن گاه جنت آشیانیست
سنه ۱۴ جلوس جهانگیری موافق سنه ۱۰۲۸

۲۹ نمبر کتبه های نیلی چهتری اصل نمبر ۲۵

یا ناصر

چون آن شهنشاه گیتی پناه از کشمیر دلپذیر
مراجعت نمودند و باین مکان فیض بیان
نزول اجلال فرمودند حکم کردند که
این حسن مطلع را نیز نقش نمایند

الله اکبر

همایون شاه ابن شاه بابر
که اصل نایکش از صاحب قرانیست
سنه ۱۰ جلوس مبارک
جهانگیری موافق سنه ۱۰۳۰

نمبر ۳۰ — کتبہ درگاہ امام ضامن — اصل نمبر ۴۳ ھ

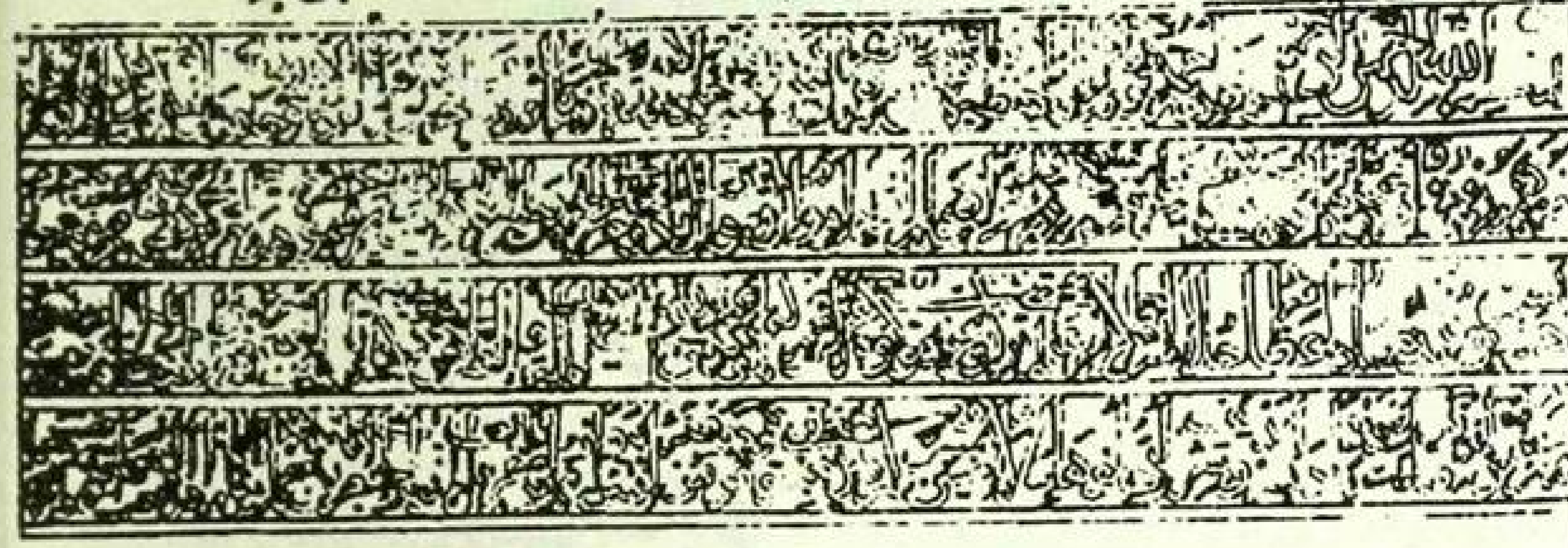

نمبر ۳۱ — کتبہ دروازہ قطب صاحب — اصل نمبر ۴۴ ھ

الله	محمد	ابوبکر	عمر	عثمان	علی	الله

از حکم پادشاہ جہان خسرو انام	گرد مزار خواجہ دین قطب فلک	تعمیر شد محجر زیبا و منتظم
فرخ سیر شہنشہ آسمان غلام	گردید گرد روضہ و آدم و ملک	مانند قبلہ اشرف و چون کعبہ محترم

۳۲ نمبر — کتبہ دروازہ درگاہ قطب صاحب — اصل نمبر ۴۵ ھ

الله	محمد	ابوبکر	عمر	عثمان	علی	الله

[illegible]	از سعی کمترین غلامان شہریار	رفتند قدسیان ز بہشت عدن	[illegible]
	با اعتقاد معتقد کامل العیار	تاریخ یافتند حصار بہشت عدن	

اصل نمبر ۵۵

۳۳ نمبر کتبہ باؤلی مسجد اندرون قلعہ

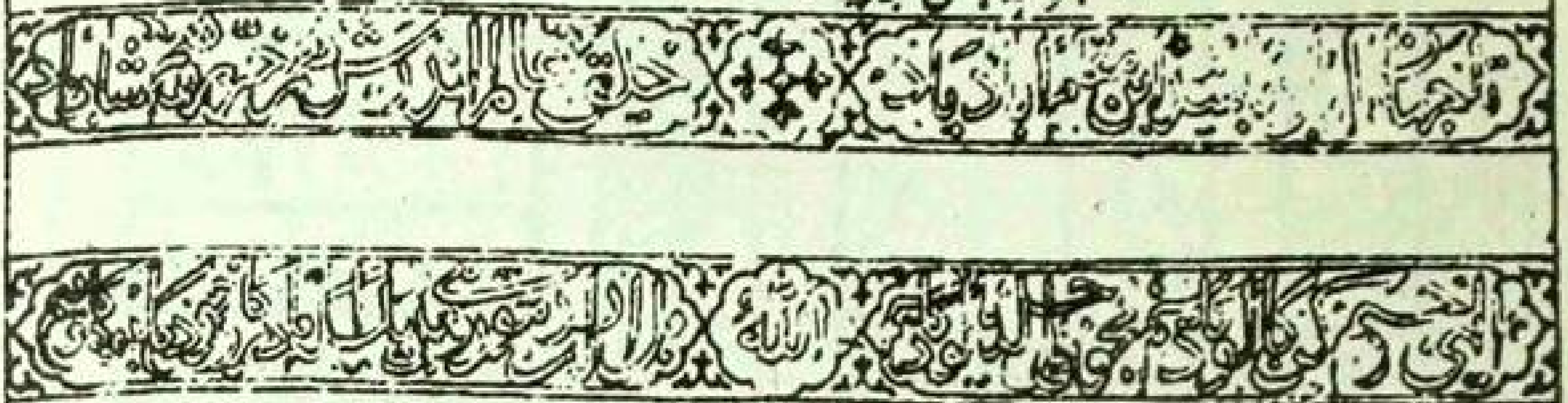

۳۴ نمبر کتبہ بی بی کی باؤلی اصل نمبر ۵۸

سنگ این کتبہ گم شد

۳۵ نمبر کتبہ مقبرہ عیسیٰ خان اصل نمبر ۵۹

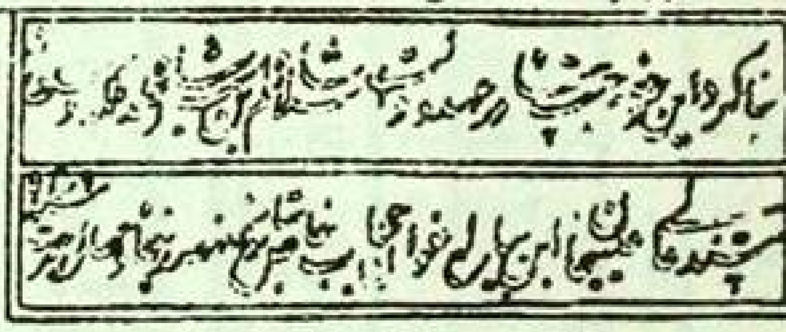

نمبر ۳۶ کتبہ منیر المنازل اصل نمبر ۶۳

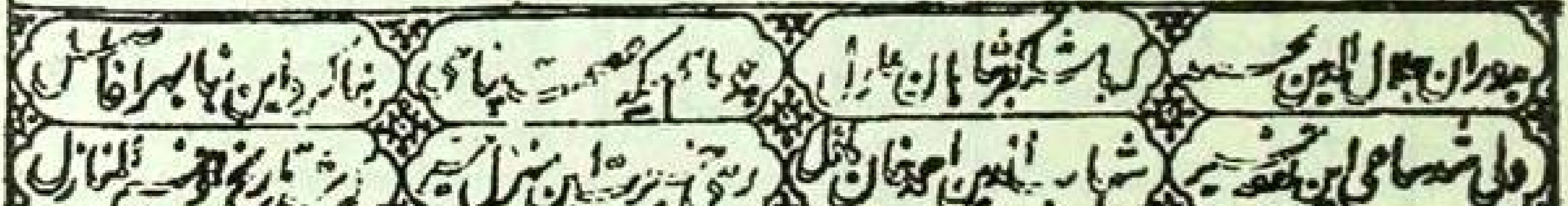

کاتبہ حارس

باہتمام درویش ...

۳۷ نمبر کتبہ مقبرہ بیگم خان اصل نمبر ۶۷

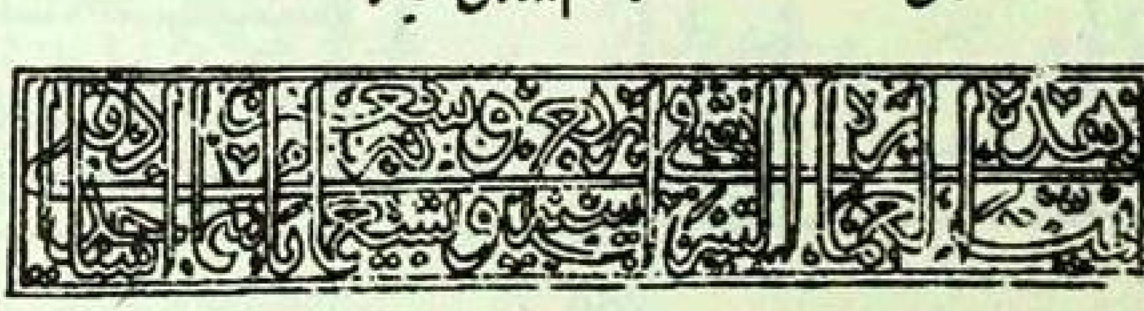

نمبر ۳۸ — کتبه درگاه امیر خسرو — اصل ۱۸

ای شیر ربیع (؟) ماشی بجات	در درد سخن زبان [illegible]	شد سرکلک فرید [illegible]	زینت گشت شد لقب [illegible]	جاوید تعالیٰ [illegible]	چون شب شب [illegible] جان [illegible]
فرزانم [illegible]	[illegible]	اگر نام یابی [illegible]	بدانم که سستی [illegible]	کاتب [illegible] فرید [illegible]	
ای خسرو بی نظیر عالم	یار [illegible]	تعمیر نو [illegible]	[illegible]	تاریخ بنایش [illegible]	بار [illegible]

قال [illegible] سنه ۱۲ [illegible] کاتب [illegible] ابن [illegible]

لا اله الا الله
محمد رسول الله

زهی شاهان [illegible] شد سرور [illegible]
در دوران [illegible] شهنشاه [illegible]

میر خسرو [illegible] ملک سخن
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
طوطی شکر [illegible] شال
[illegible] سال [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جو [illegible]
[illegible]
[illegible]
تاریخ [illegible]
[illegible]

در چهارم

اگرچه طاق قبهٔ معقودهٔ اثر جوئی نشان	هیچ نتوان کفت غیر از کهکشان واسمان
نه بودی قبهٔ کرکه دون بنودی ثانیش	طاق طاق اگر جفتش بودی کهکشان

فروغ شمسهٔ بیش طاق جهان نمایش روشنی بخش مصابیح سموات بر تو کلس کنبد

عالم آرایش نور افزای قنادیل جنات صبح سنك مرمرش چون صخرهٔ مسجد اقصی مرقات

در پنجم

مقام قاب قوسین او ادنی محراب فیض کستریش مانند صبح صادق کشاده بهشت ابنیه آرای رسالت

ولقد جاءهم من ربهم الهدی ابواب رحمت ایش صلاکر والله یدعوا الی دار السلام

بمسامع خاص و عام رسانیده منار سپهر مدارش ندای و بجنب الذین احسنوا بالحسنی

اذنه دوانی کنبد فیروزه فام کذرانیده سقف رفیع باصفایش تماشاکاه روحانیان کرهٔ افلاك

در ششم

صحن وسیع دلکشایش سجده کاه پاك نژادان معمورهٔ خاك روح فضای فیض انتما

وطیب هوای روح افزایش از روضهٔ رضوان حکایت کرده وعذوبت ماء معین

حوض دلنشین نظافت امایش از چشمهٔ سلسبیل خبر داده در روز جمعهٔ هم شهر شوال

سال شصت هزار و هجریه موافق سال چهارم از دور همایون جلوس میمنت مانوس بساعت فرخنده

در هفتم

وطالع شایسته سرمایهٔ ابتنا و بنایهٔ تاسیس یافت و در عرض مدتِ شش سال بجهت سعی
کارپردازانِ کاردانِ کارگزار و فرطِ اعتنا و اهتمامِ کارفرمایانِ صاحب اقتدار و بذل جد
و جهدِ استادانِ ماهرِ دانشور و وفورِ کوشش پیشه کاران چابک دستِ صاحب هنر و انفاق
مبلغِ دولت و دبیه صورتِ انجام و طراز اختتام پذیرفت و مقارن اتمام در روز عیدِ فطر

در هشتم

بفرقِ فرقدسای اقدس بادشاهِ ظل الله صافی نیتِ خدا آگاه زیب و زینت گرفت و باقامتِ نماز عید
و ادای وظایف اسلام چون مسجد الحرام در روز عید اضحی مرجع طوایف انام گردید
و مبانی اسلام و ایمان را متانت و رصانت گرامت فرمود سیاحانِ ربع مسکون
و مسالک نوردان کوه و هامون را آراسته عمارتی باین رفعت و حصانت در این بقعه

در نهم

و مراتِ خیالِ مرتسم نگشته و حقایق گزارانِ وقایع دهر و فکرت پردازانِ نظم و نثر را
که سوانح نگارانِ بدایع اربابِ ملک و دولت و صنایع شناسانِ اصحاب مکنت و قدرت اند
افراخته بنائی باین شکوه و عظمت بر زبانِ قلم و قلم بزبان نگذشته فرازندهٔ کاخ هستی
و طرازندهٔ بلندی و پستی این بنیانِ رفیع را که قرة العین بینش و زینت بخش کارخانهٔ آفرینش است

در ذهم

بپاید از دلنشینی صدای تسبیح مستمعان را هنگامه آرائی ذاکران مجامع ملکوت و زمزمهٔ

تهلیل مهللان انس را نشاط افزای معتکفان جوامع جبروت دارد و رؤس منابر معمورهٔ جهان را

بخطبهٔ دولت جاوید طراز این بادشاه دین پرور که بیمن ذات مقدس مبارکش ابواب

امن و امان بر روی روزگار گشاده است آراسته دارد بحق الحق و اهله

۲۳ نمبر — کتبهٔ مسجد اکبرابادی — اصل نمبر ۸۸

این مسجد فیض انتما و سرای راحت جا و حمام نظافت اما و جولتگه ملک آسا که عبادتگاه حق پرستان و کار

و حمام آفزائی مترددان اقطار و برهنگکده اسمانیان ار النفع زمینیاد در عهد مهد سعادت نسبت بادشاه اسلام کهف انام

سلطنة و الایالة پروردگار خلیفهٔ گزیدهٔ کردگار نمایندهٔ رحمت ذی الجلال مظهر آثار دادار بی همال

ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاه جهان بادشاه غازی بر مسند بادشاهی بر مسند با اخلاص ظل اللهی

موفقهٔ خیرات و مبرات محترمهٔ سعادت و حسنات اعز النساء ملتمس باکبرآبادی محل بفرمان معلی بنا کرد و ابتغاء رضای الهی و اقتناء

ثواب اخروی حاصل سرا محتوی بر مسجد با و مرافق داخله و خارجه وقف لازم شرعی نمود و مقرر ساخت

که اگر بمرمت این امکنه احتیاج افتد آنچه از حاصل موقوف بعد الترمیم باقی ماند بخدمهٔ مسجد و حمام

و طلبهٔ علم رسانند تا الاتمام را بجماعهٔ مسطوره بدهند این منازل منیعه در عرض دو سال بصرف

صد و سی هزار روپیه آخر شهر رمضان المبارک سال هزار و شصتم هجری مطابق بیست و چهارم

سال جلوس عالم آرا صورت انجام پذیرفت ایزد تعالی اجر این خیر جاری و نفع باقی بر روح

فرخنده آثار پادشاه دین پرور حق گزین حقیقت کستر و بانیه این مبانی

عامره این مغانی عائد گرداند آمین یا رب العالمین

۴۴ نمبر کتبہ قبر جہاں آرا بیگم اصل نمبر ۹۲

۴۵ نمبر کتبہ قبر زیب النسا بیگم اصل ۱۰۹

۲۸ نمبر کتبه سنهری مسجد کوتوالی اصل نمبر ۱۰۶

بعهد بادشاه تخت کشور	سلیمان فر محمد شاه داور	به قدر شاه سکان قطب آفاق	شد این مسجد زیب در جهان طاق	خدایا هست تا ملک ارض و سما	بنام روشن الدوله ظفر خان
هزار و یکصد و سی چهار است	تاریخ ز هجرت تا شمار است				

۲۷ نمبر کتبه مقبره نواب غازی الدین خان اصل نمبر ۱۰۳

بسم الله الرحمن الرحیم

نه بر لوح نقشی بماند و لیک	جزای عمل ماند و نام نیک

بیاد حسنات نواب اعتماد الدوله ضیاء الملک سید فضل علیخان بهادر سهراب جنگ

که یک لک و هفتاد هزار روپیه برای ترقی علوم در مدرسه واقعه دهلی خاص مولد و موطن

خویش بصاحبان کمپنی انگریز بهادر تفویض نموده اند منقوش گردید در سنه ۱۸۲۹ عیسوی

۲۶ نمبر کتبه قبر زینت النساء بیگم اصل نمبر ۱۰۱

الله هو

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی	انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله
ان الله یغفر الذنوب جمیعا	انه هو الغفور الرحیم
مونس ما در لحد فضل الٰه بس	سایه ابر رحمت بر تربت ما بس
امید احسن خاتم النساء	بنت پادشاه محی الدین عالمگیر غازی
انار الله برهانه	سنه ۱۱۲۲

۲۹ نمبر کتبه مسجد شرف الدوله واقع دریبه اصل نمبر ۱۰۶

در زمان خورشید سریر	ناصر الدین محمد شاه	شرف الدوله نمود	این بیت الشرف عالم	سال تاریخ ناگفت خرد
ظل حق ماه زمین و زمان	تیغ او کفر شکن در دوران	مسجد مدرسه عالیشان	همچو سعدین فلک کرد بنا	قبله حاجات کیشان ۱۱۳۵

بر ترپولیه

بسم الله الرحمن الرحیم

بفضل خدا و رسول بانی زن	چنان رسته بازار ترپولیه	ز هاتف ندا آمده این چنین
بنا کرد ناظر محلدار خان	که ماند بدوران گیتی نشان	که باشد ابد مستقل این دکان ١٢١

٥٠ نمبر کتبه باغ محلدار خان اصل نمبر ١١٠

بر دروازه

خدا داد سه آرزو در جهان	بنا گشت از فضل حق این مکان
پی باغ تاریخ گفتم عیان	فدای محمد محلدار خان
به نذر خدا کرده باغ جنان	غلام نبی ناظر محلدار خان

٥١ نمبر کتبه مسجد روشن الدوله واقع قاضی واره اصل نمبر ١١٢

شکر حق کز فیض سبحانی عون بنا	شاه بیکه من شد کامل ولایت و نکام	در زمان شاه سکندر نشان جمشید	معدلت گستر محمد شاه غازی بادشاه
روشن الدوله ظفر خان صاحب جود و کرم	کرد تعمیر طلائی مسجدش شتاباه	مسجدی کاندر فضای صحن قدرش آسمان	کرده از خط شعاع مهر جاری بیکاه
حوض صاف و نشان از چشمه کوثر کی	هر که از آتش و ضو کرد شستشو پاک انجام	سال تاریخش سالی یافت از الهام غیب	مسجدی چون بیت اقصی محیط نور الله

٥٢ نمبر کتبه باغ ناظر اصل نمبر ١١٣

بسم الله الرحمن الرحیم	بفرمان محمد شاه عادل	که بر فرش دیباج و برگ	بنای گلشنی در قطب گردید	که گلهایش ز رضوان ابناک	بود سرسبز دایم روز افزون
بحق سوره صاد و تبارک	پی تاریخ سالش گفت هاتف	خدا باری بود دایم مبارک	سنه ١١٩١ هجری تعمیر سلطان	سنه ٣١ جلوس سال رکن محمد شاهی	

٥٣ نمبر کتبه سنهری مسجد زیر قلعه اصل نمبر ١١٧

شکر حق محمد احمد شاه غازی بادشاه	مسجدی کرده بنا او قدسی تربت	سعی نواب بنا در صلح لطف و کرم	چاه و حوض صاف مصحف ابروی بیت	سال تاریخش چه خرم یافت الهام
خلق پرور داد گستر شاه عالم پناه	باد دایم فیض عام ان ملک مسجدگاه	ساخت ترتیب چنین جا و بعالی دستگاه	هر که از آلایش طهارت کرد شد پاک انجام	مسجد بیت مقدس مطلع نور الله

۵۴ ـ سر کتبۂ قبر و منصور سن ۱۱۹۰ ه

با اللہ

چو آن صفدر یگانہ مردی — ز دار فنا گشت رحلت گزین

چنین سال تاریخ او شد رقم — کہ ماوا تقیم بہشت برین

۱۱۹۷

۵۵ ـ سر کتبۂ قبر ملن پور بر کندہ شدہ فی حویلی جانا

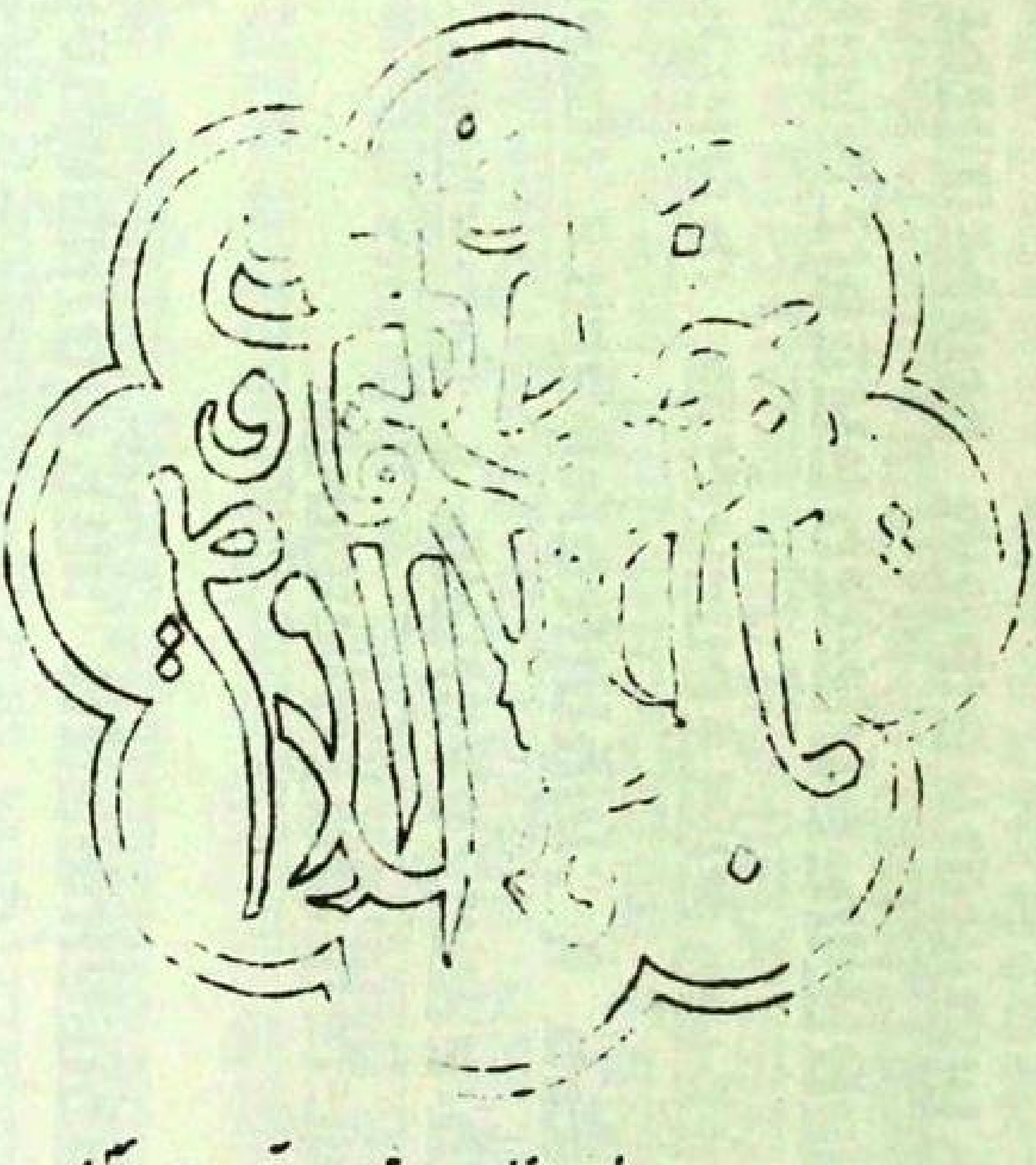

واضح ہو کہ یہ سب کتبہ جو سنگ بی میرا شاه مرحوم سب ساکن تا ہیمان آباد سنہ ...

सृजति रक्षति संहरति हयस्त्रिरयं तिपतिबोधयति प्रजाः समभवत्ताभवतापहरो हि
रोभवन्नृभर्भवितभाव्रुभावकः १

आभांजितामरै राज्ञैचौहानोऽल्हद
नेनरे हरिवानकुभूरेषा शाकेन्द्रैः शास्यते पुना २ आदौ माल्हवदीननः परं धूद
३ वदीनभूपालः जातोऽयसमसदीनषष्ठो नसाद्दिवंभ्रवभूमिपतिः ४ पश्चाज्जा
लालदीनक्तद नन्तर मजनिमोजदीननृपः श्रीमानलावुद्दीनोन्नपतिवरोनसर
दीनपृथ्वीन्द्रः ५ आगौराद्व ज्जणान्तं दुर्विडजनपदान्सेतुबन्धान्समन्तादन्त
स्सन्तोषपूर्णां सकलजनपदे प्राज्यसौराज्यराज्ये यस्मैवायनयामत्क्षितिपतिम
कुटोघट्टनभ्रष्टरत्न ज्वालाजालप्रवालैर्वहतिवसमतीवन्यवासन्नलीलीम
६ गंगासागरसङ्गमप्रतिदिनं प्राच्यांप्रतीच्यामपि स्नानं सिंधुसमुद्रसंगमम

२

हो यत्सैन्यरजोभवति होलान्दोलितपक्षिकंकणरणत्कारेण वाराङ्गनाः यास्माया
निचनिर्भयाः यदुपयाश्वित्राम्बराडम्बराः ७ यत्सेनाग्रसरत्तुरंगमखुरप्रक्षोभ
विक्षोभिताः शत्रून्तत्रनिवारयन्ति पुरतो दूरेणभूरेणवः सोयं समस्तस्वद्रुमद्रितम
हीहारावलीनायकः श्रीः ... गयामदीननृपतिः साम्राज्यमज्जृम्भते ८ यत्प्र
टीवेगधावत्तुरगखुरपुटाघातसंचूर्णमान क्षोणीरेणुच्छटाभिः कवलितककुभि
६ व्योम्निसच्छायमभिं आदित्यस्य प्रतापः करनरविसरद्दीप्तिभिः साकमस्ते याति
प्रायेणराजप्रभृतिषु गगनानाकाचरात्रौ दिवावा ९ यस्मिन्दिग्विजयप्रयाणकपरे
कोडानिराडम्बरा रध्रांध्रपरायणाः भयवशात्त्रिश्चेलयः केरलाः कर्णाटाश्चपिक
न्दराश्रयपराभ्रष्टामहाराष्ट्रका स्तत्कौञ्जाः किलगूर्जराः समभवन्लाटाः किराटा
इव १० अस्मिन्राजनिविश्वविश्रुतितलं शोषोपिनिःशेषतो भूभारंसमपास्य वैस्रवम
हाशय्यापदं संस्थितः नहस्मीवहांमिलोपिविस्मरयुनाप्रत्तिप्यरत्ताविधौ चिंतासंतति

मामदुःखजलधिंविद्राव्यनिद्रायते ११ अस्यानेकमहापुरीषाननपेने दात्तोमनोहार्य
णी ढिल्लीनाममहापुरीविजयतेभल्लीवधिद्वेषिणां यः एष्वीवविचित्ररत्नानि
यात्रो दिवानंदिनी सपानाल्पवीवदैन्यनिलयामायेवयामाहनो १२ स्त्रीयो
गिनीपुरमितिप्रथितनामिधाने ढिल्लीपुरेपुरपतिः सुकृतीबभूव श्रीमानयोधरु
ग्गाणाश्चिरपेनदोषो धीमानुदग्रमतिरुद्धरनामधेयः १३ विनष्टाविपाशाशतद्रू
सिंगाधि सिंलित्वामलाचन्द्रभागाविभागा पुरस्तादुदस्तैस्तरंगैरगंगै स्थिनाग्रच सिं
धुः स्वबंधुः स्वबंधुः १४ स्वधामयुग्मधासीयुम्मधादिविस्तवारसः येनसिंधुस्तथापी
नानस्यस्नानस्तथाप्ययः १५ तस्मिंधुदिव्यस्तथयापरिधौतभूमि ग्रामस्थलेसकलपा
पहरेपवित्रे उच्चैरुदच्चनिहसत्यमरानवनीमा मस्थापुरीस्तरपुनीतदयासिनीस
१६ तस्यामस्यपिनाभूद्धरिपालस्तस्मिनायपोराजः दुल्लहरत्नस्मानकः किमुरस्यापि
नेतिपितवंशः १७ उद्धरमामपवंदीपयुगत्रीपयुपिनाहरिचन्द्रः उद्धारहोमस्यम

नकःसहदेवस्तनःसनोलस्तनः १८ नोलपितायाम्बरःसिंहस्तनोगौर पुत्रइति वंशाव
लीतिप्रथितेप्रबंधेवंप्राहयंपूर्वमभाणिसम्यक् अत्रापितस्यस्तनयप्रपाल्योनामा
निकामंप्रतिपादितानि १९ दृष्टाज्ञानक्रियाप्रक्रिस्तपालित्सोस्ययोषितः राजश्रि
यारत्नदेव्याजाजरूराज्येष्टगेहिनी २० तस्याम्बपुत्रोहरिराजनामाकायेनवाचामन
सापवित्रः ख्यातश्चतष्टहिकलानिधानंप्रत्यत्तविसम्भवनैकजिस्र २१ अस्यान्त
जैचश्रियरराजजैत्रसंत्तोमसंवीरडयविश्रातः स्वस्तापरस्याअपिमध्यमायाः पुत्री
पुराभूदृनवसुदारा गणराजभूपतीअपिपुत्रोह्रोनदनुरत्नदेव्याम्बहारिदेवोनाथ
इतिख्यातः पुत्रोपिकन्यान्या २३ उत्तमराजःपुत्रःसाउलीपुत्रिकेन्यपत्येचमूल
लनापाणकाफलकुडम्बकंकल्पविटपिनोस्येन्यम् २४ स्थानेस्थानेधर्मशाला
विपुला काकानेनाकारिसत्रादिकर्त्री किंत्वत्रापिश्चालपायअमार्त्ति च्छेत्रोदेत्रा
वापिकाकाप्यकारि २५ पालंवग्रामपूर्वेचकुस्तंभपुरपाश्चिमे कृतात्रकृतिना

वापीकस्त्रमोहापहारिणी २९ पीनोत्तुंगपयोधरापरिलुवधाराम्लीविभ्रमा नष्टा
भ्रम्यदनेक कामुकजनविश्रामपांशिप्रदा फुल्लन्मीलितहप्रसूनपटलश्रेणीभि
यामोद्दिता वापीकापिमहामुदं दिपूतान् वः कांतेवकांताद्दष्णां मानसमपिहसति
सतांनिजप्रसादेनकलुषमपि विलक्षानि नविश्रांतविधात्रीविधेवाध्यात्मवेदिनां
भवति ३९ अस्तस्व ित्तिसमस्तवस्तुविषयाभोग्योपभोगात्मभिः भावैःपुत्रकलत्र
मित्रजननतायुक्तायुक्तात्मनो भक्तायोवरठक्कुरायमहन्तेस्वर्गापवर्गोदया न
न्दोयेन्दुकलावतंसचरणाद्वैकनिष्ठात्मने ३१ अखण्डप्रकाशेनयोगीश्वरेण
प्रपूर्णिः कृतापंण्डितेनप्रशस्ता समस्ताशिषामेकपात्रस्यवापी विविक्तंसवि
स्तारयन्मुद्द रस्य ३० सम्वत्सरेस्मिन्श्रीनृपविक्रमार्कस्य १९ २३
॥ ढ १ कि मुसरी ॥ स्रावि उ ॥ रकिडरी म्ब ॥ ७० रेउ ॥ धं गाकासठि
। लीम्बकु धंषियलंभयवेसउ ॥ के ७ भांसि मठविमेमा उमारिसांउ

[illegible]
[illegible]
[illegible]

ترجمہ

جو شیو جگت کو رچی مالی ماری پھلاوی اور جتاوی ہو شیو تمہارا خواستہ بہار کی بخشو ۱ یہہ ہر بانک ہو یعنی اندر پرست کی زمین کی اول تنور راجہ ہوئی بعدہ چوہان اور چال مین یہان مسلمان راج کرتی ہین ۲ اون مسلمانون مین اول شہاب الدین پھر قطب الدین پھر پال یعنی راجہ ہوئی بعد شمس الدین فیروز شاہ بہوم بت یعنی راجہ ہوئی ۴ پھر جلال الدین اور پھر معز الدین بعدہ اوسکی علاؤ الدین راجہ اون مین سرکش ہوئی ۵ گور بنگال اور دور دور دیس اوسکی راہی شور ہی خوبین تک جتا ملک ہی بسبب خوبی سلطنت ہی جس کی صرصری پر دل ور جسکی خدمت مین پرانی ہوئی راجاؤن کی تاجون سی اوکی ہوئی جواہرات کی روشنی سی تمام زمین شل بسنت رت ہوگئی ۶ جسکی فوج پورب کیطرف سمندر سی ہوئی گنگا مین اور رحیم کو سمندر تلے اتک تئین دور ہناتی کو جاتی ہی اور جسکی طلوع ہوتی یعنی اورنگ نشین ہونی سی ہاتر لوگ بی رنکارنگ لباس اور زیور پہنی ہوئی بطور رقص ہاتون کو اوٹہاتی اور گھاتی گنگون کی جنکار کرتی بی خطر اتی جاتی ہین ۷ جسکی فوجکی آگی چلنی والی گہوڑون کی سم سی اوٹھی ہوئی گرد پہلی سی پہلی دشمنون کو کرتی دور

سو یہ سات سمندر والی جو زمین ہی مثل ہار سات لڑکی اوسکا نامک یعنی مالک میر غیاث الدین اجاراج کرتا ہی ۹ جیسے دہا وہ مین وریمی بر دونے

رونی جو کہوری اوکی ہم سی بکر بکر ہوئی جو زمین اوسکی جو درہ اوسکی اجتماع سی تمیر اطراف عالم کا ہین رہتا اور جیسے آسمان چھایا جاتا ہی اوسوقت

روشنی آفتاب بہت نہین ہتی تو سہرا اور راجاون کی کیا نوبت ۹ جیسے اطراف عالم کی فتح کرنیکو روانگی کی وقت کوردیش والی بی ان ہونیکی

اور زندمرودیش والی وسطہ اپنی بچاو کی سوراخ زمین تلاش کرنی لگی اور بسبب خوف کے کیرل دیش والی سب کیل بہول گئی اور کرنات دیش کی بہار کے

کہوہ مین جا رہی اور مہاراشٹر یعنی مرہتہ بر ہستہ یعنی بطریق ہو گئی اور گجرات کی لوکون نے اناج چہوڑ دیا اور لات لوک مثل کرات یعنی منیون کے

اجسوقت کہ اوسنی تمام روی زمین کا بار اوٹہایا یعنی پرورش و انتظام مین مصروف ہوا اوسوقت سیس مہاراج نی بہی سب زمین کی بار کو چہوڑکر قیام کے

وقت کے بستر کو تکیہ کر کی بیٹہہ رہے اور خود وشن بہگوان بہی لچہمن جی کو اپنی سینہ مین لیکر دنیا کی پرورش کی تردد کو چہوڑ کر سوتی ہین" اور صاحب

بری شہرے شہر و نکا جو یہہ رجہ ہی اسکی دہلی نام ایک بڑے لو رہی یعنی شہر سب سے غالب ہو رہا ہے کہ جو دشمنون کے واسطہ مثل نیزہ کی اور جسطرح زمین

تمام جواہرون کی وسیی یہہ دہلی کان سب جواہرات کی ہی جو بہشت کی طرح خوشی والی اور مثال لوہے کی طرح دشمنون کے زہی کا سکان ہی اور

قدرت کی طرح بہلائی والی" اوس دہلی شہر مین جو محلہ جوگنی پور یعنی جوگی پورہ کہلاتا ہے وہان پر رتی یعنی زرسید ازنیک بخت و دانشمند صنعت

موصوف او زبانی غیب عقل مند مخبر او در نام ہوا ۱۳ سسا اور بہ ماشا یعنی بیا سا او رشت درو یعنی ستلج اور چند ربہاگا یعنی جناب کے

ملکر سمندہو یعنی اٹک بن جگہہ ریری ہوئی پھر بون سی اوجھن بہتی ہی ۱۴ جسنی سمندہو یعنی اٹک کا پانی کہ مثل آب حیات ہی پیا او سکی
نزدیک شہد و شراب اور امرت کچہہ حقیقت نہین بلکہ کیان امرت ہی ۱۵ اوس سمندہو کی پانی سی دریا دو لی جو بن الٰہی جنکی سب
گناہون کی دور کرنی والی اور پاک اوسپر ایک روح نام شہر ہی کہ جو گنگا کی نزدیک ہوئی والی اوراوتی یعنی بہشت کو بہتا ہے ۱۶
اوس روح مین انسن اودر کا باپ سری پال نام ہوا جسکا باپ سلسوراج او سکا باپ ولراوس باپ کی پو ہوا یہہ نسب نامہ اودر کا ہی ۱۷
اودر کی ماکا نام جدی سوپرتہو کی دختر پرتہو کا باپ سرش چندر اوس کا باپ وچاپن اچاپن کا باپ سیہ سو سدہو کا باپ نول ۱۸ تول باپ
اشو مرد اشو سرسکہ کا بیٹا اور کورکا پوتا مراد یہہ جسب نامہ یعنی ننہال اودر کا اگرچہہ میں سادلی نام گرنت یعنی کتاب مین دو نوس ہلی کی نہین ہی
بیان ہی و اسطہ یاد دہت کی نام لکہدی ہین ۱۹ جس امر کی جان نکا ارادہ کری ویسکی جاننکی طاقت اور جس امر کی کرنیکا ارادہ کری
ویسکی کرنیکی طاقت اور جابیہہ تہون جسکی مطیع اور تابعدار مثل زوجہ کے رہتی ہی اور رتن دیوی ان دو نو رانیون سمیت جسکی بڑی رانی
چاچلا نام ہی ۲۰ اوس چاچلا کا بیٹا سری راج نام کہ جو تن من کرکی پاک اور جو سمہہ کلاون کا گہر مشہور ہی اور جسکی لشن ظاہر اور اکیلا ہی
قابل فتح پانی تمام ملک کی ۲۱ او سکی بہائی دو ایک تو ہستمرراج اور دوسرا جی اتر بیرا نام اپنی بہن سمیت سوبہادمنی ہی اور جو پہلی
رانی رتنا دیوی نام او سکی ایک دہن وتی نام دختر پہلی ہوئی بہت مخیر ۲۲ اور او سکی ہمی گن راج اور بہوپتی دو بیٹی ہوئی اور رتن دیوی کی ہردو

عرف نامہ ایک تہا ہوا اور ایک دختر اور ہوئے ۲۳ اور اوتم رایچ تہا اور سادلی نام می زن ہوئے کی اور ہوی سو او درنامی درخت طوبی کی اس طرح بیخ اور شاخ
اور برگ اور بر کا انتشار ہوئے ۲۴ اس جگہ وغیرہ کے گرنیوالا اور درشتی نسبت سے جگہ بری بری درشتی لا بنایا ہے اور اب جگہ بہی تنگی ہوئے مسافرونکی رنج دور کرنی والی اور طلوع
ہونی والی اور درخت سی جگہ ہائی بادشاہی ۲۵ تا علم کا نو کی نور بین اور بینہ اور کے چشم مین اس نیکبخت کی باوری بنوائی سب دکھہ کے دور کرنی والی ۲۶ دیکھی اونچی
ہوا کھور بیس ہو دسرینی جگہ پانی کی رکہنی کی جگہ کو بتی اور کمل کہتی ہین اور بہو رتی ہوئی دلا راوتی یعنی لہرونکا مجمعہ جس مین اور رہای ہرتے ہوئی بہت لوکو نکو قیام اور
ارام دینی والی بہولی ہوئے ہین سکہہ جنکی ایسی درختون کے بہو ونکی مجمعہ کے ارائش اور خوشبوے سے خوش ہوئی ایسی ایک نے باوری شل بوان عورت کے انکہون کو ۵۵
پیارے تم کو خوبی بخشو ۲۷ یہہ باوری اپنی خوشی سی اچھی لوکونکی من کو سستی ہوئے ہین معصفا اپنی لولوکو ارام دیتی ہوئے کہان ہے بالکیطرح یہہ باوری ہے ۲۸ تہا اور جو رو
اور رعایا او رمال خزانہ سمیت اوس اودر کی جس نے واسطہ بہشت اور برکت یعنی لامکانکی واسطہ دہان شیو جی کے چرنون مین لگایا خیر جو جیو ۲۹
الہدر کاش نام جو کیشو رنبدت نی یہہ اشلوک جس سے تا ابد نام رہے بنائی ست عالمون کے لائق ایک طرف جو یہہ اودر نے اسکا چہپا ہوا سب
یعنی نیکنامی کو یہہ باوری ظاہر کرو سمت ۱۳۳۲ اکبر باجیت

نقول بعض کتیبه ها

نقل کتیبه نمبر ۴   این حصار را فتح کرد و این مسجد جامع را بساخت بتاریخ فی شهور سنه سبع وثمانین وخمسمائه امیر اسفهسالار اجل کبیر قطب الدولة والدین امیر الامرا ایبک سلطانی اعز الله انصاره و بست و هفت بتخانه که در هر بتخانه دو بار هزار هزار دلیوال صرف شده بود درین مسجد بکار بسته شده است   خدای عز و جل بران بنده رحمت کند هر که بر نیت بانی خیر دعاء ایمان گوید

نقل کتیبه نمبر ۹   الامیر الامرا الاسفهسالار الاجل الکبیر الدولة قطب

نقل سطر دویم کتیبه نمبر ۹   السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب والعجم اعدل السلاطین فی العالم معز الدنیا والدین غیاث الاسلام والمسلمین تاج الملوک والسلاطین باسط العدل والاحسان فی الثقلین ظل الله فی الخافقین الراعی بعباد الله الحامی البلاد الله المؤید من السماء المنصور علی الاعداء علاء الدولة القاهرة جلال الامة الباهرة فلک الملة الطاهرة سلطان البر والبحر مجیر ممالک الدنیا ومظهر کلمة الله العلیا اسکندر الثانی ابو المظفر محمد بن سام ناصر امیر المومنین خلد ملکه وسلطانه وعلی امره وشانه

نقل سطر چهارم کتیبه نمبر ۹   السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب والعجم سلطان السلاطین فی العالم غیاث الدنیا والدین معز الاسلام والمسلمین محی العدل فی العالمین علاء الدولة القاهرة فلک الملة الطاهرة جلال الامة الباهرة شهاب الخلافة باسط الاحسان والرافة فی الثقلین ظل الله فی الخافقین الحامی لبلاد الله الراعی بعباد الله مجیر ممالک الدنیا مظهر کلمة الله العلیا ابو المظفر محمد بن سام قسیم امیر المومنین خلد الله ملکه

نقل کتبہ نمبر ۱ متوی ابی منارہ فضل بن ابو المعالی بوده است .

نقل کتبہ نمبر ۱ امر باتمام هذه العمارة الملک المؤید من السماء شمس الحق والدین ایلتمش السلطانی ناصر امیر المومنین

نقل کتبہ نمبر ۲ السلطان الاعظم شهنشاه المعظم مالک رقاب الامم مفخر ملوک العرب والعجم ظل الله فی العالم شمس الدنیا والدین غیاث الاسلام والمسلمین تاج الملوک والسلاطین باسط العدل فی العالمین علاء الدولة القاهرة جلال الملة الباهرة المؤید من السماء المظفر علی الاعداء شهاب سماء الخلافة ناشر العدل والرافة محرز ممالک الدنیا ومظهر کلمة الله العلیا ابو المظفر ایلتمش السلطانی ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه وسلطانه واعلی امره وشانه

نقل کتبہ بالای دروازہ کتبہ نمبر ۱ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالک رقاب الامم خاتم ملوک العرب والعجم المؤید من السماء المظفر علی الاعداء سلطان ارض الله حافظ بلاد الله ناصر عباد الله محرز ممالک الدنیا مظهر کلمة الله العلیا جلال الدولة القاهرة نظام الملة الباهرة شهاب الدنیا والدین غیاث الاسلام والمسلمین ظل الله فی العالمین التاج الامم والخلافة صاحب العدل والرافة سلطان السلاطین

نقل کتبہ پہلوی دروازہ کتبہ نمبر ۱ تمت هذه العمارة فی نوبت العبد المذنب محمد امین کوه

نقل سطر درجہ سیوم کتبہ نمبر ۱ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب والعجم سلطان السلاطین فی العالم حافظ بلاد الله ناصر عباد الله المظفر علی الاعداء المؤید من السماء تاج الاسلام والمسلمین غیاث الملوک والسلاطین الحامی لبلاد الله الراعی لعباد الله یمین الخلافة باسط العدل والرافة ابو المظفر التمش السلطانی ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه سلطانه ویعلی امره وشانه

نقل سطر درجہ چہارم کتبہ نمبر ۱ امر بهذه العمارة فی ایام الدولة السلطان الاعظم شاهنشاه المعظم

مالک رقاب الامم مولی ملوک الترک والعرب ... النجم شمس الدنیا والدین معز الاسلام والمسلمین

ذوالامن والامان وارث ملک سلیمان ابو المظفر ایلتمش السلطان ناصر امیر المومنین

نقل کتبه نمبر ۱۴ . عمارت مناره مبارک حضرت سلطان السلاطین شمس الدنیا والدین مرحوم

مغفور طاب ثراه وجعل الجنة مثواه شکست شده بود مناره مذکور در عهد دولت سلطان

الاعظم والمعظم والمکرم سکندر شاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملکه وسلطانه واعلی امره

وشانه عمل خانزاده فتحخان بن مسند عالی خواصخان جونانا کنبدی دو در بندی مرتبهما بالا مرمت

کرده مرتب کنانید الغرة من ماه ربیع الاخر سنه تسع وتسعمائة

نقل کتبه نمبر ۱۵ چون ایزد تعالی علا اعلاه رسمی اسماؤه برای احیای مراسم ملت واعلاء

معالم شریعت خدایگان جهان را برگزیده تا هر لحظه اساس دین محمدی استحکام می پذیرد و هر لحظه

بناء شریعت احمدی قوی میگردد از برای دوام مملکت و نظام سلطنت عمارت مساجد طاعات

بحکم کلام من لا ریب سواه که انما یعمر مساجد الله من امن بالله ابو المظفر محمد شاه

السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه الی یوم القیام رفع فی بنا جوامع الاسلام

وابقاه مدی الزمان فی اشاعة الاحسان فی التاریخ فی الخامس عشر من شوال سنه عشر وسبعمائة

حضرت علیا خدایگان سلاطین مصطفی جاه الصادع لامر الله المخصوص بعنایت اکرم الاکرمین

علاء الدنیا والدین غوث الاسلام والمسلمین معز الملوک والسلاطین القایم بتائید الرحمن ابو المظفر

محمد شاه السلطان سکندر ثانی یمین الخلافة ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه بناء این خیرات سنت

وجماعت است عمارت فرمود

این مسجد که چون بیت المعمور را فواه جهانیان مذکور است بخلوص عقیدت تقاضا طویت مجلس

اعلی خدایگان سلاطین زمان علاء الدنیا والدین سلطان البر والرحمان المؤید بتائید الرحمن ابو المظفر

محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه الی یوم الدین

نقل کتبه نمبر ۱۶ بتوفیق ایزد بیهمتا و معاونت مفتی نشر امثال المسجد است علی التقوی تعالی
امره وشانه وتوالی عدله واحسانه بر مقتضی خیر ملعور امر فوا. وجعلت شطر المسجد الحرام محمد
رسول الله علیه السلام کما قال من بنی مسجدا لله بنی الله له بیتا فی الجنة مجلس اعلی خدایگان
سلاطین زمان شهنشاه موسی فر سلیمان مکان راعی شرایط شریعت محمدی حامی مراسم ملت
احمدی موکد منابر معالم ومساجد و موطد قواعد مدارس ومعابد ممهد بنیان رسوم مسلمانی
ومؤسس مبانی مذهب نعمان قالع اصول مرده فجار و قامع فروع قید کفار و هادم بناء صوامع اصنام
رافع اساس مجامع اسلام مظهر ایات تامر کفره روف متین قامع فجره ردی زمین فاتح قلاع
ساحة امکان ضابط بقاع راسخ بنیان المعتصم بجلال الله المنان ابو المظفر محمد شاه السلطان
یمین الخلافة مبین دین الله ناصر امیر المومنین مد الله ظلال جلاله علی رؤس العلمین الی یوم الدین
بنا فرمود این مسجد که مسجد جامع اولیا و ملتزم ملت اتقیا و مجمع ملایک کرام و محضر ارواح انبیاء عظام
است بتاریخ فی الخامس عشر من شوال سنه عشر و سبعمائة

در عهد همایون حضرت علیا خدایگان سلاطین جهان علاء الدنیا والدین العالی بجنود الظفر
ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المومنین مد الله ظلال الخلافة علی رؤس العلمین
الی یوم الدین این مسجد که بوصف ومن دخله کان امنا موصوف است

این مسجدی که در فسحت و رفعت چون بیت المقدس مشهور بلکه ثانی بیت المعمور است حضرت
اعلی خدایگان فایض فضل شامل احسان الموید بتائید الملک المنان علاء الدنیا والدین الظفر
ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المومنین مد الله ظلال عظمته الی یوم الدین
بصدق نیت و خلوص عقیدت بنا فرمود

نقل کتبه نمبر ۱۴ بناء این بقعه شریف و اساس این عمارت منیف بود در عهد سلطنت و ایام
مملکت خدایگان سلاطین جهان خسرو دارانشان سلطان کامل عدل و از احسان شهنشاه تغلق

... ودرمیان محل مهار ... لاغر غی اثار احکام بانی مبانی مساجد طاعات دائم ... اسم ... بساد

و بلاد هدایت عام دیار غوابت   دسر برد اکت ... تو زیر جنبار معرحین ...

اجتهاد ضابط بلاد   سلاطین رافع بناء محراب منار اسلام کاسر اساس صوامع اصنام

ناصب قواعد خیرات حافض حوانیت مسکرات بادشاه کشورکشای سایه رحمت خدای

ید بتائید یزدان ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافت ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه

فی عمارت المساجد واید سلطانه فی انارت المعابد والقاه فی المملکت والخلافته مدی الدنیا

سورة سبحان الذي اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى

بفرمان برگزیده حضرت رحمان ضابط ممالک جهان سلطان سلیمان نشان علاء الدنیا والدین

غوث الاسلام والمسلمین معز الملوک والسلاطین جوامع بناء خیرات   والملحدین رافع اساس محراب

ومنبر ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه فی یوم التسناد ابن محمد سیاح

عمارت کرده شد   این مسجد جامع سامع   بفرمان برگزیده حضرت رحمان سکندر العهد

والزمان علاء الدنیا والدین حسن وحسروان افاق قمر ربق   ابو المظفر محمد شاه السلطان

یمین الخلافة مظهر العدل والرافة ناصر امیر المومنین

نقل کتبه نمبر ۱۸   امر ببنای هذه البقعة المبارکة السلطان المعظم شاهنشاه الاعظم

مالک رقاب الامم ظل الله فی العالم ذو الامان   سلطان السلاطین شمس الدنیا والدین

المخصوص بعنایت رب العالمین ابی المظفر ایلتمش السلطان ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه

ابی الفتح محمود تغمده الله بغفرانه واسکنه بحبوحة جنانه فی شهور سنه تسع وعشرین وستمائة

نقل کتبه نمبر ۲۰   بکرم وفضل حق سبحانه وتعالی در عهد دولت سلطان السلاطین الزمان

الواثق بتائید الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه واعلی امره وشانه این مسجد ملک م

معزاده درگاه آسمان جاه عالم پناه جوناشه مقبول الملقب بخان جهان ابن خان جهان در سال

هفتصد هفتاد و [ه] از هجرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم خدای برآن بنده رحمت کند هر که درین مسجد نماز بگذارد این بنده را بفاتحه و دعاء ایمان یاد کند.

نقل کتبه نمبر ۲۱ بسم الله تیمنا بذکره عمارت این گنبد میمون در عهد همایون الواثق بتائید الرحمن ابوالمظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه سال هفتاد و پنج بر هفتصد از تاریخ هجرت رسول صلی الله علیه وسلم

نقل کتبه نمبر ۲۳ لا اله الا الله محمد الرسول الله در عهد سلطان السلاطین سلطان سکندر بن سلطان السلاطین سلطان بهلول خلد الله ملکه وسلطانه واعلی امره وشانه در بستم ماه مبارک رمضان سنه ثلث عشر وتسعمائة

سلطان السلاطین سلطان فیروز شاه طاب ثراه وجعل الجنة مثواه بسبب کشته بود

نقل کتبه نمبر ۲۴ بناء این عمارت در عهد دولت سلطان الاعظم سکندر شاه سلطان خلد الله ملکه این گنبد میان شیخ شهاب الدین تاج خان سلطان ابو سعید بتاریخ بستم ماه رمضان سنه ست وتسعمائة

نقل کتبه نمبر ۲۵ مسجد در عهد دولت بندگی حضرت سلیمان سلطان سکندر شاه بن بهلول شاه لودی خلد الله سلطانه شهاب ساکن قصبه سهارنپور

نقل کتبه نمبر ۲۶ در عهد دولت همایون سلطان الاعظم المعظم المتوکل علی الرحمن سکندر شاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملکه وسلطانه بنا کرد این گنبد بنده امیدوار رحمت پروردگار دولت خان خواجه محمد غره ماه رجب سنه اثنی عشر وتسعمائة

نقل کتبه نمبر ۲۷ بناء این عمارت گنبد در عهد سلطان الاعظم ابوالمظفر سکندر شاه سلطان خلد الله ملکه وسلطانه بانی گنبد علاء الدین نور تاج شیخ نبسه قطب عالم شیخ فرید شکر گنج ماه محرم سنه ثلث تسعمائة

نقل کتبه نمبر ۳۰ بسم الله الرحمن الرحیم وظیفه محمد دو عاینکه مجاوران حضیرهٔ قدس و ساکنان

روضه اش بان قیام نمایند نماز خدا وندا که مقربان درگاه او دنیا و آخرت را فدا و راه او نموده و نقد

جان و دل بپیکر این کل را صرف بارگاه او فرموده و درود و از و تحیات متکاثره بمشهد معظم

وحضیره منور شفیع روز محشر وال اصحاب اطهر او واصل و متواصل باد و بحضرت مرنی الحجرات

ومبشر البریات توفیق ازل را رفیق حضرت هدایت مرتبت محمدت صفوت محمد علی حسنی مشرب حسینی نسب

عمده سادات عظام خلاصه اتقیاء کرام عیسی عالم تجرید موسی کوه عزلت و تفرید المؤید من عند الله

الغنی قطب الملته و الطریقه سید حسنی الحسینی گردانید تا این بقعه شریف و منزل لطیف را احداث

نموده وصیت فرموده که چون مدت حیاتش قیامت پیوند باد بسر آید و بتشریف ادخلوها

بسلام امنین مشرف گردیده بسوی حضیرهٔ قدس و روضه انس پرواز نماید مقبره فایض الانوار حضرت

این بقعه نامدار باشد و کان اتمام هذه البقعة فی شهر رسنه اربع و اربعین و تسعمائة

نقل کتبها نمبر ۳۴ بسم الله الرحمن الرحیم تمام شد این باوری و چاه در ماه رمضان

در سنه نهصد پنجاه و هشت هجری بروح محمد مصطفی رسول درگاه حضرت اله در زمان عادل

اسلام شاه بن شیر شاه بنا کرده کارکن دین از جمله پیشی خواجه عماد الملک عرف عبد الله لاذ رقریشی

بنده کارکن باوری امیدوار عنایت و مرحمت کرده

بسم الله الرحمن الرحیم در عهد و زمان سلطان السلاطین ابو المظفر اسلام شاه بن شیر شاه سلطان

خلد الله ملکه و سلطانه بنا کرد این چاه بتوفیق اله بروح رسول الله ملک عماد الملک عرف خواجه

عبد الله لاذ قریشی بدار الملک حضرت دهلی فی سنه اثنی و خمسین و تسعمائة

engravings of Bells have been extracted and brought from elsewhere and put here.

From these grounds, it is proved satisfactorily, that (as it is known) the first compartment or Khund, of the Minaret was made by Rao Pethowrah—on their conquest, the Mahomedans, had their names engraved on the first compartment of the Minaret as they had done on the several other Hindoo Buildings. It is not surprizing to think, that the Mahomedans have extracted the stones containing the engravings of figures there, and had substituted there, their other stones with their own engravings After this, Soultan Shumsoodeen erected five compartments more, on the first original compartment—and that Feroze Shah during his time, erected one compartment more—out of which two compartments have fallen down—and five remain to this day.

Futteh Khan, son of Khuwas Khan, repaired the damage—in the Hijree year 909—corresponding with the year A. D. 1503

From these inscriptions it is proveable that it has been erroneously mentioned in the History of Feroze Shah (composed by Shums Seeraj Ufeef) and in the History of Tuqveem Mool Booldan &c. as well as in the inscription of the door of the 1st compartment the Minaret—that the original Builder of this Minaret was Soolton Shumsoodeen—for he only completed the work

Further—the Author also points out another error that it is erroneously stated in the History of "Futtoohaut Faezerhuh," that the foundation of this Building was first laid by Sooltan Moouz-oodeen Mohomed, son of Saur. He shews this under the following grounds, viz.

1st. When Kootboodeen Abek, Commander-in-chief conquered the Fort, and the Bunder—he had inscribed on the Eastern door, his achievement. There is no doubt, that in the first line of the first compartment was the same inscription of his achievement in the Arabic language. For the remains of the original letters of the inscriptions correspond with the first inscription—thence, if Moiz-oodeen was the founder, the achievement of his Commander-in-chief would not be inscribed there.

2nd. At the time of Moiz-oodeen only 5 entrances were made in the Musjid, at the place where the Iron Pillar stands. But that the Minaret stands beyond that place. Hence, if Moiz-oodeen had made the Minaret, he would have it erected by his Musjid, or at one end of it—and not in a quite separate place. It should be recollected however, that the Minaret now appearing within the compass of the Musjid, is this, that the Building of the Musjid was enlarged by Sooltan Shumsoodeen.

3rd. The first door of this Minaret faces Northward, as the Hindoos always have it—whereas the Mahomedans always have it Eastward. As it may be plainly seen, that when Sooltan Ala-oodeen commenced the second Minaret, he had his door facing Eastward.

4th. It is customary with the Hindoos, to commence such Buildings without any platform. But the Mahomedans first make a platform and then erect the Building, as shewn in the Building attempted by Sooltan Alla-oodeen.

5th. It is seen in all the Hindoo places of worship—at Kootub engravings of Bells hanging in chains—and the same are found, and seen on the first compartment of this Minaret. It is known that the Bells belong to the Hindoo worship. Hence, if Mahomedans were the Builder of this Minaret, they would never allow these engravings of Bells. But the other Apartments built by Mahomedans do not contain these engravings—nor does it appear that the stones with the

Vide— Inscription on the head of the door of the 2nd compartment.

A BRIEF ACCOUNT OF THE MINERET WHICH STANDS AT KOOTUB.

The Minerret contains inscriptions on it in Arabic letters. An abstract explanation of which is as follows—

First compartment.—The 1st Line From decay, the letter in the first line had dropped off - and on repairing the parts, the decayed letters were merely imitated or forged. They therefore bore the false appearance only. But no letters—only so much of the original remains, viz.—Ameer-ul-oomrah Ispha Sahlar Ujjulleel Kubbeer.

2nd. Line contains the name and praise of Moozuffer Mooiz-oodeen Mohomed Bin Sam.

3rd. Line—contains a verse from the Koran.

4th Line—contains the name and praise of Mooiz-oodeen Abool Moozuffer Mohomed Bin Sam.

5th. Line—contains 99 names of God Almighty, as are found in the Arabic language.

6th. Line of the first compartment—contains verses from the Koran.

On the side of the first Apartment or Khund, appears the name Fuzzeel, son of Abool Moonly—Mutwully or High Priest there.

The head of the door or opening of the second compartment, contains this inscription—that Sooltan Shumsoodeen has ordered to complete this Building.

Second compartment.- 1st. Line—contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen Altummis.

2nd Line--contains verses form the Koran—respecting the summons to prayers on Friday.

Third compartment.—The head of the door—contains praises on Sooltan Shumsoodeen. The inscription there of one line only, contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen—at one side of this compartment contains the name of Mohomed Ameercho, Engineer.

Fourth compartment.—contains an inscription signifying, that during the time of Sooltan Shumsoodeen, the building of this edifice was ordered.

Fifth compartment.—The head of the door contains an inscription in Arabic letters but Persian dialect—saying that this Minaret was broken by a thunderbolt, and repaired by Feroze Shah, in the Hijree year 770 corresponding with 1368 A D.

At the head of the door of the first Apartment, the inscription is this, viz.—that this Minaret of Sooltan Shumsoodeen was broken down—and that during the time of Secunder Shah, son of Bhylole,

6th. In the first Edition it was inserted from where the particulars were obtained or gathered. But on the margin of the present Edition—the Historical Books are quoted.

7th. This new Edition contains another thing of great moment, viz.—The Inscriptions found on the Buildings are copied and inserted in the new Edition in their very original form.

PREFACE

That this work Asar-oos-Sunnadeed, was first composed by the Author, and published in the year 1846 and 1847, A. D. The reason for composing the 2nd Edition was this—

That the first Edition of this work was taken by Mr. A. A. Roberts, to England, and presented to the Royal Asiatic Society, and met the approbation of its members—and Colonel Saxson, a member of the Court of Directors, asked Mr. Roberts to translate the work into English. On that Gentleman's returning to his office in Delhi, made a Translation of the work with the aid of the Author—it then appeared necessary to render the work still better with additions and necessary corrections.

That the Author begs to offer respectfully, his humble gratitude, to Mr. Roberts and Colonel Saxson, who have patronised him, and he considers that it is through their kindness, that he has been able to complete this work, which he thinks will maintain his name for ages to come.

That the author also considers his duty to offer his gratitude to Mr. Edward Thomas, through whose aid and kindness he has been able to put the work in Type.

That the present Edition, contains the following additions and ameliorations.

1st. The first chapter of this Edition is a new addition altogether (which the first Edition did not contain), and contains a brief History of the first population of all India—and particulars respecting the Capital or Seat of Empire, during the old and new reigns.

2nd. The second chapter of the first Edition contained only an account of the Fort built by Shah Jehan. But the 2nd Edition, contains a full account of that Fort, as well as of all the Fortresses erected ever since the City of Delhi was first populated.

3rd. What the 1st and 3rd chapters of the 1st Edition contained—are to be found, in the 3rd chapter of the 2nd Edition, together with additional particulars respecting the old Buildings.

4th. In the 1st Edition, there were 2 faults, viz. one was this—that particulars respecting some of the old Buildings were not then satisfactorily ascertained—and 2ndly some errors existed in their description. The necessary corrections, &c. are however made in the 2nd Edition.

5th. In the first Edition, the description of the Buildings was given promiscuously; but in the new or 2nd Edition, the dates of the Buildings are regularly given.

ASAR-OOS-SUNNADEED,

A HISTORY OF OLD AND NEW RULES, OR GOVERNMENTS,

AND OF OLD AND NEW BUILDINGS,

IN THE DISTRICT OF

DELHI:

COMPOSED BY

SYUD AHMED KHAN,

MOONSIFF OF THE FIRST GRADE,

IN THE CITY OF DELHI

IN THE YEAR A. D. 1852

DELHI:

PRINTED AT THE INDIAN STANDARD PRESS, BY WILLIAM DEMONTE.

1854

اِشاریہ

آثارالصنادید طبع ثانی ۱۸۵۴ء

(مرتبہ ڈاکٹر محمد معتصم عباسی)

''دیباچہ''

آرتھر اسٹن رابرٹ : ۳، ۵

ایڈورڈ ٹامس : ۵

خاں، جواد علی (جوادالدولہ) : ۳

خاں، سید احمد : ۳

خاں، فریدالدین احمد (دبیرالدولہ، امین جنگ) : ۳

کرنل سیکس : ۳، ۵

محمد متقی، سید (خان بہادر) : ۳

''کتابیات (ماخذات)''

آئین اکبری : ۵

اخبارالاخیار : ۵

اکبرنامہ : ۵

بھاگوت : ۵

پوتھی اندر پرست مہاتم : ۵

پوتھی ہائے بھاٹ : ۵

تاج المآثر : ۵

تاریخ شیخ عبدالحق : ۵

تاریخ فرشتہ	:	۵
تاریخ فیروز شاہی (برنی)	:	۵
تاریخ فیروز شاہی (شمس سراج عفیف)	:	۵
تاریخ کشمیر	:	۵
تاریخ ہدایت اللہ خاں	:	۵
توریت مقدس	:	۵
توزک تیموری	:	۵
توزک جہانگیری	:	۵
تقویم البلدان	:	۵
جغرافیہ	:	۵
جواہر الحروف	:	۵
خزائن الفتوح	:	۵
خلاصۃ التواریخ	:	۵
رجاؤلی	:	۵
زیچ محمد شاہی	:	۵
سلسلۃ الملوک	:	۵
شاہجہاں نامہ	:	۵
ظفر نامہ	:	۵
فتوحات فیروز شاہی	:	۵
قصیدہ ہمزیہ	:	۵
کتاب آرکیولوجیکل سروے آف بنگال نمبر ۳، ۴، ۶، ۷	:	۵
کتاب رویل ایشیاٹک سوسیٹی نمبر ۶	:	۵

لب تواریخ : ۵
مآثر عالمگیری : ۵
مآثر الامرا : ۵
مارکنڈی پران : ۵
مرات آفتاب نما : ۵
مہابھارت : ۵
نزہت القلوب : ۵
نُہ سپہر : ۵
ہفت اقلیم : ۵

''مقامات''

انگلستان : ۳
شاہجہاں آباد : ۳، ۴

پہلا باب

''الف''

آرام شاہ : ۲۴
ابوبکر شاہ (پسر ظفر خاں بن فیروز شاہ) : ۳۰
احمد خاں (سکندر شاہ) : ۳۶
احمد شاہ بہادر بادشاہ، محی الدین ابونصر : ۴۰
احمد شاہ دُرّانی : ۴۲
اسین سین : ۷
اشومی دیج : ۷

اعظم شاہ، محمد : ۳۸

اقبال خاں (عرف ملو) : ۳۲

اکبر بادشاہ، جلال الدین محمد : ۳۸

اکبر شاہ ثانی، ابوالنصر معین الدین : ۴۲

اگر پال : ۲۲

امر جودہ، راجہ : ۱۱

امر کنکر : ۲۳

امن پال : ۱۱

امیر تیمور : ۳۲

انند جگ : ۱۴

انیکپال : ۲۱

انیکپال (ولد کنور پال) : ۲۲

انیکپال تنور : ۲۰

انیکپال شاہ، راجہ : ۱۱

اودے راج : ۲۱

اودت، راجہ : ۱۴

اودے سین : ۱۴

اورنگ زیب عالمگیر، ابوالمظفر محی الدین : ۳۸

ایبک، سلطان قطب الدین : ۲۴

''ب''

بابر، ظہیر الدین محمد : ۳۴

باسدیو : ۲۰

بچھ راج	:	۲۱
بجی پال (انیکپال)	:	۲۲
بدارتھ، راجہ	:	۱۲
بدھ مل، راجہ	:	۱۱
بربدرتھ (عرف راجہ دسواں)	:	۹
برست، راجہ	:	۱۱
برشت مان (عرف نمی)	:	۸
بسراؤ، راجہ	:	۱۰
بکرم پال (کھیم پال)	:	۱۶
بکرم چند	:	۱۶
بکرماجیت، راجہ (اوجین)	:	۱۵
بلاول سین	:	۱۸
بہادر شاہ، ابوالمظفر سراج الدین محمد	:	۴۲
بہادر شاہ، معزالدین	:	۴۰
بہرام شاہ، سلطان معزالدین	:	۲۶
بھگوت کوی	:	۱۵
بہلول لودی، سلطان	:	۳۴
بہی بر (عرف دربل رائے)	:	۱۰
بھیم چند	:	۱۷
بھیم دیوی، رانی	:	۱۷
بھیم سین	:	۱۹
بیدار بخت	:	۴۲

بیرسین، راجہ	۱۳
بیرشاہ، راجہ	۱۱
بیرمار، راجہ	۱۲
بیرناتھ	۱۴
بیلدیو (ولد انیلدیو)	۲۳

"پ"

پرتھی راج (عرف رائے پتھورا)	۲۳

"ج"

جارج سوم، شاہ	۴۲
جارج چہارم، شاہ	۴۲
جاہرا	۲۳
جدھشٹر، راجہ	۵، ۷
جرجودھن	۵
جلال خاں، اسلام شاہ (پسر شیر شاہ)	۳۶
جلال الدین فیروز شاہ خلجی	۴۲
جمیمہ، راجہ	۷
جہانگیر بادشاہ، نورالدین محمد	۳۸
جہانشاہ، خجستہ اختر	۴۰
جے پال	۲۲
جَے دیو	۲۱
جیون جاٹ، راجہ	۱۳
جیون سنگھ	۲۰

جیون سین : ۱۴

"چ"

چتر رتھ، راجہ (عرف سورسین) : ۸
چکر، راجہ (عرف اگرسین) : ۸
چندر پال : ۱۵
چیت مل، راجہ : ۱۳

"ح"

حام : ۴
حسن خاں (ناصر الدین خسرو) : ۲۸

"خ"

خضر خاں (پسر ملک سلیمان) : ۳۲

"د"

دامودر سین : ۱۹
داور بخش، سلطان (میر بلاقی) : ۳۸
دردہن (عرف دنڈیان) : ۱۰
درہہ، راجہ : ۱۱
دکن : ۴
دورتہہ (عرف بیکم) : ۹
دولت خاں : ۳۲
دہرنی دہر، راجہ : ۱۴
دھیر چند : ۱۷

دیپ سنگھ، راجہ : ۱۹

دیس پال : ۱۵

دی سین : ۱۸

"ر"

راجپال، راجہ : ۱۵

راج سنگھ : ۲۰

راجہ نند : ۵

رام چند : ۱۷

رضیہ بیگم، سلطان : ۲۴

رفیع الدرجات، سلطان (محمد ابوالبرکات) : ۴۰

رفیع الدرجات، شمس الدین (شاہجہاں ثانی) : ۴۰

رفیع الشان : ۴۰

رکن الدین ابراہیم شاہ : ۲۸

رکن الدین فیروز شاہ، سلطان : ۲۴

رکھہ پال : ۲۱

رن سنگھ : ۱۹

رنمی (عرف راجہ دستدان) : ۸

"س"

سدہی پال، راجہ : ۱۱

سرسین : ۱۳

سروپ دت : ۱۲

سروے، راجہ : ۱۲

سکھہ پال، راجہ : ۱۵

سکھہ مان، راجہ : ۱۳

سکھی مل (عرف راجہ سورج رتھ) : ۹

سلطان ابراہیم : ۳۶، ۴۰

سلطان ابراہیم (پسر سلطان سکندر) : ۳۴

سلطان سکندر (پسر بہلول لودی) : ۳۴

سلکین : ۲۲

سمندر پال جوگی، راجہ : ۱۵

سمیر : ۲۳

سنبھر انیک، راجہ : ۷

سنجی، راجہ : ۱۱

سوتہہ، راجہ (عرف سکھہ پال) : ۸

سورداس (عرف اونی پال) : ۱۰

سورج سین : ۱۰

سورسین : ۱۸

سوسین (عرف راجہ برجھل) : ۸

سونی، راجہ : ۹

سیم : ۴

سین دیج : ۱۴

''ش''

شاہجہاں بادشاہ، شہاب الدین محمد : ۳۸

شاہجہاں ثانی، محی الملۃ : ۴۲

شاہ عالم بادشاہ، ابوالمظفر جلال الدین عالی گوہر : ۴۲
شاہ عالم بادشاہ، محمد معظم : ۳۸
شتانیک (عرف ابھی دھر) : ۱۰
شتانیک، راجہ : ۷
شترگن : ۱۲
شترمردن، راجہ : ۱۳
شمس الدین التتمش، سلطان : ۲۴
شہاب الدین عمر : ۲۸
شیر سنگھ : ۲۰
شیر شاہ (فرید خاں) : ۳۶

''ع''

عالمگیر ثانی، عزیز الدین : ۴۲
عظیم الشان : ۴
علاء الدین خلجی، سلطان : ۲۸
علاء الدین سکندر شاہ (پسر ناصر الدین محمد شاہ) : ۳۲
علاء الدین عالم شاہ (پسر محمد شاہ) : ۳۴
علاء الدین مسعود شاہ، سلطان : ۲۶

''غ''

غیاث الدین بلبن، سلطان : ۲۶
غیاث الدین تغلق شاہ، سلطان : ۳۰
غیاث الدین شاہ ثانی (پسر شاہزادہ فتح خاں) : ۳۰
غیاث الدین محمد (پسر تغلقشاہ) : ۳۰

''ف''

فتح خاں، شاہزادہ (پسر فیروز شاہ) : ۳۰

فرخ سیر، جلال الدین : ۴۰

فیروز شاہ : ۳۰

فیروز شاہ (پسر اسلام شاہ) : ۳۶

''ق''

قطب الدین مبارک شاہ : ۲۸

''ک''

کانچند : ۱۷

کان سین : ۱۹

کرم پال : ۱۶

کشی مک (عرف راجہ کیمن) : ۱۰

کلمن، راجہ : ۱۳

کلیان چند : ۱۷

کنک پال : ۲۰

کنور پال : ۲۲

کنور سین : ۱۸

کھر پال : ۲۳

کہن سین : ۱۹

کیرہہ : ۸

کیومرث : ۲۶

"گ"

گوبند پریم : ۱۸

گوبند چند : ۱۷

گوپال : ۲۱

گوپال پریم : ۱۸

"م"

مادھوسین : ۱۸

مبارز خاں (محمد عادل شاہ) : ۳۶

مبارک شاہ، معزالدین ابوالفتح (پسر خضر خاں) : ۳۴

محمد شاہ بادشاہ، روشن اختر ابوالفتح : ۴۰

محمد شاہ، سلطان : ۳۴

محمد عادل تغلق شاہ، سلطان : ۳۰

مرارسنگھ : ۱۲

مرن پال : ۱۶

مسیح، حضرت : ۲

مکھہ پال : ۱۶

معزالدین کیقباد، سلطان : ۲۶

معزالدین محمد بن سام (شہاب الدین غوری) : ۲۴

ملوک چند : ۱۶

مہابل : ۱۲

مہاباتر : ۱۸

مہاجود : ۱۴

مہی پال : ۱۶
مہی پال (ولد بچی پال) : ۲۲
مہی پت : ۱۲
مہی کشک : ۱۴
میدھاوے، راجہ : ۹

"ن"

نادرشاہ : ۴
ناصرالدین محمد شاہ (پسر فیروز شاہ) : ۳۰،۳۲
ناصرالدین محمود، سلطان : ۲۶
ناصرالدین محمود شاہ (پسر ناصرالدین محمد شاہ) : ۳۲
ناصرالدین نصرت شاہ (پسر شاہزادہ فتح خاں) : ۳۲
ناگدیو : ۲۳
نرائن سین : ۱۹
نرب انجی (عرف شرون بیر) : ۹
نرملک شو، راجہ (عرف برسردیو) : ۸
نمی، راجہ (عرف کھیم پال) : ۱۰
نوح، حضرت : ۲
نہروال : ۴
نیپال : ۱۵
نیکپال : ۲۱
نیکوسیر، سلطان : ۴۰

''و''

وکٹوریہ، ملکہ : ۴۲

ولیم چہارم : ۴۲

''ہ''

ہدورام : ۴

ہرپال : ۱۶، ۲۱

ہرپریم : ۱۷

ہرجیت، راجہ : ۱۱

ہرچند : ۱۷

ہرچند پال : ۱۶

ہرسنگھ : ۲۰

ہرسین : ۱۹

ہمایوں بادشاہ، نصیرالدین محمد : ۳۴، ۳۶

ہند : ۴

''مقامات''

تھانیسر : ۵

دلی : ۵

کورچھتر : ۵

مگد : ۵

ہستناپور : ۵

دوسرا باب

''الف''

ابراہیم لودی، سلطان : ۲۴،۵

اختیار الدین ایتگین، ملک : ۱۳

ارفیوس (گلاونت) : ۳۲

استاد احمد : ۲۸

استاد حامد : ۲۸

اسکندر کبیر : ۸

اسلام شاہ بن شیر شاہ : ۲۸

اکبر بادشاہ، جلال الدین محمد : ۵۳،۲۸،۵

اکبر آبادی محل (زوجہ شاہجہاں بادشاہ) : ۵۲

امیر خسرو : ۸

اورنگ زیب عالمگیر : ۴۴،۳۰

''ب''

بابر، ظہیر الدین محمد : ۵

بافقرس بہادر، دلاور الدولہ : ۳۰

بہادر شاہ، ابوالمظفر سراج الدین محمد : ۴۹،۴۷،۳۴

بہرام شاہ، معز الدین : ۱۴

''ت''

تیمور (لنگ) : ۲۵،۲۴

"ج"

جارج سوم : ۵

جنرل لیک : ۵

جہاں آرا بیگم (بنت شاہجہاں بادشاہ) : ۵۲

جہانگیر بادشاہ، نورالدین محمد : ۲۸،۵

جہانگیر بہادر، میرزا : ۳۸

"ح"

حسن طاہر، شیخ : ۲۳

"خ"

خسروشاہ، ناصرالدین : ۱۹

خضر خاں (رابات اعلیٰ) : ۲۵

خلجی، جلال الدین فیروز شاہ : ۵۳،۲۳،۲۲،۱۶،۱۴،۱۳،۸

خواجہ حاجی : ۱۹

"ر"

راجہ اندر : ۶

راجہ انیکپال : ۱۱،۹

راجہ بلال دیو (والی کرناٹک) : ۱۹

راجہ بیلدیو : ۹

راجہ پتھورا : ۱۳،۱۲،۹

راجہ پورس : ۹

راجہ جدہشٹر : ۷

راجہ جرجودہمن : ۷

راجہ دلیپ : ۸،۷

راجہ دہلر : ۸

راجہ فور : ۸

راجہ کمایوں : ۸

راجہ مان سنگھ : ۲۴

راجہ ناہر سنگھ (بلبھ گڑھ) : ۲۰

رائے پتھورا : ۴

رفیل (مصور) : ۳۲

"س"

سکندر لودی، سلطان : ۲۳،۵

"ش"

شاہجہاں، شہاب الدین محمد : ۵۳،۵۰،۴۴،۲۸

شمس الدین التتمش، سلطان : ۱۳

شہاب الدین احمد خاں (صوبیدار دہلی) : ۵۳

شہاب الدین غوری، سلطان : ۱۰،۹

شیخ ضیاء الدین (خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی) : ۲۳

شیر شاہ : ۲۷،۲۲،۱۸،۱۱

"ص"

صاحبقران ثانی، محمد اکبر بادشاہ غازی : ۳۸،۳۷،۳۰

"ط"

طرغی نوماں : ۱۷

"ع"

عالمگیر ثانی : ۳۴

عزت خاں : ۲۸، ۲۹

علاءالدین خلجی : ۱۵، ۱۷

"غ"

غازی الدین خاں، فیروز جنگ : ۵۰

غیاث الدین بلبن، سلطان : ۱۴، ۱۵

غیاث الدین تغلق، سلطان : ۱۵، ۱۹، ۲۱

"ف"

فخر الدین جونا (بن غیاث الدین تغلق شاہ) : ۲۰

فرخ سیر : ۳۷

فیروز شاہ، سلطان : ۲۳، ۲۵

"ق"

قدر خاں (رکن الدین ابراہیم) : ۱۷

قطب الدین ایبک، سلطان : ۴، ۱۳

"ک"

کھانڈے راؤ : ۴

کنک (مغل) : ۱۸

"م"

مبارک شاہ، سلطان (بن خضر خاں) : ۲۶

محمد تغلق شاہ، سلطان : ۲۳،۴

محمد شاہ : ۳۴،۲۶

محمد عادل تغلق شاہ، سلطان : ۲۲،۲۰

معزالدین کیقباد، سلطان : ۱۶

مرتضٰی خاں اکبری : ۲۸

"ن"

ناصرالدین محمود، سلطان : ۱۴

نظام الدین اولیا، سلطان المشائخ : ۱۵

نظام الملک آصفجاہ : ۵۰

"ہ"

ہرناتھ چیلہ : ۳۸

ہلاکو خاں : ۱۴

ہمایوں بادشاہ، نصیرالدین : ۱۰،۵

"ی"

یحییٰ کاشی، میر : ۵۰

"مقامات"

آگرہ : ۵

اجمیر : ۴

افغانپور : ۲۱
اکبرآباد : ۵، ۲۸
اندرپت : ۶، ۷، ۸، ۱۱، ۱۵، ۲۷
اندستھہ (قصبہ) : ۲۴
بلبلی خانہ : ۲۴
بھوجلہ پہاڑی : ۲۴
پرانی دلی : ۱۳، ۲۲، ۲۳
تغلق آباد : ۱۹، ۲۰، ۲۱
تلنگ : ۱۹
تلنگان : ۱۷
ٹھٹھ : ۲۸
چنارگڑھ : ۱۰
خضرآباد : ۲۳، ۲۵
دریبہ : ۶
دہلی : ۴، ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۰
دہلی شیرشاہ : ۲۷
دہلی علائی : ۱۷
دولت آباد : ۴
دیوگیر : ۴
سالور (پرگنہ) : ۲۳
سفیدون (پرگنہ) : ۵۳
سلطانپور : ۲۴

سلیم گڑھ : ۲۸

سیری : ۱۸

شاہ آباد : ۱۸

شاہجہاں آباد : ۹، ۱۹، ۲۷، ۴۹، ۵۲

صاحب آباد : ۵۲

عادل آباد : ۲۰، ۲۲

غزنیں : ۴

غیاث پور : ۱۵

فیروز آباد (شہر) : ۲۴، ۲۵

قطب صاحب : ۱۸

قنوج : ۸

کاوین (موضع) : ۲۳، ۲۴

کوٹلہ مبارکپور : ۲۶

کیتھواڑ : ۲۴

کیلوکہری : ۱۳، ۱۴، ۱۶

گوالیار : ۵

لڑاوت : ۲۴

لونی : ۲۵

مانکپور : ۱۷

مبارک آباد : ۲۶

مقدونیہ : ۸

مکرانہ : ۴۵

میرٹھ : ۲۵
نرولہ : ۲۴
نورگڑھ : ۲۸
نوہرہ (موضع) : ۲۳
ہستناپور : ۷
ہندوستان : ۳

''عمارات''

امتیاز محل : ۳۸،۳۵
بادل گیر (محل) : ۲۴
بجی منڈل (بدیع منزل) : ۲۲
بڑی بیٹھک : ۴۵،۳۸
بھادوں (مکان) : ۴۸
تسبیح خانہ : ۴۳
جہاں پناہ : ۲۲
جہاں نما : ۲۵،۲۳
چبوترہ کوتوالی : ۵۲
چھوٹی بیٹھک : ۳۷
حمام : ۴۳
خاص دیوڑھی : ۴۳
خاص محل : ۳۴
خوابگاہ بڑی بیٹھک : ۳۸
دالان دربار : ۳۳

دیوان خاص : ۳۴، ۳۷، ۴۲، ۴۳، ۴۵
دیوان عام : ۳۱، ۳۴، ۳۵، ۴۲
رنگ محل : ۴۵
سرائے شیخ ابوبکر طوسی : ۲۴
سرائے ملک یار برّاں : ۲۴
سرائے ملکہ : ۲۴
شاہ محل : ۴۱
شیر منڈل : ۱۱
ظفر محل : ۴۷
عقب حمام : ۴۳
قصرِ سفید : ۱۳
قصرِ معزی : ۱۶
کوٹلہ فیروز شاہ : ۲۳، ۲۷
کوشک بدیع منزل (بجی منڈل) : ۲۲
کوشک سبز : ۱۷
کوشک سیری : ۱۵، ۱۷، ۲۷
گلال باڑی (دالان) : ۲۳، ۳۳، ۳۴
لاٹھ اشوکا : ۲۲، ۲۵
موتی محل : ۳۷، ۴۴، ۴۵
نشیمن ظلِ الٰہی : ۳۱
نقار خانہ : ۳۱
نہر بہشت (محل) : ۴۵

''مسجد''

اکبری مسجد	:	۲۵
مسجد فتحپوری	:	۵۲
مسجد قوت الاسلام	:	۱۰

''مقبرہ وقبر''

مقبرہ تغلق شاہ	:	۲۱
مقبرہ صفدر جنگ	:	۴۶
قبر رضیہ سلطانہ	:	۲۴
قبر فیروز شاہ	:	۲۴

''قلعہ''

پرانا قلعہ	:	۹
شیر کدہ (قلعہ)	:	۱۱
قصر ہزار ستون (قلعہ)	:	۱۸
قلعہ اکبر آباد	:	۲۸
قلعہ اندر پت	:	۹
قلعہ چتوڑ	:	۱۷
دین پناہ (قلعہ)	:	۱۰
قلعہ رائے پتھورا	:	۲۲،۱۳،۱۲
قلعہ شاہجہاں	:	۲۸
قلعہ علائی (کوشک سیری)	:	۱۸،۷
قلعہ کالنجر	:	۱۰

قلعہ گوالیر : ۲۴
قلعہ مرزغن : ۱۴
قلعہ ورنگل : ۱۹،۱۷

”دروازے و کھڑکیاں“

اجمیری دروازہ : ۵۱،۵۰
بدررو دروازہ : ۵۱
بغدادی دروازہ : ۲۵
پتھر گھٹی دروازہ : ۵۱
ترکمان دروازہ : ۵۱،۲۴
خضر دروازہ : ۵۱
خونی دروازہ : ۶
دلّی دروازہ : ۵۱،۳۰،۲۹،۲۷،۹
دروازہ مسدود : ۵۱
راجگھاٹ دروازہ : ۵۱
طلاقی دروازہ : ۱۱
غزنیں دروازہ : ۱۲
کابلی دروازہ : ۵۱،۲۷
کیلہ گھاٹ دروازہ : ۵۱
کشمیری دروازہ : ۵۱
کلکتہ دروازہ : ۵۱
لال دروازہ : ۵۱،۲۷
لاہوری دروازہ : ۵۱،۳۰،۲۹

نگمبود دروازہ : ۵۱
کھڑکی اجمیری دروازہ : ۵۱
کھڑکی امیر خاں : ۵۱
کھڑکی بہادر علی خاں : ۵۱
کھڑکی جلیل خاں : ۵۱
کھڑکی زینت المساجد : ۵۱
کھڑکی شاہ گنج : ۵۱
کھڑکی فراشخانہ : ۵۱
کھڑکی مسدود : ۵۱
کھڑکی نصیر گنج : ۵۱
کھڑکی نواب احمد بخش : ۵۱
کھڑکی نواب غازی الدین : ۵۱
کھڑکی نگمبود : ۵۱

''برج''

اسد برج : ۳۸
برج اکبر شاہ : ۵۰
برج طلا : ۴۱
شاہ برج : ۴۸،۳۸

''بازار''

اردو بازار : ۵۱
اکبر آبادی بازار : ۵۲
بازار مسقف : ۳۰

چاندنی چوک : ۵۲،۵۱
فیض بازار : ۵۲
لاہوری بازار : ۵۲

''باغات''

باغ حیات بخش : ۴۵
بھادوں (باغ) : ۴۷،۴۶
بیگم باغ : ۵۲
ساون (باغ) : ۴۷
مہتاب باغ : ۴۹

''دریا، نہریں، جھرنا''

جمنا (دریا) : ۲۹
جھرنا قطب صاحب : ۴۹
حوض خاص : ۲۴،۲۳
ستلج (دریا) : ۸
فیض نہر : ۵۳
گنگا (دریا) : ۱۷،۸،۷
نہر شہاب : ۵۳

''کتبہ''

کتبہ محراب جنوبی : ۳۸
کتبہ محراب شمالی : ۳۸

"کتابیات"

تزک تیموری
: ۱۳

تیسرا باب

"الف"

آصف الدولہ
: ۶۳

آنکہ خاں، خان اعظم
: ۶۲

ابوالحسن (امیر خسرو)
: ۵۸

احمد بخش خاں، نواب (والی فیروز پور)
: ۳۱،۲۸

احمد شاہ، بادشاہ
: ۹۲

ادہم خاں (پسر ماہم انکہ)
: ۵۵،۵۴

اسلام شاہ
: ۵۳،۵۲،۴۹

اسمتھ
: ۱۹

اعزاز النسا بیگم (اکبر آبادی بیگم، زوجہ شاہجہاں بادشاہ)
: ۷۰

اکبر
: ۶۴،۵۴،۳۰

اکبر شاہ ثانی
: ۷۶،۳۱

الن برابہادر
: ۱۰۳

امیر خاں، نواب (والی ٹونک)
: ۷۵

امیر خسرو
: ۲۲

انیکپال تنور، راجہ
: ۱۱،۱۰،۹

اودھم بائی (زوجہ محمد شاہ ثانی)
: ۹۲،۸۷

اورنگ آبادی بیگم، نواب (زوجہ اورنگزیب عالمگیر)
: ۷۷

"ب"

بابر، ظہیر الدین محمد : ۴۷

باقی باللہ نقشبندی، حضرت : ۵۸

بالجو (برادر زادہ قلیج خاں) : ۱۴۷

بنگش، فیض اللہ خاں : ۳۱

بوعلی خاں بھٹی : ۳۵

بہادر شاہ، ابوالمظفر سراج الدین محمد : ۱۰۱

بہادر شاہ ثانی، بادشاہ : ۹۷

بہرام شاہ، معز الدین : ۲۶،۲۵

بہلول لودی، سلطان : ۴۵

بھیم : ۶

بیگم جان (دختر شاہ عالم) : ۹۶

بیلدیو چوہان : ۶،۵

"پ"

پاربتی : ۹۵

"ت"

تغلق، محمد عادل شاہ : ۳۲،۳۱،۳۰،۲۹

تغلق شاہ، غیاث الدین : ۲۹

تندھا (عرف جسودھا) : ۹۹

تیمور (لنگ) : ۳۴

''ج''

جاوید (خواجہ سرا) : ۸۷
جدہشتر : ۳، ۴۸
جلال الدین لاہوری، قاضی : ۴۶
جمالی، شیخ : ۴۷
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم : ۳۷
جوگ بانا : ۹۸
جہاں آرا بیگم (بنت شاہجہاں بادشاہ) : ۶۹
جیمس پرنسپ : ۳
جیمس اسکنر، کرنل : ۹۸

''ح''

حاجی بیگم، نواب (زوجہ ہمایوں بادشاہ) : ۵۴، ۵۶
حسن، عمادالدین : ۵۸

''خ''

خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام : ۶۶
خاں، اختصاص یار : ۱۰۰
خاں، انشاء اللہ : ۱۰۷
خاں، مولوی صدرالدین : ۶۹
خاں، خلیل اللہ : ۳۰، ۴۹
خاں، شمس الدین محمد : ۵۵
خاں، شہاب الدین تاج : ۴۱

خاں، قاضی فیض اللہ	:	۹۰
خاں، لال محمد	:	۹۳
خاں، محمد تحسین	:	٦٦
خانجہاں فیروز شاہی	:	۳٦، ۳۸، ۳۹، ۴۰
خانخاناں، عبدالرحیم	:	٦۱، ٦۲
خاں دوراں، نواب	:	٦۳

"د"

دیوکی رانی	:	۹

"ر"

راجہ باسک	:	۲
راجہ بکرماجیت	:	۱۵
راجہ بلبھ گڑھ	:	۹
راجہ دھاوا	:	۳، ۴
راجہ میدھاؤ	:	۳
رائے پتھورا	:	۲، ۴، ٦، ۷، ۴۷
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم	:	٦٦
رضیہ سلطان بیگم	:	۲۴، ۲۵، ۲٦
رفیع الدرجات	:	۸٦
رفیع الدین، مولوی	:	۱۰٦
روشن چراغ دہلی، حضرت	:	۲۳، ۳٦

"ز"

زمرّد خاں : ۴۳
زین خاں : ۶۳
زینت النسا بیگم (بنت عالمگیر بادشاہ) : ۷۸

"س"

ساکرانی گوجرنی : ۱۰
سرہندی بیگم (زوجہ شاہجہاں) : ۷۱، ۷۲
سعد اللہ خاں : ۶۵
سعید خاں، محمد : ۷۵
سکندر بہلول : ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸۔
سلطان ابراہیم : ۴۶
سلطان ابوسعید : ۴۱
سلطان سکندر : ۴۲، ۴۳
سلیم شاہ : ۵۴، ۶۰
سلیہہ (راکچس) : ۹۴
سورج پال : ۱۱
سید حسین پائے منار : ۴۹
سید فریدوں : ۳۰
سید مہدی : ۵۸
سید ناصر الدین سونی پتی، حضرت : ۳۸
سودا : ۱۰۶

"ش"

شاکر خاں : ۴۹
شاہ ترکمان (شمس العارفین) : ۳۵
شاہ عالم بادشاہ : ۴۹
شاہ عالم بہادر شاہ : ۷۷،۷۸
شاہجہاں : ۳۰،۳۹،۵۲،۶۱،۶۴
۶۵،۷۱،۷۲۔
شجاع الدولہ، نواب : ۹۳
شرف الدولہ، نواب : ۸۱
شمس الدین التتمش، سلطان : ۱۴،۱۵،۱۶،۱۸،۲۱،۲۳،۲۴۔
شہاب الدین، میر : ۷۸
شیخ فرید (مرتضیٰ خاں) : ۶۱
شیر شاہ : ۴۹،۵۰،۵۱،۵۲۔

"ص"

صاحبہ محل، نواب (زوجہ محمد شاہ بادشاہ) : ۹۲
صدرالدین، شیخ : ۳۲
صدرالدین، شیخ (بن شیخ فرید گنجشکر) : ۴۶
صفدر جنگ، ابوالمنصور خاں : ۹۳

"ط"

طامس سیافلس مٹکاف، سر : ۱۰۰

''ظ''

ظفر خاں، نواب روشن الدولہ : ۹۰

''ع''

عالم شاہ ثانی، علاء الدین : ۴۲

عالمگیر، اورنگ زیب : ۷۲

عالمگیر ثانی، عزیز الدین : ۳۱

عبدالحق محدث، شیخ : ۶۴

عبدالقادر، مولوی : ۱۰۶

عثمان نارنوی، سید : ۷۴

عزیز کوکلتاش، میرزا : ۶۲

علاء الدین، سلطان : ۱۰، ۱۶، ۲۰، ۲۱، ۲۳،
۲۶، ۲۷۔

عماد الملک، خواجہ عبداللہ : ۵۲

عنایت خاں : ۶۱

''غ''

غازی الدین، نواب : ۷۵

غزنوی، شمس الدین محمد خاں : ۵۷

غلام حیدر، سید میرزا : ۳۷

''ف''

فاضل خاں (خانساماں) : ۶۵

فتحپوری بیگم، نواب (زوجہ شاہجہاں بادشاہ) : ۷۰

فخر الدین، مولوی : ۳۷

فخر النساء بیگم (زوجہ نواب شجاعت خاں) : ۸۸

فرخ سیر، جلال الدین : ۵۰

فضل علی خاں، نواب اعتماد الدولہ : ۷۹

فضل اللہ ابو المعالی : ۱۴، ۱۷

فضل اللہ معروف بہ جمال خاں : ۴۷

فرید خاں (مرتضیٰ خاں) : ۳۰

فرید خاں جہانگیری، نواب : ۵۸

فہیم : ۶۱

فیروز شاہ : ۶، ۲۳، ۲۴، ۲۶، ۲۸،
۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵،
۳۶، ۳۷، ۳۹، ۴۰۔

"ق"

قدسیہ صاحب الزمانی، نواب (اودھم بائی) : ۸۷

قطب الدین ایبک : ۴، ۱۱، ۱۴، ۱۷

قطب الدین بختیار کاکی، شیخ : ۴۹، ۵۴

قطب الدین مبارک شاہ : ۲۷

"ک"

کرشن اوتار : ۹۸

کنس (راچھس) : ۹۹

کنور بہر پال : ۱۰

کوکلتاش خاں : ۵۷

کیدارناتھ، راجہ (شکار نظارت) : ۹۵
کیقباد، سلطان معزالدین : ۵۵

"گ"

گوہر شاہِ عالم بادشاہ : ۸۰

"ل"

لال کنور (مادر شاہ عالم بادشاہ) : ۹۶
لسنیہ (راکچس) : ۹۴
لشکر خاں : ۴۵

"م"

ماہم بیگم : ۵۴،۵۵
محلدار خاں، ناظر : ۸۹
محمد اکبر شاہ بادشاہ، معین الدین : ۶۶
محمد اکبر شاہ ثانی : ۸۰،۹۵
محمد خان، خواجہ : ۳۷
محمد داؤد خاں، حافظ : ۱۰۲
محمد شاہ، سلطان (بن فرید خاں) : ۴۲،۹۱،۹۴
محمد شفیع، میر : ۷۵
محمد طاہر، حاجی : ۷۵
محمد علی مشہد، امام : ۴۹
محمد معروف بن وحید الدین : ۲۸
معزالدین ابوالفتح، مبارک شاہ : ۴۱،۴۲

معزالدین محمد بن سام (شہاب الدین غوری) : ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶

ممتاز محل، نواب : ۱۰۰

موہن لال، لالہ : ۹۷

مہربان آغا (خواجہ سرا) : ۵۹

میر : ۱۰۶

میر امن : ۱۰۶

میرزا چکرو : ۹۳

میرزا سلیم، شہزادہ : ۲۶

میرزا عاشورہ : ۹۲

میرزا محسن : ۹۷

"ن"

ناصر الدین محمد شاہ : ۴۱، ۴۳، ۸۶

ناظرہ روز افزوں (خواجہ سرا) : ۹۱

نجف خاں، میرزا : ۹۷

نظام الملک آصف جاہ : ۷۸

نوبت خاں اکبری، نواب : ۵۶

نورالدین جہانگیر بادشاہ : ۳۰، ۴۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۴۔

"و"

ولی : ۱۰۵

ولیم فریزر : ۸۔

"ہ"

ہدایت اللہ خاں، میرزا : ۵۱
ہرسنگھ رائے، لالہ : ۹۷
ہمایوں (نصیرالدین) : ۴۱، ۴۸، ۵۱، ۵۲

"ی"

یوسف جمال حسینی، سید : ۲۷
یوسف خاں : ۴۹

"مساجد"

چوبی مسجد : ۹۲
دارالشفا (مسجد) : ۶۹
زینت المساجد : ۷۸
سنہری مسجد : ۸۰، ۹۲
کالی مسجد : ۳۹
مسجد آدینہ (قوت الاسلام) : ۱۳، ۲۲
مسجد اکبرآبادی : ۷۰
مسجد اورنگ آبادی : ۷۷
مسجد بیگم پور : ۳۹، ۶۱
مسجد جامع دہلی : ۲۲
مسجد جامع فیروزی : ۳۴
مسجد جہاں نما : ۲۳، ۶۳
مسجد چوراہہ قدم شریف : ۳۸

مسجد خیر پور	:	۵۲
مسجد درگاہ شیخ جمالی	:	۴۷
مسجد درگاہ قطب صاحب	:	۵۳
مسجد درگاہ حضرت نظام الدین	:	۳۳
مسجد روشن الدولہ	:	۹۰
مسجد سرہندی	:	۷۱
مسجد شرف الدولہ	:	۸۱
مسجد فتحپوری	:	۷۰
مسجد فخر المساجد	:	۸۸
مسجد عیسیٰ خاں	:	۵۳
مسجد قلعہ کہنہ	:	۵۰
مسجد قوت الاسلام	:	۲۷،۲۲
مسجد کالو سرائے	:	۳۹
مسجد کوٹلہ نظام الدین	:	۳۶
مسجد کھڑکی	:	۴۰
موتی مسجد	:	۷۸،۷۷،۷۳
موٹھ مسجد	:	۴۵،۴۴

''مقابر''

بستی باوری (مقبرہ)	:	۴۳
بھول بھلیاں (مقبرہ)	:	۵۵،۵۴
شاہ مرداں (مقبرہ)	:	۹۷
قدم شریف (مقبرہ فتح خاں)	:	۳۷

مقبرۂ تغلق شاہ	:	۲۹
مقبرۂ تکہ خاں	:	۵۷
مقبرۂ خانخاناں	:	۶۲
مقبرۂ خضر خاں	:	۴۱
مقبرۂ خیر پور	:	۵۲
مقبرۂ رضیہ سلطان بیگم	:	۲۵
مقبرۂ رکن الدین فیروز شاہ	:	۲۵
مقبرۂ زیب النساء بیگم	:	۷۷
مقبرۂ سلطان بہلول لودی	:	۴۶
مقبرۂ سلطان سکندر بہلول لودی	:	۴۶
مقبرۂ سلطان شمس الدین التمش	:	۲۴
مقبرۂ سلطان علاء الدین خلجی	:	۲۷
مقبرۂ سلطان غازی	:	۲۶،۲۵
مقبرۂ سید عابد	:	۶۲
مقبرۂ شیخ عبدالحق	:	۶۳
مقبرۂ شیخ فرید	:	۶۱
مقبرۂ صفدر جنگ	:	۸۷
مقبرۂ غازی الدین خاں	:	۷۸
مقبرۂ لشکر خاں	:	۴۵
مقبرۂ محمد شاہ	:	۴۲
مقبرۂ منصور	:	۴۲
مقبرۂ نجف خاں	:	۹۷

مقبرۂ ہمایوں	:	۶۲،۶۱،۵۵،۵۱
نیلہ برج (مقبرۂ فہیم)	:	۶۱
نیلی چھتری (مقبرۂ نوبت خاں)	:	۵۶،۴۸

''قبریں''

قبر پوتی خواجہ فرید گنجشکر	:	۳۷
قبر خان شہید	:	۲۶
قبر سرہندی بیگم	:	۷۳
قبر علاء الدین سکندر شاہ	:	۴۱
قبر مخدوم زین الدین	:	۳۷
قبر ناصر الدین محمد شاہ	:	۴۱
قبر نواب فیض اللہ خاں بنگش	:	۳۷
قبرستان زمرّ دخاں	:	۴۳

''درگاہیں''

درگاہ آثار شریف	:	۶۶
درگاہ امام ضامن	:	۴۸
درگاہ حضرت امیر خسرو	:	۵۸
درگاہ حضرت باقی باللہؒ	:	۵۷
درگاہ حضرت روشن چراغ دہلیؒ	:	۴۲،۳۶،۳۱
درگاہ حضرت نظام الدین اولیاؒ	:	۶۲،۵۸
درگاہ سید حسن رسول نماؒ	:	۷۴،۳۵
درگاہ سید محمود بجارؒ	:	۳۸
درگاہ شاہ ترکمانؒ	:	۲۵

درگاہ شیخ صلاح الدینؒ : ۳۱
درگاہ شیخ یوسف قتالؒ : ۴۶
درگاہ قطب صاحبؒ : ۴۹، ۷۶، ۷۷، ۸۹
درگاہ مولانا جمالی : ۴۷
شاہ مرداں (درگاہ) : ۸۷

"مجر"

مجر جہاں آرا بیگم : ۷۳
مجر عالم بہادر شاہ بادشاہ : ۷۹
مجر میرزا ابلاقی : ۹۷
مجر میرزا جہانگیر : ۱۰۰
مجر نواب فتح آبادی بیگم : ۹۷

"قلعہ"

پرانا قلعہ : ۹۶
قلعہ تغلق آباد : ۲۹
قلعہ رائے پتھورا : ۱۱
قلعہ رنتھنبور : ۱۳
قلعہ شاہجہاں آباد : ۹۲، ۱۰۱

"دروازہ"

بڑا دروازہ لاٹھ : ۲۰
ترکمان دروازہ : ۲۵
دروازہ جنوبی مسجد جامع : ۶۷

دروازہ شرقی مسجد جامع : ۶۸

دروازہ شمالی مسجد جامع : ۶۸

فتحپوری دروازہ : ۹۸

کابلی دروازہ : ۷۷

کشمیری دروازہ : ۸۸،۹۴،۱۰۰

لاہوری دروازہ : ۷۱

''باغات''

باغ حیات بخش : ۷۳

باغ روشن آرا : ۷۱

باغ سرہندی : ۷۱

باغ شالامار : ۷۱

باغ محلدار خاں : ۸۹

باغ ناظر : ۹۱

قدسیہ باغ : ۹۲

گلال باغ : ۷۴

''تالاب، حوض، باؤلی، پُل''

آہنی پل ہنڈن : ۱۰۲

بارہ پلہ : ۶۲

باؤلی حضرت نظام الدین : ۲۸

باؤلی درگاہ قطب صاحب : ۱۰۲

بائین : ۶

پُل جدید نگمبود : ۱۰۳

پل سلیم گڑھ : ۶۰
تالاب قطب صاحب : ۲۳
جمنا (دریا) : ۱۷
حوض شمسی : ۲۳
حوض علائی (حوض خاص) : ۴۰،۲۷
راجوں کی بائین (باؤلی) : ۴۵
سورج کنڈ (تالاب) : ۱۱
کھاری باؤلی : ۵۲
گھاٹ نگمبود : ۴۸
لال ڈگی (حوض) : ۱۰۳
نولکھی نالہ : ۷۵
ہتھیاپل : ۳۱

"بازار"

اردو بازار : ۷۰
بازار چتلی قبر : ۶۷
بازار دریبہ : ۸۱
چاندنی چوک : ۷۰،۶۹
فیض بازار : ۷۰
منڈی : ۵۹

"مقامات"

احمد آباد : ۷۹
اجمیر : ۱۳

اجین	:	۸۲،۵
اکبرآباد	:	۵۵
الہ آباد	:	۴
اندر پت	:	۳
انیکپور	:	۹
اوکہلہ (موضع)	:	۴۱
بستی خواجہ سرا	:	۴۳
بلبلی خانہ (محلّہ)	:	۲۵
بنارس	:	۸۲
بنگالہ	:	۶۰
بہداولی (نواح سکیت)	:	۴۲
بیگم پور	:	۳۶
تغلق آباد	:	۷۵
ٹھٹھ	:	۶
خضرآباد	:	۶
خیر پور (موضع)	:	۴۲،۴۶
دلی	:	۶،۹،۱۲،۴۸،۴۹،۷۶
دھرم پور (محلّہ)	:	۹۷
دہیا (موضع)	:	۴
رائے پور (گانوں)	:	۴۵
زمرد پور (گاؤں)	:	۴۳،۴۵
سالورہ (پرگنہ)	:	۶

سانبھر : ۶
سلیم گڑھ : ۴۸، ۶۰
شاجہاں آباد : ۲۳، ۲۵، ۳۵، ۴۱، ۴۳،
۵۵، ۵۹، ۶۸، ۷۰، ۷۷،
۸۸، ۹۰، ۹۷، ۹۸، ۹۹،
۱۰۰، ۱۰۳، ۱۰۵۔
طوس : ۴۹
عادل آباد : ۷۵
غازی آباد : ۱۰۲
غزنیں : ۱۳
فیروز آباد : ۳۹
قنوج : ۵
کشمیر : ۵
کنچن سرائے (گانوں) : ۴۳
کھڑکی (موضع) : ۳۱، ۳۲، ۴۰
کیلوگھری : ۳۸، ۵۵
گجرات : ۱۳
گوکل : ۹۹
لاہور : ۶۰
لکڑپور (موضع) : ۱۱
لکھنوتی : ۲۳
مالوہ : ۱۵

ماہنا (موضع) : ۴
مبارک آباد : ۴۲
مبارک پور (موضع) : ۴۱
متھرا : ۸۲
مشہد : ۴۹
ملک پور (موضع) : ۲۵، ۲۶
مہرولی : ۱۰، ۹۱
میرٹھ : ۸، ۹، ۱۱۸
نوہرہ (موضع) : ۶، ۷
ہستناپور : ۳
ہندوستان : ۵، ۶، ۳۵

’’عمارتیں‘‘

ادھ بنی لاٹھ : ۲۲
بتخانہ رائے پتھورا : ۱۱
بتخانہ مہاکال : ۱۵
بھولی بھٹیاری کا محل : ۳۵
پنجابی کٹرہ : ۷۷
پنج بُرجہ زمرد پور : ۴۳
تبرجہ : ۴۵
ٹوٹی لاٹھ : ۳۴
جنتر منتر : ۸۱
جھرنا (مکان) : ۷۵

جے پرکاش	:	۸۲
جیلخانہ (سرائے فرید خاں)	:	۵۸
جینیوں کا بڑا مندر	:	۹۷
جینیوں کا چھوٹا مندر	:	۹۹
چونسٹھ کھمبا	:	۶۴
خاص محل	:	۶۳
خضر گنپٹی	:	۴۱
دارالامان	:	۲۹
دارالبقا (مدرسہ)	:	۶۹
رام جنتر	:	۸۲
سرائے جے پور	:	۸۲
سمراٹھ جنتر	:	۸۳
سیرالمنازل (مدرسہ)	:	۵۴
ظفر منزل	:	۱۰۱
عرب سرائے	:	۵۴،۵۳
قدم حضرت علیؓ	:	۸۷
کالکا	:	۹۴
کرّہ مقعر	:	۸۳
کوٹھی جہاں نما	:	۱۰۰،۸
کوٹھی دلکشا	:	۱۰۲،۴۵
کوٹلہ فیروز شاہ	:	۳۴
کوٹلہ عیسیٰ خاں	:	۵۳

کھڑکی فراشخانہ : ۵۸

کوس منارہ : ۶۰

کوشک انور (مہندیاں) : ۳۴

کوشک شکار : ۸

لاٹھ اشوکا (منارہ زریں یالاٹھ فیروزشاہ) : ۴۰

لاٹھ اشوکا دوم (منارہ کوشک شکار) : ۸

لاٹھ قطب صاحب : ۱۰،۱۵،۲۷

لال بنگلہ : ۶۳،۹۶

لوہے کی لاٹھ : ۲

ماذنہ : ۱۸

مبارکپور کوٹلہ : ۴۱،۴۴

مدرسہ شرف الدولہ : ۸۱

موتی محل : ۱۰۱

منارہ زریں : ۸

مینار قطب صاحب : ۲

ہیرا محل : ۱۰۱

''کتبہ''

کتبہ اشوکا کی لاٹھ یا فیروزشاہ : ۳

کتبہ لوہے کی لاٹھ : ۲

''کتابیات''

اکبرنامہ : ۵۱

تاریخ فتوحات فیروزشاہی : ۳۴

PUBLICATION OF THE SIR SYED ACADEMY, 2003 - 2006

1. **ASARUS SANADEED 1847**
   Sir Syed Ahmad
2. **ASARUS SANADEED 1854**
   Sir Syed Ahmad
3. **AIN-E-AKBARI OF ABUL FAZAL ALLAMI**
   Edited by Sir Syed Ahmad
4. **TARJKH-E-FIROZ SHAHI OF ZIAUDDIN BARNI**
   Edited by Sir Syed Ahmad
5. **TABEENUL KALAM FI TAFSEERIT TAURAT WAL INJEEL ALA MILLATIL ISLAM**
   Sir Syed Ahmad
6. **TUZUK-E-JAHANGIRI**
   Edited by Sir Syed Ahmad
7. **KHUTBAT-E-AHMADIA**
   Sir Syed Ahmad
8. **SANSKRIT BIOGRAPHY OF SIR SYED AHMAD**
   Professor Parmanand Shastri
9. **ARABIC BIOGRAPHY OF SIR SYED AHMAD**
   Professor M. Salahuddin Umri
10. **TAMIL BIOGRAPHY OF SIR SYED AHMAD**
    Dr. Mrs Chandni Bi
11. **MALYALAM BIOGRAPHY OF SIR SYED AHMAD**
    Dr. Mrs. Raheena Begum
12. **TELUGU BIOGRAPHY OF SIR SYED AHMAD**
    Professor Mrs Amina Kishore
13. **SELECTED ESSAYS OF SIR SYED AHMAD VOL I**
    Translated from Urdu by Dr. M. Hameedullah
14. **SELECTED LECTURES OF SIR SYED AHMAD VOL I**
    Translated from Urdu by M. Abdul Mannan
15. **SELECTED LETTERS OF SIR SYED AHMAD**
    Translated from Urdu by M. Abdul Mannan
16. **SELECTED ESSAYS OF SIR SYED AHMAD**
    Translated from Urdu into Arabic by Professor M. Salahuddin Umri
17. **DASTAWEZAT: MUSLIM EDUCATIONAL CONFERENCE VOL I**
    Edited by Professor Iqbal Husain
18. **DASTAWEZAT: MUSLIM EDUCATIONAL CONFERENCE VOL II**
    Edited by Professor Iqbal Husain
19. **JUSTICE SYED MAHMOOD PAPERS**
    Edited by Professor Iqbal Husain
20. **DASTAWEZAT -E- MOHSINUL MULK**
    Edited by Professor Iqbal Husain
21. **HAYAT-E-JAWED (Life Everlasting) by Hali**
    Translated from Urdu into English by Professor Rafi Ahmad Alvi
22. **SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2003.**
    By Saiyid Hamid
23. **SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2004.**
    By Siddhartha Shankar Ray
24. **URDU TRANSLATION OF SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2004**
    By Dr. Motasim Abbasi
25. **SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2005.**
    By Shyam Benegal
26. **URDU TRANSLATION OF SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2005.**
    By M. Abdul Mannan
27. **SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2006.**
    By Shamsur Rehman Farooqi
28. **URDU TRANSLATION OF SIR SYED MEMORIAL LECTURE 2006.**
    By M. Abdul Mannan

Sir Syed Academy
Aligarh Muslim University, Aligarh.202002